باب اول: غصب، اجارہ، گواہی، تہاتر اور تراتر اور مدعی اور مدعا علیہ کی پہچان کی مسائل

فصل اول: غصب کے مسائل

فصل دوم: اجارہ کے مسائل

فصل سوم: مردود الشہادۃ کا بیان

فصل چہارم: تہاتر اور تواتر کا بیان

فصل پنجم: مدعی اور مدعا علیہ کی پہچان کا بیان

فصل اول:

غصب کے مسائل

(یعنی کسی سے کوئی چیز زبردستی لینا)

مسئلہ نمبر 1:

زید اور بکر کے گواہ ایک کپڑے کی بابت زید گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ کپڑا زید نے مجھ سے غصب کیا ہے اور بکر بھی یہی دعوی کرتا ہے تو دونوں کیلئے کپڑے کا حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر 2: دو افراد کے گواہ کسی زمینی حد یا دیوال کے باب میں اور دونوں ایک دوسرے پر دعوی کہ میرا حصہ اس میں داخل ہو گیا ہے تو حکم کیا جائیگا ہر ایک کیلئے صاحب ید کے حصہ پر۔

مسئلہ نمبر 1: بینۃ اثنین ادعیا ثوبا فی ایدیھما وک واحد منھما اقام البینۃ علی ان الاخر غصبہ یقضی بینھمااثنین۔(1)

مسئلہ نمبر2: بینۃ اثنین اختلفا فی حد وحائط بین نصیبین فقال کل منھمانصیبی دخل فی ید الاخر یقضی لکل منھم مافی ید الأخر۔(2)

1: الانقروی محمد بن الحسین الانکوری الحنفی متوری 1098ھ الفتاوی الانقرویہ مطبعۃ الامیریۃ بولاق مصر۔کتاب الدعوی جلدنمبر 2 ص 144

2: غانم ،غانم بن محمدالبغدادی المتوفی سن 1030ھ ملجاء القضاۃ عند تعارض البینات المعروف بہ ترجیح البینات، جامعہ ام القری مکۃ المکرمہ 1403ھ 1983ء کتاب الغضب ص 156

فصل دوم

اجارہ کا مسئلہ

فصل دوم:

اجارہ کامسئلہ

مسئلہ نمبر 3: دوافراد کے گواہ کسی گھر کے بارے جو کسی تیسے شخص کی ملکیت ہے دونوں اس پر گواہ پیش کرتے ہیں کہ یہ گھر میراہے میں صاحب قبضہ کودس روپے اجارہ پر دیاہے اورصاحب قبضہ انکارکرتاہوتوگھرکافیصلہ دونوں(1) کیلئے کیاجائیگا۔

---

(1)دونوں کے درمیان گھر برابر تقسیم کیاجائیگا،اوراگرصاحب قبضہ اس میں رہ چکاہوتواس سے دس روپیہ کرایہ بھی لیاجائی گا،اوردونوں مدعی پانچ پانچ روپیہ لیں گے،اسی طرح ذکرہے قاضی خان میں۔۱۲۔مترجم۔

مسئلہ نمبر 3: بینۃ اثنین ادعیادارافی یداخران کلامنھما قد اجرہ ایاھا بعشرۃ وھی ملکہ وھو جاحددعواھمایقضی بینھما۔(1)

:1 الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند،الفتاوی الھندیہ ،دارالفکربیروت لبنان ۔کتاب الدعوی باب دعوی الرجلین جلدنمبر 4 ص 90

مردود الشہادۃ کا بیان

فصل سوم:

(تتمہ) کس کس کی گواہی قبول نہیں ان کے بیان میں۔

نابینا کی گواہی مطلقا قابل قبول نہیں۔

(برابر بات ہے گواہی سے پہلے نابینا ہو یا بعد میں) اسی طرح گونگے کے گواہی قابل قبول نہیں۔

مرتد کے گواہی بھی قابل قبول نہیں (مرتد وہ شخص ہے جو اسلام سے روگردانی کر چکا ہوں) غلام اور نابالغ کے گواہی قبول نہیں۔ اور غافل شخص کی گواہی قابل قبول نہیں۔

مسلمان جو قذف میں محدود ہو چکا ہوں اور قیدی کی گواہی قبول نہیں جو جیل میں واقع ہو چکا ہوں دونوں کے گواہی قبول نہیں (مثلا جیل میں جھگڑا ہوا اور پھر بعض لوگ بعض کے خلاف گواہی کریں تو قابل قبول نہیں)۔

شوہر کیلئے بیوی کے گواہی اور بیوی کیلئے شوہر (1) کی گواہ قابل قبول نہیں۔ اور اصل کی گواہی کرنا فرع (2) کیلئے جائز نہیں اور اس کے برعکس اور اسی طرح آقا کی گواہی اپنی مملوک کیلئے جائز نہیں

شراکت کرنے والے کے گواہی قبول نہیں شریک کیلئے اور اجیر خاص کے گواہی اپنے مستاجر کیلئے اور تابع کی گواہی متبوع کیلئے اور خاص شاگرد کی گواہی اپنے استاد کیلئے قابل قبول نہیں۔

---

(1) اور اگر عقد نکاح ٹوٹنے کے بعد میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے گواہی دے تو پھر قابل قبول ہے جیسا کی شامی میں ذکر ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

(2) جس کیلئے گواہی قبول نہیں اس کیلئے قضاء بھی قبول نہیں، تو قاضی اپنے باپ دادا اوپر تک کیلئے اور بیٹے اور نواسے کیلئے نیچے تک کیلئے فیصلہ نہیں کر سکتا، اور اگر انہوں نے کسی کو وکیل کیا تو پھر بھی جائز نہیں۔ اور اگر دو افراد کے مقدمے میں کسی ایک نے قاضی کے بیٹے یا کسی ایسے شخص کو وکیل کیا جس کی گواہی قاضی کے حق میں جائز نہ ہو تو اگر قاضی نے وکیل کیلئے حکم کیا تو یہ حکم جائز نہیں۔ ۱۲ مترجم

(تتمہ) فیها لا یقبل شهادته

لاتقبل من اعمی مطلقا، ومثله الاخرس ،والمرتدوالمملوک والمغفل۔(1)

ومسلم محدودفی قذف ،ومسجون فی حادثة تقع فی السجن ، والزوجة لزوجها،وهولها۔

"والفرع لاصله والاصل لفرعه ،وسیدلعبده۔"(1)

"والشریک لشریکه فیما هوللشرکة ، والاجیرالخاص لمستاجره، والخدام، والاتباع لمتبوعهم والتلمیذ الخاص لاستاذه"۔(1)

:1 الدررالحکام شرح غررالحکام 379جلد نمبر2 ص

:2 ملاخسروالحنفی ؛الدررالحکام فی شرح غررالاحکام۔ میرمحمد کتب خانه کراچی۔کتاب الشہادات باب القبول وعدمه ج: 2ص، 379

اور مخنث کی گواہی قابل قبول نہیں اور نائحہ عورت کی گواہی قابل قبول نہیں اور دشمن کی گواہی جو دنیاوی(1) سبب سے گواہی کرتا ہو ناقابل قبول ہے (مثلاً کسی نے زید پر زنا کا تہمت لگایا تو اس کے خلاف زید کی گواہی قابل قبول نہیں۔

اور عام باتوں میں جھوٹ بولنے والے کی گواہی قبول نہیں۔ اور جو باتوں میں زیادہ قسمیں کھاتا ہوں، اور اس کے گواہی جو باتوں میں گالم گلوچ کرتا ہوں اور زکوۃ نہ دینے والے کی گواہی قابل قبول نہیں۔

اور جو شخص باجماعت نماز چھوڑتا ہو یا جمعہ کے نماز کو بلا عذر ترک کرتا ہو ان کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اور جو شخص ضرورت سے زیادہ کھانا کھاتا ہوں اور جو شخص کسی امیر شخص کی استقبال کیلئے شہر سے باہر جاتا ہوں (لیکن اگر امیر شخص صالح اور عادل ہو تو پھر کوئی حرج نہیں) کی گواہی قابل قبول نہیں۔

اور عام راستے میں پیشاب کرنے والے اور طفیلی کے (یعنی جو شخص جو بلا دعوت کے دعوت میں شریک ہوتا ہے) گواہی قابل قبول نہیں۔ اور وہ شخص جو بہت زیادہ مسخرہ کرتا ہوں (یعنی مزاح) کی گواہی قبول نہیں۔ اور بہت زیادہ بخیل آدمی کی گواہی قابل قبول نہیں۔ اور کینہ گر آدمی کی گواہی قابل قبول نہیں اور نہ اس شخص کی گواہی جو کفن بیچنے کے انتظار میں بیٹھا ہوں (اور اگر کپڑے کا کاروبار کرتا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

---

(1) دشمنی کی وجہ سے گواہی کا قبول نہ ہونا عام نہیں، قنیہ، بحر اور شامی میں ذکر ہے کہ اگر گواہی دینے والا عادل اور ثقہ ہو تو اس کی گواہی قبول ہے۔ ۱۲۔ مترجم۔

"والشریک لشریکہ فیما هوللشرکۃ ، والاجیرالخاص لمستاجرہ، والخدام، والاتباع لمتبوعھم واللتلمیذ الخاص لاستاذہ"۔(1)

"المخنث الذی یؤتی، والمغنی بالاجرۃ ، والمغنیۃ، والنائحۃ للغیر،والعدوبسبب الدنیا"۔(2)

"والمجازف فی کلامہ،وکثیرالحلف،ومعتارالشتم ولوالدایۃ ومانع الزکوۃ"۔(3)

"وتارک الجماعۃ اوالجمعۃ بلاعذر ،والاکل فوق الشبع بلاعذر،والذی یخرج لفرجۃ قدوم امیر"۔(4)

1: الدررالحکام شرح غررالاحکام ج2 ص 380

2: الدررالحکام شرح غررالاحکام ج2 ص 380

3: درجہ بالا حوالہ ص: 380

4: درجہ بالا حوالہ ص: 380

اور وہ وکلاء جو قاضی اور حکام کے دروازوں پر فیصلوں کیلئے جاتے ہوں۔اور جھگڑا کرنے والے وکیل کے گواہی قبول نہیں۔اور جو شخص بلاوجہ نشہ آور اشیاء کی عادی ہو،اور جو شخص نابالغ اور بے ریش لڑکوں کے ساتھ لہو لعب میں مشہور ہوا ہو۔

اور کبوتر باز کی گواہی قبول نہیں(یعنی وہ شخص جو کبوتر بازی کے عادی ہو اور اگر عادی نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں)اور دُف بجانے والا اور طبلہ بجانے والے کی گواہی قبول نہیں۔اور اس شخص کی گواہی قابل قبول نہیں جس کا اٹھنا بیٹھنا گناہ اور فسق و فجور کے محافل میں ہو۔یا ایسے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہو جو حد کا موجب ہو یا لوگوں کے سامنے اپنا عورت ظاہر کرتا ہوں کے گواہی قبول نہیں۔

یا وہ شخص جو نردشیر (1) کھیلتا ہوی،اشطرنج سے جوا کھیلتا ہو، یا سودی ہو یا جو راستہ جاتے ہوئے کھانے کی عادی ہو یا وہ جو لوگوں کے سامنے استنجاء کرتا ہوں، یا وہ ظاہری طور اسلاف کو گالی دیتا ہو۔

وصی کے گواہی میت کے حق میں قابل قبول نہیں۔اگر فی الحال وصی نہ ہو(مثلاً زید وصی ہے تو اس کا گواہی میت کے حق میں قبول نہیں)اور اسی طرح یتیم کے وصی کے گواہی یتیم کیلئے قبول نہیں اور جو ایک یا کسی مقدمے میں خصم رہ چکا ہوں تو اس کی گواہی قبول نہیں۔

نوٹ:۔یہاں تک یہ تمام مسائل الدرر الحکام شرح غرر الاحکام اور اس کے حواشی سے لئے گئے ہیں۔

---

(1) نردشیر شطرنج کی طرح ایک کھیل ہے۔جو شیر ابن بابک نے ایجاد کیا تھا اسی وجہ سے اس کو نردشیر کہتے ہیں۔۱۲۔مترجم۔

"ومن يبول على الطريق، والطفيلي،والمسخرة وشيديدالبخل ،وكل متعصب مع الغير،والمترصدلبيع لكفان الموتى"۔(1)

"ومن يطيرالحمام، وطارب الطتبوروالمزامير،ومن يجلس مجالس الفجور،اوريرتكب مايوجب الحداو يكشف عورته عندالناس"۔(2)

"ومن يظهر سب السلف بل والخلف "(3)

"والوصى بحق للميت ولوبعد الغزل مطلقا،وكل من صارخصمافى حادثة"۔(4)

1: الدرر الحكام شرح غرر الاحكام ج:2 ص:381

2: (الدررالاحكام فى شرح غررالاحكام ج2 ص 381)

3: (حواله بالا ج:2 ،ص: 381۔

4: حواله بالا ج:2، ص: 381،382

یتیم کے مال کھانے والے کی گواہی قابل قبول نہیں۔اور وہ شخص جو نماز باجماعت ترک کرتا ہولاپرواہی کی وجہ سے،اور نہ شعبدہ باز اور فاسق کی گواہی قبول ہوگی۔

شاعر کی گواہی قبول نہیں اگر اپنے اشعار میں کسی کا ہجو کرتا ہو اور وہ شخص جو مجمعوں میں لڑکوں سے لہو ولعب میں مصروف ہوتا ہوں اور لشکر کی گواہی قبول نہیں امیر کی حق میں اگر لشکر میں لوگ کم ہو اور لشکر میں لوگ زیادہ ہو تو پھر قابل قبول ہے۔زیادہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ سو100 سے زیادہ ہو۔ایساذکر ہے فتاوی ہندیہ میں۔

قاضی کے سامنے فیصلہ کرنے والوں کو حاضر کرانے والے کے گواہی قابل قبول نہیں۔(کیونکہ ایسا شخص اکثر رشوت لینے والا ہوتا ہے)اور دستاویز لکھنے والے اور دلال کے گواہی قابل قبول نہیں۔

اور قرضہ دینے والے کے گواہی اپنی مقروض پر اس کے موت کے بعد قابل قبول نہیں اور اس طرح قذف یعنی تہمت لگانے والے کی گواہی قابل قبول نہیں جو محدود ہو چکا ہوں۔اسی طرح رعیت کی گواہی اپنے عامل اور رئیس کیلئے قبول نہیں۔

"ولاتقبل شهادة آكل مال اليتيم باكله مرة،اذاترك الرجل للصلوة استخعاقا بالجماعة بان لايتعظم تفويت الجماعة اومجانة اوفسقالا تجوز شهادة ،فلاالرقاص والمشعود"۔(1)

"والشاعرالذى يهجوالناس،ومضارع الحداث فى المجامع والجندللاميران كانوايحصون وان كانوالايحصون تقبل ومالايحضى مازادعلى المائة"۔(2)

"ولاتقبل شہادة محضرالقاضى ولاالصكان ولاالدلال"۔(3)

"ولارب الدين لمديونه بعد موت المديون ولاالقاذف والاالرعية للعامل والرئيس"۔(4)

1: فتاوى الهنديه ج3 ص: 468

2: فتاو الهنديه ج3 ص 468

3: ايضا ج: 3 ص: 469

4: الدررالحكام فى شرح غررالاحكام، ج2 ص 382

جاہل کے گواہی عالم کے خلاف قابل قبول نہیں (عالم سے مراد وہ عالم ہے عبارت سے مسئلہ نکال سکتا ہو) اور جو گواہی کے طلب ہونے سے پہلے گواہی دیں اور اقلف کے گواہی قابل قبول نہیں۔

اسی طرح چور، ڈاکو، زناکار اور عمل قوم لوط کرنے والے کے گواہی قبول نہیں۔ اسی کے علاوہ شرابی، شطرنج کھیلنے والے، جھوٹی قسمیں کھانے والا، حرام مال کھانے والے، اور مشہور جھوٹ بولنے والے کی گواہی قابل قبول نہیں۔

{1} بھائی کی گواہی بھائی کیلئے قابل قبول ہے اور اسی طرح چاچا کیلئے یا رضاعی بھائی، بہن کیلئے، ساس اور سسر کیلئے، اسی طرح اقلف کی گواہی قابل قبول ہے۔ اگر بوجہ عذر ہو، اس کے علاوہ خصی اور عنین اور ولد زنا کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔

{1} یہ تشریح فتاوی ودودیہ کی مصنف نے کی ہے۔

"ولاالجاهل على العالم الشريف لعدم الولاية والمرادبالعالم من يستخرج المعنى من التركيب كماينبغى ،ولامن بدء بالشهادة قبل الطلب من صاحبهاوالمشهود به مالى،ولاالاقلف الذى ترک الختان استخفافا بالدين۔(1)

"ولاتقبل شهادة سارق،وقاطع طريق وزان ،ومن يعمل عمل قوم لوط،ومن يشرب ويسخرمنه الصبيان ومن تفوته الصلوة بلعب الشطرنج، ومن يحلف الايمان الكاذبة ،ومن ياكل الحرام ولايبالى من ابن اكتسب المال ،والمعروف بالكذب الفاحش"۔(2)

:1 الدررالحكام فى شرح غررالاحكام ج 2ص 382

:2 الصدرالشهيد،عمربن عبدالعزيزبن مازه البخارى،المتوفى 536هـ۔شرح ادب القاضى للخصاف۔مطبقة الارشاد بغداد،الطبعة الاولى 1988ء كتاب الشهاداب،الاسباب ،الموجبة لسقوط العدالة، ج 3ص 33

تہاتر اور تواتر کا بیان

فصل چہارم:

تہاتر اور تواتر کا بیان

تہاتر کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

تہاتر کا لغت عربی میں کیا معنی ہے؟

"مغرب" کتاب میں ذکر ہے جس وقت شہادت بے کار ہو جاتا ہے تو عربی میں کہا جاتا ہے کہ شہادات متہاتر ہوئے۔اسی طرح "تہاتر القوم" کہا جاتا ہے جب لوگ ایک دوسرے پر جھوٹے دعوی کر رہے ہو۔

تہاتر کا لفظ ھتر سے لیا گیا ہے،اور ھتر لغت عربی میں جھوٹی بات اور غلط خبر کو کہتے ہیں اور جو گواہی شریعت میں حجت نہیں وہ تہاتر کی قبیلے سے ہے۔ (مغرب کی مضمون ختم ہوا)

اور فیروز آبادی نے کہا ہے کہ عربی میں تھاتر اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی ایکسی اور پر جھوٹ کا دعوی کرے۔اور تھاتر وہ شہادات ہیں جس کے ذریعے ایک دوسرے کے جھوٹا ہونا ثابت کیا جاتا ہو۔اور اسی طرح مصباح کتاب میں ذکر ہے۔

الخاتمۃ فی التہاتر والتواتر

"اماالتہارلغۃ: فقال فی المغرب تہاترت الشہادات وبطلت وتہاتر القوم ادعی کل منہم علی صاحبہ باطلا"۔(1)

تہاتر:

"ماخوذ من الھتروھوالسقط فی الکلام والخطاء وکل بنیۃ لاتکون حجۃ شرعافھی من التہاتر"۔(2)

"وقال الفیروزی آبادی تہاتراذاادعی کل علی صاحبہ باطلاوالتہاترالشہادات التی یکزب بعضھابعضا۔انتہی کامہ ومثلہ فی المصباح"۔(3)

1: المطرزی،ابوالفتح ناصرالدین متوفی 610ھ۔المغرب فی ترتیب المغرب ۔مکتبۃ اسامۃ بن زید حلب سوریہ۔باب لھاء مع التاء ، جلد2 ص 377 الطبقۃ الاولی 1399ھ 1979ء

2: المغرب فی ترتیب المغرب جلدنمبر 2 ص 377

3: الفیروزی ابادی ،مجدالدین محمدبن یعقوب المتوفی سنۃ 817ھ۔القاموس المحیط، 2005۔موسسۃ الرسالۃ للنشروالتوزیع بیروت لبنان، فصل الھاء، ص 495

اور فقہاء کے نزدیک بعض شہادات بعض کو باطل کر دیتے ہیں۔ کسی تعارض یا شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے یا نا ممکن ہونے کی وجہ سے محیط میں ذکر ہے کہ ایک آزاد شخص گواہ پیش کرتا تھا کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اس مکاتب {1} غلام پر ایک ہزار روپے کے عوض بیچ دیا ہے، اور مکاتب گواہ پیش کرتا ہوں کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اس عورت کو ایک ہزار روپے میں فروخت کیا ہے، اور عورت گواہ پیش کرتی ہے کہ یہ گھر میری ہے میں نے اس آزاد کو جس کے قبضے میں گھر ہے ایک ہزار روپے میں بیچ دیا ہے، اور تینوں نے تاریخ کا تعین نہیں کیا تو شیخینؒ کے نزدیک تینوں کے گواہ باطل ہیں اور گھر کو صاحب قبضہ کے ہاں چھوڑ دیا جائیگا۔ برابر بات ہے کہ صرف بیع پر گواہ دیں یا بیع اور قبضہ کرنے کے گواہی دیں۔ یہ گواہی اس لئے باطل ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی گواہ یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ بائع ہو اور وہ دوسرا قیمۃ خریدنے والا ہو اور یہ دونوں ایک دونوں کے منافی ہیں۔(تو اسی وجہ سے تھاتر آگیا)

{1}: مکاتب وہ غلام ہے جس کو آقا کہے کہ اتنی رقم مجھے کما کر دو تو تم آزاد ہو۔ ۱۲ مترجم

"وعندالفقهاء البينات يبطل بعضهابعضالعلل اما لتعارض اوالتضاد اوالاستحالۃ او عدم المشروعيۃ قال فی المحيط اذاكانت الدار فی يد رجل حر فاقام البينۃ انها داره باعهامن هذ المكاتب بالف درهم واقام مكاتب البينۃ انها داره باعهامن هذه المراء ة بالف درهم،واقامت المراءة البينۃ انهادارباعتها من الحرالتی فی يده بالف ولم يؤرخوافقی قول ابی حنيفۃؒ وابی يوسفؒ البينات كلهاباطلۃ وتترک الدارفی دی ذی اليد قضاء ترک سواء شهدالشهود بالبيع ولم يشهدوبالقبض او شهدوا بالبيع والقبض جميعا"۔
"لان بينۃ كل واحدمنهاتقتضی ان يكون مشترياوبينهما تناف"۔(1)

1: حوالہ الطريقۃ الواضحۃ ص:22

اور اگراعتراض کیاجائے کہ شیخینؒ کے نزدیک یہ تہاتر نہیں کیونکہ یہ گواہی ایک دوسرے کے ساتھ منافی نہیں کیونکہ مدعی جس چیز کا دعوی مدعاعلیہ پر کرتاہے تو مدعاعلیہ اس چیز کا دعوی مدعی پر نہیں بلکہ کسی اور پر کرتاہے۔ تو وہ ہم جواب میں کہتے ہیں کہ پچھلے مسائل میں گواہی کے باطل ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ مدعاعلیہ اپنے مدعی پر وہی دعوی دہرارہاہے جو مدعی کرتاہو بلکہ تہاتر کی وجہ یہ ہے کہ گواہ ایک دوسرے کے معارض اور منافی ہیں۔ اور یہی سب ان مسائل میں بھی موجود ہے۔

یاہم جواباً کہتے ہیں کہ وہاں تہاتر کی وجہ وہی ہے جو تم بیان کررہے ہو، لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ کسی اور جگہ کسی اور سبب سے تہاتر ہو۔ اور ہم نے جو بیان کیا تھا کہ یہ شہادت اور گواہی ایک دوسرے کے معارض اور فنافی ہیں وہ اس لئے کہ ہر ایک مدعی ایک وقت میں بائع اور مشتری ہوا۔ تو یہاں معارض ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مدعی کا بائع اور مشتری ہوناایک وقت میں واقع ہواجو ناممکن ہے ۔ محیط کا مضمون ختم ہوا۔

اور پھر محیط میں ذکر ہے کہ اسی مسئلے میں امام محمدؒ کے جو قول ہے اس میں اس حد تک اضطراب ہے کہ ابو معین نسفیؒ نے ذکر کیاہے کہ امام محمدؒ کے قول پر تقریباًاسی اعتراضات کئے گئے ہیں۔ اور اسی اضطراب کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت امام محمدؒ نے اس کتاب کے لکھنے کاارادہ کیاتواپنے وکیل کو ہدایت کی کہ مجھے کسی حاجت اور ضرورت کے بارے میں کچھ نہیں بتانابلکہ جب مجھے کسی چیز کی ضرورت کو پورا کرنا یہاں تک کہ میرے رہنے کے گھر کے بیچنے کااگر ضرورت پیش آئے تو وہ بھی بیچنااور مجھے اطلاع دیناکہ میں گھر کو خالی کرالوں! تواتفاقاً جس وقت امام محمدؒ نے اس باب کے مسائل کو لکھناشروع کیاتوایک دن اس کاوکیل آیااور کہنے لگاکہ میں نے تمہارا گھر بیچ دیاہے تواسی وجہ سے امام محمدؒ کے دل میں تشویش اور غم آگئی اور فکر میں خلل واقع ہوااسی وجہ سے اس قول میں ان سے اضطراب صادر ہوا۔ محیط کی عبارت یہاں ختم ہوگئی۔

"فان قیل ینبغی ان لاتھاتر البینات عندھما ھنا لانہ لاتعارض لان کل واحد منھمالایدعی علی صاحبہ مثل مایدعی صاحبہ علیہ بل یدعی علی غیرہ بخلاف ماتقدم۔

قلنافی تلک المسائل ماتھاترت البینات باعتبار ان کل واحدمنھما یدعی علی صاحبہ مثل مایدعی صاحبہ علیہ بل لاجل التضاد والاستحالۃ وانہ مورد ھنا۔

اوان کان التھاترثمہ لاجل ماذکرتم فھذالاینفی التھاترلعلۃ اخریٰ وبیان التضادان کل واحدمنھماجعل بائعاومشتریافی وقت واحدلانامتی جھلنا التاریخ فعل کانھماوقعامعاوھذاالمعنیٰ موجود ھنا۔انتھی"۔

"ثم قال وقول محمدؒ مضطرب فی ذالک حتی ذکر ابومعین النسفیؒ انھم اوردواعلی اجوبتہ قریبامن ثمانین ایراداوسبب اضطراب قولہ فی ھذاالباب انہ لماشرع فی تصنیف ھذاالکتاب قال لوکیلہ لاترجع الیّ فی حاجۃ ولاتشغل خاطری بشئی ،وکلمااحتجت الی شیئ بع من مالی وانفق حتی الباب واذا بعت الدار فحینئذ اعلمنی حتی اخرج واسلمھاالی المشتری فاتفق انہ لما شرع فاشتغل خاطرہ وتفرق فکرہ بسبب التفلۃ فوقع الاضطراب۔انتھی۔

1: الطریقۃ الواضحۃ: ص: 224

2: ایضا :ص: 224

اور ذخیرہ کتاب میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے کہ جو گواہی شریعت میں حجت نہ ہو وہ بھی تہاتر کی قبیلے سے ہے۔اور اسی باب کی ایک صورت وہ بھی ہے جو ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے نقل کیا کہ اگر دو افراد گواہی دیں اور تاریخ کا تعین کریں کسی پر، کسی ایسی بات یا کام کی جس سے اس کے خلاف اجارہ، مکاتب ہونے، بیع، قصاص، مال، طلاق یا غلام اور لونڈی کا آزاد ہونے کا لزوم ہوتا ہو اور مدعی علیہ گواہ پیش کریں میں اس وقت وہاں پر موجود نہیں تھا جو وقت اور دن گواہ بتا رہے ہیں تو مدعا علیہ کے یہ گواہ قابل قبول نہیں۔اور اسی باب میں ہر وہ گواہی داخل ہے کہ فلاں نے یہ بات کی ہے یا یہ کام نہیں کیا ہے یا اس قسم کا کوئی اقرار نہیں کیا ہے یہ سب تہاتر میں داخل ہیں۔

اگر ایک شخص نے گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص نے مجھے بقر عید کے دن مکہ مکرمہ اس زخم سے زخمی کیا ہے اور قاضی نے حکم صادر فرمایا۔ پھر زید نے گواہ پیش کئے کہ مدعی کے ایک گواہ نے کوفہ میں بقر عید کے دن مجھے زخمی کیا ہے تو زید کے گواہی قبول نہیں۔اور اگر قاضی نے پہلے گواہوں کے بیان پر حکم صادر نہیں فرمایا ہو جبے تک جانبین کے گواہ جمع نہ ہو جائیں تو دونوں کے گواہی کو رد کیا جائیگا۔

وقال فی الذخیرۃ مانصہ کل بینۃ لاتکون حجۃ شرعا فھی من التھاترفمن جملۃ ذالک ماذکر ابن سماعۃ عن ابی یوسفؒ فی شاھدین شھدا علی رجل بقول یلزمہ بذالک اجارۃ اوکنایہ اوبیع اوقصاص اومال اوطلاق اوعتاق فی موضع وصفاہ اوفی یوم سمیاہ فاقام المشھود علیہ البینۃ انہ لم یکن فی ذالک الموضع اولافی ذالک الیوم الذی وصفاہ لم تقبل البینۃ علی ذالک وکذالک کل بینۃ قامت علی ان فلانا لم یقل لم یفعل لم یقرفھذاکلہ من التھاتر۔

رجل اقام بینۃ علی اخرانہ جرحہ یوم النحر بمکۃ ھذالجراح وقضیت بذالک ثم اقام المدعی علیہ الجراحۃ علی احدالشاھدین بینۃ انہ جرحہ یوم النحربالکوفۃ لم اقابل بینۃ علی ذالک ولولم اکن قضیت باالاولی حتی اجتمع البینتان والدعوتان ابطلتھا"۔

1: الطریقۃ الواضحۃ ص:228

اور حدود کے مسائل میں ذکر کیاہے کہ اگرچار گواہوں نے زید پر یہ گواہی دی کہ اس نے عیدالاضحی کے دن فلاں عورت سے زنا کیاہے اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے اسی دن کوفہ شہر میں کسی کو قتل کیاہے، یا کسی عورت سے نکاح کیاہے یاطلاق دیاہے یااپنے غلام کوآزاد کیاہے یا کسی کو زخمی کیاہے اور یا کسی شخص نے اپنے دو غلاموں سے کہاکہ تم میں سے جس نے روٹی کھائی وہ آزاد ہے ۔اب دو گواہوں نے ایک کے روٹی کھانے پر گواہی دی اوراس کے علاوہ دو اور گواہوں نے اسی طرح گواہی تو ان صورتوں میں جانبین کے گواہی کورد کیاجائیگا۔

قاضی کے دونوں فریقین کے گواہی رد کرنے کے بعد ایک فریق فوت ہوگیا، پھر دوسری فریق نے اپنے سابقہ دعوی پر گواہ پیش کئے تو یہ گواہی قبول نہیں،اوراگر دو نئے گواہوں نے گواہی دی تو پھر قبول ہے۔

"وقال فی کتاب الحدوددلوشهد اربعۃ علی رجل انہ زنی بفلانۃ یوم التحریمۃ وشهد اثنان انہ قتل فلانایوم النحربالکوفۃ اوکانت الشهادة الثانیۃ فی نکاح او طلاق اوعتاق اوجراح،او قال الرجل لعبد یہ ایکمااکل اهذالرغیف فهو حرفشهد شاهدان ان هذااکلہ وشهدأخران ان هذالاخراکلہ لم قبل شهادتهما"۔(1)

"وان شهد احد الفریقین اولاوقضی القاضی بشهادتهم ثم شهد الفریق الاخر بماوصفنا لاتقبل شہادة الفریق الثانی وان رد القاضی الشهود جمیعاثم مات احدالفریقین ثم شهدالفریق الثانی بما شهدوا بہ لاتقبل شہادتهم فان جاء الاخر بشاهدین أخرین قبلت شهادتهما"۔(2)

1: (ابن مازة ،محمود بن احمدبن عبدالعزیزالبخاری الحنفی المتوفی 616ھ۔المحیط البرهانی فی الفقہ النعمانی۔ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔الطبعۃ الاولی 1424ھ 2004ء۔کتاب الشہادات ،الفصل السابع عشر فی التهاتر بین الشهادتین ج : 8، ص: 449۔)

2: (المحیط البرهانی جلدنمبر 8 ص 450)

اوراسی بناپرا گردو گواہوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے عیدالاضحی کے دن کوفہ شہر میں اپنی بیوی عمرہ کو طلاق دی ہے اس کے علاوہ دواور گواہوں نے مکہ مکرمہ میں طلاق کے گواہی دی یا گواہوں نے الگ الگ عورت کے طلاق ہونے پر گواہی دی تو دونوں فریقین کی گواہی قبول نہیں۔ایک فریق نے اگر پہلی گواہی دی او قاضی نے فیصلہ صادر کیااب دوسرا فریق گواہی دے رہا تھاتو قاضی دوسرے فریق کے گواہی پر فیصلہ نہیں فرمائے گا۔

دوافراد نے دعوی کیااور گواہ پیش کئے کہ فلاں میت میرا آزاد کردہ غلام تھااور میرے سوااس کا کوئی وارث معلوم نہیں تو میت کاورثہ ان دونوں کے درمیان برابر تقسیم کیاجائیگا۔اورا گران دونوں میں سے ایک مدعی نے دعوی میں پہل کیا تھااور گواہ پیش کئے اور قاضی نے اس کیلئے حکم کیاوارثت پر۔اس کے بعدا گردوسرے مدعی نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کئے تو قاضی یہ گواہی قبول نہیں کرے گا۔

"وعلی هذااذاشهدشاهدان علی رجل انہ طلق امرء تہ عمرة یوم النحر بالکوفة وشهد أخران انہ طلقها یوم النحر بمکة او کانواشهدوعلی امراء تین لم تقبل شہادتهماولوشہد احدا لفریقین اولاوقضی القاضی بشہادتهماثم شهدالفریق الاخر فالقاضی لایقضی بشہادة الفریق الثانی"۔(1)

"وان ادعی رجلان ولاء رجل فاقام کل منهمابینة انہ اعتقہ وهو یملکہ ثم مات ولایعلم لہ وارث غیره جعلنا الولاء بینهماوان ادعی احدهمااولا و قضی القاضی لہ بالولاء ثم اقام الاخر بعدذالک بینة علی دعواه فالقاضی لایقبل بینة الثانی"۔

1: (المحیط البرهانی ج8 ص 450)

2: (المحیط البرهانی ج8 ص 450)

چار، چار افراد نے کسی مرد اور عورت پر زنا کی گواہی دی اور اس کے علاوہ چار افراد نے گواہی دی کہ یہ گواہی دینے والے خود زنا کرنے والے ہیں تو فریق دوم کی گواہی قبول نہیں شیخینؒ کے نزدیک، اور امام محمدؒ کے ہاں پہلے فریق پر دوسرے فریق کی گواہی سے حد زنا لاگو ہوگی اور جس پر پہلے فریق نے زنا کی گواہی دی ان پر حد زنا نہیں لگے گا۔ قاضی نے گواہوں کے گواہی سے کسی کیلئے فیصلہ کیا اور مدعاعلیہ کہتے ہو کہ میں بھی گواہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیز میرا ہے یہ گواہی قبول نہیں۔ امام محمدؒ نے اس بات کی دلیل کی طرف اپنی کتاب "الاصل" میں اشارہ کیا ہے کہ اگر میں اس کے گواہوں کو قبول کرلوں تو پھر مدعی کے گواہوں کو قبول کرنا پڑیگا تو اس کی کوئی حد نہیں۔ اس دلیل سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مدعاعلیہ کو اگر قاضی کے حکم کو توڑنے کا موقع دیا جائے تو پھر مدعی کیلئے بھی جائز ہو جائیگا کہ وہ اس کی ملکیت کا دعوی کرے تو یہ سلسلہ ایسا جاری رہے گا تو اسی وجہ سے تہاتر کے قبیلے سے شمار کیا جائیگا۔

لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ مدعاعلیہ کے گواہ کسی چیز کے ثبوت کیلئے گواہی نہیں دیتے بلکہ قاضی کے حکم کو فسخ کرنے کیلئے اور جو گواہی قاضی کے فیصلے کو توڑتا ہو قابل قبول نہیں۔ اور کیسا قبول کیا جائیگا ایسے بات کو جس کا کوئی حد نہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور امام محمدؒ نے وصیت کے بارے میں ذکر ہے کہ دو گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اقرار کیا تھا کہ اگر مجھے قتل کیا گیا تو میرا {1} غلام آزاد ہے اب وہ شخص قتل کیا گیا ہے، لہذا اس کا غلام آزاد ہے اور دو اور گواہوں نے گواہی دی کہ زید اپنی طبعی موت مرا ہے تو یہ گواہی قبول نہیں۔

{1} مدبر وہ غلام ہے جس کو آقا کہے کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ آقا کے مرنے کے بعد دیکھا جائیگا اگر میت کا ترکہ اتنا ہو کہ غلام کی قیمت ترکہ کی تہائی حصہ سے کم یا برابر ہو تو غلام آزاد ہو جائیگا، اور اگر آقا نے صرف مدبر غلام چھوڑا کوئی اور مالیت نہیں تھی تو اس مدبر کی ایک تہائی آزاد ہوگی اور باقی دو تہائی قیمت سعایت کرکے آقا کے ورثاء کو دے گا تاکہ وہ وراثت میں تقسیم کرسکیں، اور اگر آقا پر قرض بھی ہو تو اپنی پوری قیمت کی سعایت کرے گا۔ ۱۲ مترجم

"واذاشهدااربعة على رجل وامراة بالزنافشهداربعة أخرعلى هؤلاء الشهود انهم زناة فهذاباطل عندابى حنيفةؒ وعند ابى يوسف، وعندمحمدؒ يحدالفريق الاول بشهادة الفريق الثانى اما لايحد المشهود عليه الاول ،واذاقضى القاضى لرجل بحق ببينة اقامهافقال المقضى عليه انا اقيم البينة انه لى لم يقبل ذالک منه اشار فى الاصل فقال لواقبلت من هذاالقبلت من الاخر مثلهافيؤدى الى مالايتناهى اشارالى المدعى عليه لوتمكن من اقام البينة على ملكه بنقص القضاء الاول كان للمدعى ان يقيم البينة انهالى ثم يقيم المدعى عليه بعد ذالک فيؤدى الى مالايتناهى فكان من التهاتر فلايقبل"۔(1)

لكن الصحيح ان هذه بينة قامت على نقض القضاء الاول لاللاثبات والبينة القائمة على نقض القضاء مطلقالاتقبل كيف وانه يتضمن امرالايتناهى من الوجه الذى ذكرنا ،وقال فى كتاب الوصايااذا شهد شاهدان انه دبر فلانا وان قتل وانه قد قتل وشهد أخران انه مات موتا فانه يقضى بعتق المدبر من الثلث ولاتجوزشهادة شهودالموت۔(2)

:1 المحيط البرهانى ج 8 ص 451

:2 المحيط البرهانى ج8 ص 450

اوراسی طرح حکم ہے اگردو گواہوں کی گواہی سے ثابت کیا گیا کہ زید نے کہا تھا کہ میں اگراسی سفر کے دوران مجھے کوئی حادثہ پیش آیاتو میرا یہ غلام آزاد ہے اب وہ اسی سفر میں بیمار ہو چکا تھااور مر چکا ہے اس کے بر خلاف دو گواہ، گواہی دیں کہ وہ اسی سفر سے گھر واپس آیا تھااور مرض سے صحت یات ہو چکا تھا بعد میں اپنے گھر میں کسی اور مرض کی وجہ سے مر چکا ہے تو دوسری فریق کی گواہی قابل قبول نہیں۔

اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ میں اگر جمادی الاولی کے مہینے میں وفات ہوا تو میرا فلاں غلام آزاد ہے اور اگر رجب کے مہینے میں مجھے موت آئی تو فلاں، اب دو گواہ جمادی الاولی میں وفات ہونے پر اور دو رجب میں وفات ہونے پر گواہی دے رہے ہوں تو پہلے تاریخ والے کے گواہی قبول ہو گی۔

"وکذالک اذاشھدوا انہ اعتق عبدہ فلاناان حدث بہ حدث من مرض فی سفرہ وانہ مرض فی سفرومات، وشھدأخران انہ رجع من سفرہ ومات فی اھلہ اوبرئ من مرضہ ومات من مرض أخربعد ذالک"۔

"اوان رجلاقال ان مت فی جمادی الاولی ففلان حروان مت فی رجب ففلان الاخر فشھد شاھدان انہ مات فی رجب اخذت بقول من شھد علی التاریخ الاول ولاالتفت الی قول الاخرین"۔

:1 (المحیط البرھانی ج8 ص 452)

:2 (المحیط البرھانی کتاب الشھادات ج 8 ص 452)

اور اگر مریض کہنے لگا کہ میں اگر اسی مرض سے وفات ہونے لگا تو میرا (زید) غلام آزاد ہے اور اگر میں اس مرض سے صحت یاب ہو گیا تو میرا فلاں (سالم) غلام آزاد ہو گا۔ اب زید کہتا ہے کہ وہ اسی مرض کی وجہ سے فوت ہو گیا تھا اور میت کے ورثاء کہتے ہو کہ وہ مرض سے صحت یاب ہو گیا تھا تو ورثاء کی بات معتبر ہے قسم کے ساتھ اور سالم آزاد ہو جائے گا۔ کیونکہ ورثاء کے اقرار سے اس کے آزاد ہونے کی شرط موجود ہو چکا ہے۔ پس اگر زید نے مریض کے مخصوص بیماری سے فوتگی گواہی سے ثابت کیا تو یہ گواہی قبول ہے اور زید آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر جانبین نے ایک ساتھ گواہی سے ثابت کیا کہ (یعنی زید کے گواہ گوای دے رہے تھے کہ وہ مرض سے وفات پا چکا ہے اور ورثاء یا سالم کے گواہ گواہی دے رہو کہ وہ مرض سے صحت یاب ہو چکا تھا) تو زید کی گواہی قبول ہے۔ اور سالم کی گواہی قبول نہیں بر خلاف اس صورت کے وارث نے اگر گواہی سے ثابت کیا کہ میرا باپ فلاں تاریخ کو فوت ہوا تھا اور ایک عورت گواہی سے ثابت کریں کہ مدعی کے باپ نے مجھ سے اس تاریخ کے بعد نکاح کیا جو اس نے ذکر کیا ہے کیونکہ اسی صورت میں عورت کی گواہی قبول کی جائے گی۔

"فان قال ان مت من مرض هذاففلان حروان برئت ففلان الاخرحر ،فقال العبد الذی قال لہ ان مت من مرض هذافائت حر مات منہ وقالت الورثۃ برئ فالقول قول الورثۃ مع ایمانھم ویعتق العبد الاخر لاقرارھم بوجودشرطہ وھوالبرء من ذالک المرض فان اقام العبد الذی قال لہ ان مت من مرض هذافانت حرالبینۃ انہ مات من مرضہ ذالک قبلت ببینتہ ویقضی بعتقہ وعتق الاخر باقرارہ واقرارالوارث ، فان اقامت البینتات جمیعااخذت بالبینۃ التی شھدت علی موتہ من ذالک المرض ولااقبل بینۃ الاخر ،وهذابخلاف الوارث یقیم البینۃ علی الموت فی زمان ثم تقیم المرءۃ البینۃ علی النکاح بعدا لزمان الاول فانہ یقبل"۔

1: المحیط البرہانی ج8 ص 452

اور امام محمدؒ نے رقہ مقام میں جس کتاب کی املاء کی تھی اس میں مذکور ہے کہ امام محمدؒ نے کہا ہے کہ مدعی نے مدعاعلیہ پر کسی حق کا ثبوت کیا او گواہی سے ثابت کیا اس نے یہ کام فلاں دن کو فلاں جگہ میں کیا ہے اور مدعاعلیہ گواہی سے ثابت کریں کہ میں تو اسی دن کسی اور مقام میں تھا تو اس دونوں مقامات پر ایک وقت میں موجود ہونا ممکن ہے اسی وجہ سے مدعی کے گواہی قبول ہے اور مدعاعلیہ کے گواہی باطل ہے۔اور آنے والے مسائل بھی اسی قبیلے سے ہے۔

مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا کہ مدعاعلیہ نے میرے باپ کو ربیع الاول کے مہینے میں قصداً قتل کیا ہے اور مدعاعلیہ گواہوں سے ثابت کریں کہ میں نے اس کے باپ کو ایک ہزار روپے قرض دیئے ہیں اور میرے گواہوں نے اس کو مذکورہ تاریخ کے بعد زندہ دیکھا ہے، یا مدعی گواہ پیش کریں کہ میں نے مدعاعلیہ کے باپ کو کل ایک ہزار روپے قرض دیئے تھے اور مدعاعلیہ گواہ پیش کریں کہ میرا باپ مذکورہ تاریخ سے پہلے فوت ہو چکا تھا، یا کوئی عورت دو گواہوں سے ثابت کریں کہ میرے شوہر نے رقہ شہر میں عیدالاضحی کے دن مجھے طلاق دی ہے اور وہ گواہ پیش کرتا ہوا اسی دن تو میں منی میں حج پر تھا۔ تو ان سب مسائل میں مدعی کے گواہ مقبول ہیں اور مدعاعلیہ کے گواہی نہیں سنی جائے گی۔ ہاں اگر بہت زیادہ لوگوں نے گواہی دی اور ان کی بالکل ظاہر تھی تو پھر ان کے شہادت کو قبول کیا جائیگا۔اور اگر عورت نے رقہ شہر میں طلاق پر گواہ پیش کئے اور غلام نے گواہ پیش کئے اس نے مجھے اسی دن مکہ مکرمہ میں آزاد کیا تھا اور دونوں کے دعوی سے مدعاعلیہ منکر تھا تو دونوں کے گواہی باطل ہے۔اور اگر مدعاعلیہ ایک کا تصدیق کیا اور دوسرے مدعی کا تکذیب کیا تو اس کے خلاف حکم کیا جائیگا۔

(یہ مضمون ختم ہوا)

"ذکر فی کتاب املاءہ محمد ؒفی الرقۃ ،قال محمدؒکل مدع یدعی علی صاحبہ بشیئ من الاشیاء ممایلزم فیہ حق واقاما البینۃ انہ کان فی موضع کذ ا واقام المدعی علیہ البینۃ انہ کان فی موضع کذ ولایستقیم ان یکون فیہ وفی ذالک الموضع الاخر فی یوم واحد ولیس ذالک بامر مکشوف فالبینۃ بینۃ المدعی"۔(1)

"قال فمن جملۃ ذالک رجل اقام البینۃ علی أخر انہ قتل اباہ عمدافی ربیع الاول فاقام المدعی علیہ بینۃ انھم راو اباہ حیابعد ذالک وانہ اقرضہ الف درھم وانھادین علیہ واقام رجل علی اخر البینۃ انہ اقرض اباہ فلاناامس الف درھم واقام الاخر البینۃ ان اباہ مات قبل ذالک اواقامت امرءۃ رجلین ان فلانا طلق امرتہ یوم النحربالرقۃ واقام فلان البینۃ انہ کان فی ذالک الیوم حاجابمنی فالبتہ فی جمیع ذالک ببینۃ الدعی ولایلتفت الی بینۃ المدعی علیہ"۔(2)

1: المحیط البرھانی ج 8 ص 453

2: المحیط البرھانی ج 8ص 453

اور ہدایہ میں تصریح کی گئی ہے کہ مدعی غیر قابض نے صاحب قبضہ پر گواہی سے ثابت کیا کہ یہ گھر میرا ہے میں اس سے خرید لیا ہے اور صاحب قبضہ بھی اس طرح دعوی کریں اور گواہ پیش کریں اور دونوں نے تاریخ کا تعین نہیں تو دونوں کے گواہی باطل شیخینؒ کے نزدیک اور گھر کو صاحب قبضہ کے ہاں میں چھوڑ دیا جائے گا۔

اور فتاوی عالمگیری میں ذکر ہے کہ نجم الدین نسفی سے استفتاء کیا گیا کہ کسی شخص نے میت کے وارثت کا دعوی کیا کہ میں اس کا نسبی ہوں اور چچازاد بھائی ہوں اور اپنے نسب پر گو پیش کئے اور دادا تک نام ذکر کئے پھر منکر نے گواہ قائم کئے اس میت کا دادا جو اس نے ذکر کیا ہے وہ کوئی اور ہے تو اس گواہی سے مدعی کے گواہ باطل ہو جاتے ہیں کہ نہیں؟

تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر قاضی نے پہلے حکم کیا ہو مدعی کے گواہوں سے تو قاضی کا حکم برقرار رہے گا اور گواہی باطل نہیں ہو جائے گی اور اگر قاضی نے حکم نہیں کیا تو پھر فریقین کے گواہی باطل ہیں کیونکہ یہ گواہی ایک دوسرے کے معارض ہیں۔ (عالمگیری کا مضمون ختم ہوا)

"وان اقام الخارج البينۃ انہ اشتراھا من ذی اليدواامھاذواليدانہ اشترھامن الخارج ولاتاريخ معھما تھاتروترکت الدارفی يد ذی اليد وھذا عند ابی حنيفۃ وابی يوسفؒ"۔(1)

"سئل نجم الدين النسفیؒ عمن ادعی ميراث ميت لعصوبۃ بنوۃ العم واقام البينۃ علی النسب بذکر الاسامی الی الجدفاقام منکر ھذالنسب والميراث بينۃ ان جد الميت فلان وھو غيرمااثبتہ المدعی ھل تندفع بھذادعوی المدعی وبينۃ"

" قال ان وقع القضائ ببينۃ المدعی فالقضاء ماض ولاتبطل بينۃ المدعی بھذاولاتندفع دعواہ وان لم يقع القضاء ببينۃ المدعی فالقاضی لايقضی باحدی البينتين لمکان التعارض"۔(2)

:1 المرغينانی ۔علی ابی بکر الفرعانی المتوفی 593ھ۔الھدايہ ۔مکتبہ رحمانيہ لاہور ۔کتاب الدعواہ باب دعوی الرجلين ج3 ص 229

:2 الشيخ نظام ،وجماعۃ من علماء الھندالفتاوی الھنديہ فی مذھب ابی حنيفۃ النعمان۔بيروت ،دارالفکرکتاب الدعوی با فيماتدفع بہ دعوی المدعی ومالاتدفع بہ،ج4 ص 53

اور کنز میں ذکر ہے کہ دوافراد نے گواہ پیش کئے کسی عورت کااپنے نکاح میں ہونے پر(یعنی ہر ایک گواہی قائم کرتا تھا کہ فلاں عورت سے میں نے نکاح کیاہے)تودونوں کے گواہ باطل {1} ہیں۔شارح نے کہاکہ یہ حکم تب ہے جب وہ عورت زندہ ہو {2} ۔اور محشی ابوسعود نے کہاہے کہ یہ گواہی کے باطل ہونے کاسبب یہ ہے شریعت میں ایک عورت کے دوشوہر ہونانا ممکن ہے تو قاضی عورت کو دونوں سے جدا ہونے کا حکم دے گا کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے گواہی کے معتبر ہونے کا کوئی سبب موجود نہیں۔

اور یہ صورت بھی تھاتر کے قبیلے سے ہے کہ اگر دونوں دعوی کریں کہ رب المال نے مجھے روپے بطور مضاربت دی ہے لیکن ایک دعوی کریں کہ میرے لئے منافع کاآدھاحصہ مقرر کیاہےاور دوسرادعوی کریں کہ میرے لئے ایک تہائی حصہ مقرر کیاہے اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ یہ گواہی قبول نہیں اوران دونوں کو مناسب اجرت دی جائے گی اگر رب المال اقرار کرتاہو۔

اوردر مختار میں ذکرہے کہ دوافراد نے ایک دوسرے سے کسی چیز کے خریدنے کادعوی کیاجوکہ ان دونوں کے قبضے میں نہ ہویادونوں کے قبضے میں ہو یادونوں میں سے ایک کے قبضے میں تھااور گواہ پیش کئے اوردونوں نے تاریخ کاتعین نہیں کیاتودونوں کے گواہی باطل ہوجائے گی۔اوردعوی کی چیز کاصاحب قبضہ کے ہاں چھوڑدیاجائیگااورامام محمدؒ کے نزدیک گھر کاحکم مدعی غیر قابض کیلئے کیاجائیگا لیکن ہم دلیل کے طورپر کہتے یں کہ کہ قیمۃ خریدنابائع کی ملکیت کی اقرار کرنے کی مترادف ہے (یعنی زید بکرسے خریدتاہے گووہ بکرکی ملکیت کااقرار کرتاہے ار بکر زید کی ملکیت کااقرار کرتاہے توگویادونوں کے گواہوں نے ایک دوسرے کیلئے اقرار پر گواہی کی جوکہ جمع نہیں ہوسکتا توتہاتر آگیا۔)اوراگردونوں نے قبضے کوثابت کیاتواسی صورت میں باتفاق علماء گواہی باطل ہے۔(درمختار کی مضمون ختم ہوا)

{1}: یہ حکم تب ہے جب ایک جانب کی گواہ کوتاریخ،قبضہ،یااقرار کی وجہ سے ترجیح ہو مثلادونوں مدعی صاحب قبضہ نہ ہو،عورت دونوں کی نکاح سے منکر ہو۔

{2}: اوراگرعورت مرگئی ہوتودونوں گواۃ قبول ہیں۔دونوں مدعی بمثل ایک ہونگے،دونوں پرایک مہر مشترکہ طورپرلازم ہوگا

"وفی الکنزلوبرهناعلی نکاح امراءۃ سقطتاقال الشارح هذاذاکان حال حیاتها۔قال محشی ابوسعودلتعذرالعمل بهماالان المحل لایقبل الاشتراک وفرق القاضی بینهماحیث لامرجم"۔(1)

"ومن التهاترمااذاادعی مضاربان علی رب المال احدهماادعی بشرط نصف الربح والاخربشرط الثلث واقاما البینۃ علی ذلک قال علی قیاس قول ابی حنیفۃؒ لاتقبل هذالشهادۃ ویکون لهمااجرمثل عملهاباقراررب المال"۔(2)

"وان برهن کل من الخارجین اوذوی الایداوالخارج وذی الید عینی علی الشراء من الاخر بلاوقت سقطاوترک المال المدعی بہ فی یدمن معہ وقال محمدؒ یقضی للخارج قلنا:الاقدام علی الشراء اقرار منہ بالملک لہ ولو اثبتاقبضاتهاترتااتفاقا"۔(3)

1: الطوری،محمدبن حسین بن علی القادری الحنفی ۔تکملہ البحرالرائق شرح کنزالداقائق ۔دارلکتب العلمیہ بیروت ،لبنان۔الطبعۃ الاولی 1997ء۔کتاب الدعوی ،باب دعو الرجلین ج 7 ص 399

2: (المحیط البرهانی ج 8 ص 453)

3: ردالمختار علی الدرالمختار۔ابن عابدین ،محمدامین ،دارعالم الکتب الریاض 1423۔2003 باب دعوالرجلین ج:8 ص: 333۔

اور فتاوی ہندیہ میں کتاب الشہادات کے نویں باب میں ذکر ہے کہ ہر وہ دو شہادتیں جو کہ ایک حالت میں جمع ہو جائیں تو دونوں ساقط ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں سے ایک جھوٹی ہے۔اور اس کا حکم یہ ہے کہ قاضی نے اگر پہلے شہادت پر حکم کیا تو دوسرے کا جھوٹا ہونا متعین ہو جائیگا۔

اس کا مثال یہ ہے کہ دو مختلف گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے اپنی بیوی عمرہ کو عید الاضحیٰ کے دن کوفہ شہر میں طلاق دی ہے اور دو اور گواہ گواہی دیں کہ زید نے اسی دن مکہ مکرمہ میں اپنی بیو زینب کو طلاق دی تھی دونوں کی گواہی باطل ہیں۔اور اگر قاضی نے ایک فریق کے گواہوں پر حکم صادر فرمایا اس کے بعد دوسری فریق نے گواہی کی تو یہ گواہی قبول نہیں۔اگر دونوں کی گواہی الگ الگ دنوں پر ہوں اور دونوں میں اتنا فاصلہ کہ سوار شخص اسی دوران مکہ مکرمہ سے کوفہ پہنچ سکیں تو پھر دونوں کے گواہ قبول ہیں اور اسی طرح ذکر ہے محیط میں اور ہدایہ کی مضمون ختم ہو گئی۔

اس مذکورہ بیان سے واضح ہوا کہ تہاتر جب فریقین کے گواہوں میں ہو تو دونوں کی شہادتیں ساقط ہو جاتی ہیں اور اگر ایک فریق کی شہادت میں تہاتر ہو تو اسی ایک فریق کی شہادت ساقط ہو جاتی ہے۔

"کل بینتین لواجتمعتا فی حالۃ واحیدۃ سقطتا لوجودالکذب فی احدهمافاذابداء الی الحکم باحدهمایتعین الکذب فی الاخری،

"مثالہ لوشهدواانہ طلق عمرۃ یوم النحر بالکوفۃ وشهد شاهدان انہ طلق زینب فی هذالیوم بمکۃ فشهادتهماباطلۃ ولوحکم الحاکم باحدی البینتین ثم جاءت الاخری لاتقبل الشهادۃ الثانیۃ ولوشهدافی بذالک فی یومین متفرقین وبینهمامن الایام مقدار مایسیرالراکب من الکوفۃ الی مکۃ جازت شهادتهما"۔(1)

"فظهرمن هذاان التهاترتارۃ یکون فی کل من البینتین فتسقطان فی احدی البینتین ولاتعتبر کماهوظاهر"۔(2)

:1 فتاوی ہندیہ: محولہ بالا،الباب التاسع فی الشهادۃ علی النفی والبینات یدفع بعضهابعضا،جلدنمبر 3ص 513

:2 الطریقۃ الواضحۃ ص: 234

(تواتر)

تواتر کا لغوی معنی:

تواتر پے در پے ہونے کو کہتے ہیں، مغرب کی کتاب میں ذکر ہے کہ وتر، شفع کی ضد ہے (وتر طاق، شفعہ جفت) عربی میں کہا جاتا ہے "اَوْتَر "یعنی وتر کی نماز ادا کیا اور حدیث شریف میں ذکر ہے "اذااستجمرت فَأوْتِر "(یعنی جب استنجاء کیلئے جائے تو اپنے ساتھ طاق پتھر لے جائے) اور عربی زبان میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص ایک وتیرہ پر ہے یعنی اس کا طریقہ اور خوئی خصلت ایک ہے۔ اور اس کا اصل تواتر سے ہے جو کہ پے در پے ہونے کو کہتے ہیں۔ مغرب کتاب کی مضمون یہاں پر ختم ہوا۔
اور مصباح میں ذکر ہے کہ عربی میں کہتے ہیں گھوڑے متواتر ہوئے یعنی ایک دوسرے کے پیچھے آئے یہ تواتر کی لفظی وضاحت تھی۔

تواتر کا اصطلاحی معنی:

اور علم اصول کے اصطلاح میں "خبر متواتر" وہ ہے جس کو روایت کرنے والے ہر زمانے میں اتنے کثیر تعداد میں ہو کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلا محال ہو۔ (یعنی اول، آخر اور درمیان تینوں یکساں ہوں) اور علم اصول کے محققین علماء خبر متواتر کی یہ تعریف کرتے ہیں:

"کہ متواتر کسی جماعت کی خبر کو کہتے ہیں جس کا سچا ہونا خو بخود معلوم ہوتا ہو اسی طرح ذکر کیا ہے ابن مالک کے منار کی شرح میں"۔

"واماالتواترلغۃ فھوالتتابع"

"قال فی المغرب الوترخلاالشفع و(اوتر)صلی الوتروفی الحدیث "اذاستجمرت فاوتر"ویقال : ھو علی وتیرۃ واحدۃ ای طریقۃ وسجیۃ واصلھا من التواتر:التتابع ومنہ: "جآءو تترٰی"ای متتابعین وترا بعد وتر"۔(1)

"التواترھوالتتابع ویقال تواترت الخیل اذاجآءت بتبع بعضھا بعضا"۔

"وعندالاصولین ھوالخبرالذی رواہ قوم لایحصی عددھم ولایتوھم توطئوھم علی الکذب ویدوم ھذالحد فیکون أخرہ کاولہ واولہ کاخرہ وواسطہ کطرفیہ و عرفہ المحققون بانہ خبر جماعۃ یفیدبنفسہ العلم بصدقہ"۔(2

1: المطرزی، ابوالفتح ناصرالدین، المغرب فی ترتیب المغرب ۔حلب سوریہ مکتبۃ اسامہ بن زید 1399ھ باب الواو،الواومع التاء۔ج2 ص 340

2: الرافعی ،احمد بن محمد بن علی ۔المصباح المنیرفی غریب الشراح الکبیر۔دارالمعارف القاھرہ مصر باب الواو ص 647

3: ابن الملک ،المولی عبداللطیف،شرح منارالانوارفی اصول الفقہ ۔بیروت دارالکتب العلمیہ 1308ھ۔باب بیان اقسام السنۃ ص 206

اور (علامہ تفتازانیؒ) نے اپنی کتاب تلویح کی دوسری رکن کے شروع میں ذکر کیا ہے کہ (صدرالشریعہ نے خبر متواتر کے بارے میں فرمایاہے) کہ متواتر وہ ہے جس کے روایت کرنے والوں کا جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔

خبر متواتر کے روایت کرنے والوں کا کثیر تعداد میں ہونا جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلا محال ہو یہ محققین علماء کی تفسیر ہے۔ تو اگر بہت زیادہ لوگوں نے خبر دی ور عین ممکن ہو کہ انہوں نے کسی غرض کیلئے جھوٹ پر اتفاق کیا ہے تو پھر وہ خبر متواتر شمار نہیں ہوگا۔ اور صدرالشریعہ نے جو عدالت اور مکان اور شہر کا ایک دوسرے سے دور ہونا یہ تاکید اس لیے کی ہے کہ ان کا اتفاق جھوٹ پر ناممکن ہو۔ تو خبر متواتر کیلئے یہ شرط نہیں اس لئے کہ اگر ایک شہر میں کافروں کے ایک جم غفیر اپنے بادشاہ کے موت کی خبر دیں تو اس سے ہمیں یقین حاصل ہوتا ہے لیکن یہاں عدالت اور مکان کا ایک دوسرے سے دور ہونا نہیں پایا جاتا۔

اور اگر کوئی یہ اعتراض کریں کہ بہت زیادہ یہودیوں نے عیسی علیہ السلام کو قتل کرنے کی اور دین موسوی کو باقی رہنے کی خبر دی ہے تو چاہیے کہ اس سے بھی یقین حاصل ہو تو ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ یہ تواتر سے ثابت ہے اور یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ خبر متواتر کیلئے جو شرائط ہیں وہ اس میں ہر زمانے میں موجود ہو۔

"وقال العلامۃ فی اول الرکن الثانی من التلویح قولہ ولایمکن تواطئوھم ای توفقھم علی الکذب عندالمحققین تفسیر لکثرۃ بمعنی ان المعتبر فی کثرۃ المخبرین بلوغہم حدا یمتنع عندالعقل تواطئوھم علی الکذب حتی لواخبر جمع غیرمحصوربما یجوز توافقھم علی الکذب فیہ لغرض من الاغراض لایکون متواترا"۔(1)

"واماذکر العدالۃ وتباین الاماکین فتاکید لعدم تواطئوھم علی الکذب ولیس بشرط فی التواترحتی لواخبرجمع غیرمحصورین من کفاربلدۃ بموت ملکھم حصل لناالیقین۔(2)

وامامثل خبرالیھود بقتل عیسیؑ وتأبیددین موسیؑ فلانسلم تواترہ وحصول شرائطہ فی کل عھد"۔(3)

1: التفتازانی،مسعودبن عمر۔التوضیح مع التلویح لمتن التنقیح ۔فی اصول الفقہ ۔قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی۔الرکن الثانی فی السنۃ جلدنمبر 2 ص 04

2: ایضا ص: 4

3: ایضا ص: 4

متواتر کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بات ایک حس {1} سے معلوم ہوتی ہو(یعنی خبر متواتر سے جس چیز کی اثبات ہوتی ہے وہ محسوسات میں سے ہو اور کوئی عقلی چیز نہ ہو)تو اگر ایک علاقے کے لوگ ایک عقلی مسئلہ پر متفق ہو گئے تو اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا جب تک ایک یقینی دلیل نہ ہو۔(تلویح کی مضمون ختم ہوا)

اور علمائے فقہ کی اصطلاح میں متواتر جماعت کی خبر کو کہتے ہیں جس جماعت کی خبر سے علم یقین حاصل ہوتا ہو،اور یا اس جماعت کی خبر کو جس کا جھوٹ پر متفق ہونا کسی کی وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔

اور فتاوی علی آفندی {2} میں تصریح کی گئی ہے کہ کتنی تعداد سے تواتر ثابت ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اتنے بڑے تعداد میں لوگ خبر دیں جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلا محال ہو اس سے تواتر حاصل ہوتا ہے۔آفندی کا مضمون ختم ہوا۔

اور صحیح قول یہ ہے کہ تواتر ثابت ہونے کیلئے کوئی خاص تعداد اور حد معین نہیں لیکن اتنا ضروری ہے کہ روایت کرنے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہو جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عقلا محال ہو۔اور اسی طرح ذکر ہے مجلہ میں۔

{1}: حواس ظاہرہ پانچ ہیں۔قوت باصرہ جس کا تعلق انکھوں سے ہے۔قوت سامعہ جس کا تعلق کانوں سے ہے۔قوت شامہ جس کا تعلق ناک سے ہے۔قوت ناطقہ جو زبان سے تعلق رکھتا ہے اور قوت لامسہ جس کا تعلق تمام جسم سے ہے۔

{2}: یہ عبارت اصل میں ترکی زبان میں ہے۔

"ثم المتواتر لابدان یکون مستنداالی الحس سمعااوغیرہ حتی لواتفق اهل اقلیم علی مسلة عقلیة لم یحصل لنااليقين حتی یقوم لناالبرهان"۔(1)

" وعندالفقهاء خبرجماعة یقع العلم بخبرهم اوخبر جماعة لايتصور اتفاقهم علی الکذب۔(1)

قال فی فتاوی علی آفندی مانصه "بوصورتده تواترنه یله حاصل اورلوف الجواب کذب اوزرینه اتفاقلری متصوراولمیان قومک اخبار لریله حاصل اولور۔انتهی"۔(2)

"ولکن للتواترعدد معین علی الصحیح لکن کونه جماغفیرا لایجوزالعقل اتفاقهم علی الکذب شرط"۔(3)

:1 التلويح ج2 ص 4

:2 آفندی ،علی بن محمد ۔فتاوی علی آفندی (مطبع اورتاریخ ذکر نہیں)ج1 ص 526

:3 الطريقة الواضحة ص: 235

اور مجلہ میں مذکور ہے کہ تواتر کے خبر دینے والوں کیلئے اتنے تعداد میں ہوناضروری جن کا جھوٹ پر جمع ہونا عقل محال سمجھتاہوں اوراسی کیلئے بڑی جماعت کاہوناضروری ہے۔

تواتر سے علم یقینی حاصل ہوتاہے تو تواتر کے خلاف گواہی نہیں دی جاسکتی یعنی شہادت تواتر کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ شہادت ظن کا فائدہ دیتی ہے اور تواتر علم یقینی کا فائدہ دیتاہے برابر بات ہے اگر کوئی مدعی ہو یا مدعی علیہ، کسی چیز کو ثابت کرناچاہتاہو یا نفی کرناچاہتاہو، حدود ہو یا قصاص، قاضی کے حکم سے پہلے ہو یا بعد میں ان سب صورتوں میں تواتر حجت یقینی ہے۔

اور ذخیرہ میں ذکر ہے کہ یہ مسئلہ تواتر کی قبیلہ سے ہے کہ ایک شخص نے گواہ پیش کئے کہ اس نے میرے والد کو ربیع الاول کے مہینے میں قصداً قتل کیاہے اور مدعاعلیہ گواہ قائم کرے کہ مدعی کے باپ کو ہم نے ربیع الاول کے بعد زندہ دیکھاہے۔

یا کسی شخص نے دعوی کیا کہ میں نے زید کے والد کو ایک ہزار روپیہ فلاں تاریخ کو قرض دیئے تھے اور زید نے گواہ پیش کئے کہ میرا باپ اس تاریخ سے پہلے وفات پاچکاہے۔

یا کوئی عورت دو گواہوں سے ثابت کرے کہ میرے شوہر نے مجھے رقہ شہر میں عیدالاضحیٰ کے دن طلاق دیاہے اور شوہر نے گواہوں سے ثابت کیا میں اسی دن حج کے موقع پر تھا تو ان جیسے مسائل میں مدعی کے گواہ مقبول اور معتبر ہیں اور قاضی مدعاعلیہ کے گواہوں کو ترجیح نہیں دے گا اور اگر بات بالکل بدیہی ہو تو پھر ان کی شہادت قبول کی جائیگی۔

ذخیرہ کی مضمون اختتام کو پہنچ گیا۔

"والتواتریفیدعلی الیقین فلاتقام بینۃ علی خلافہ لان البینات ظنیۃ یدخلھاالشک بخلاف التواترسوآء کان المستندالی التواتر مدعیااومدعی علیہ وسوآء کان مثبتااونافیاوسوآء کان فی الاحوال والقصاص وسوآء کان قبل الحکم اوبعدہ لان التواترحجۃ فی النفی والاثبات"۔(1)

"رجل اقام البینۃ علی اخر انہ قتل اباہ عمدافی ربیع الاول واقام المدعی علیہ البینۃ انھم رآوااباہ حیابعد ذالک اواقام رجل علی اخر البینۃ انہ اقرض اباہ الف درھم واقام اخرالبینۃ ان اباہ مات قبل ذالک۔

اواقامت امراءۃ رجلین فلانا طلقھایوم النحربارقۃ واقام فلان البینۃ انہ کان فی ذالک الیوم حاجافالبینۃ فی جمیع ذالک بینۃ المدعی ولایلتفت الی بینۃ المدعی الاان تاتی العامۃ وتشھدبذالکویکون امرامکشوفافیئوخذبشھادتھم۔

:1 الطریقۃ الواضحۃ ص:236

:2 (المحیط البرھانی جلدنمبر8 ص 451

اور فتاوی بزازیہ میں ذکر ہے کہ زید پر دو گواہوں نے شہادت ثابت کیا کہ اس نے فلاں دن فلاں شہر میں بکر سے اتنا روپیہ قرضہ لیا ہے اور زید گواہی سے ثابت کریں کہ میں وہاں نہیں تھا تو زید کی یہ گواہی قبول نہیں۔ کیونکہ اس کا یہ قول کہ "میں وہاں نہیں تھا" ظاہرا اور معنا نفی ہے۔ اور یہ قول کہ "میں فلاں شہر میں تھا" یہ ظاہرا اثبات ہے لیکن معنا نفی ہے اور اس کی دلیل وہ ہے جو امام ابو یوسفؒ سے نوادار میں منقول ہے کہ:

زید پر دو افراد نے کسی ایسی کام یا ایسی بات کا ثبوت کیا جس کے ذریعے اس پر اجارہ، بیع، طلاق یا غلام کے آزاد ہونے کا ثبوت ہوتا ہو، یا اس گواہی سے حدود یا قصاص ثابت ہو رہے ہو اور گواہوں نے تاریخ کا تعین بھی کیا اس کے خلاف زید نے گواہ قائم کئے کہ اسی دن میں وہاں نہیں تھا تو زید کی یہ گواہی قبول نہیں ہے۔

لیکن محیط میں ذکر ہے کہ گواہی اگر متواتر تھی اور ہر خاص و عام کو معلوم تھا کہ وہ واقعی اس دن موجود نہیں تھا تو پھر زید کے خلاف مدعی کے گواہی قابل قبول نہیں تو قاضی زید کے ذمہ فارغ ہونے کا حکم کرے گا کیونکہ اگر مدعی کے گواہوں کو قبول کیا جائے تو تواتر لینے ثابت کیا گیا خبر کا جھوٹا ہونا لازم آئے گا اور حقیقت یہ ہے کہ بدیھیات {1} اور یقینیات میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہو سکتا۔

{1}: بدیہیات وہ اخبار ہیں جو بالکل ظاہر ہو اور اس میں غور و فکر کی ضرورت نہ ہو جیسا کہ دن، یا یہ کہ آگ گرم ہے۔ ۱۲ مترجم

شھداانہ استقرض من فلان فی یوم کذ فی بلدکذا فبرھن علی انہ لم یکن فی ذالک الیوم فی ذالک المکان بل کان فی مکان اخر لایقبل ،لان قولہ لم یکن فیہ نفی صورۃ ومعنی وقول بل کان فی کذانفی معناواصلہ ماذکرفی النوادرعن الثانی۔

شھداعلیہ بقول اوفعل یلزم علیہ بذالک اجارۃ اوبیع اوطلاق اوعتاق اوقتل اوقصاص فی مکان وزمان وصفاہ فبرھن المشھود علیہ انہ لم یکن ثمہ یومئذ لایقبل۔

لکن قال فی المحیط ان التواتر عندالناس وعلم الکل عدم کونہ فی ذالک الزمان والمکان لاتسمع علیہ الدعوی ویقضی بفراغ الذمۃ لانہ یلزم تکذیب الثابت بالضرورۃ والضروریات ممالایدخلہ الشک عندنا۔(1)

1: الکردری،حافظ الدین محمدبن شہاب البزازی المتوفی سنہ 867ھ۔الجامع الوجیزاوالفتاوی البزازیہ۔الطبعۃ الخیریہ بولاق مصر،الطبقۃ الثانیۃ 1320ھ۔کتاب الشھاب نوع فی الشھادۃ علی النفی، ج2 ص 263

فتاوی علی آفندی میں شہادت کے باب میں مبسوط سے نقل ہے کہ :اگر گواہ پیش کرنے والے نے کہا کہ میں اسی دن فلاں مقام میں غائب تھا تو یہ گواہی قبول نہیں لیکن اگر ایسے کام کو دلیل کے طور پر پیش کیا جو مشہور ہو اور بہت لوگوں کو معلوم ہو تو پھر حدود، قصاص، مالی اور دعوی کے بابت میں اس کی گواہی قبول ہے اس لئے کہ نفی میں شہرت معتبر ہے اثبات کی طرح۔اور جب بات مشہور ہو اور قاضی کو مدعی کے گواہوں کے جھوٹے ہونے کا علم ہو اور جب قاضی گواہی جھٹلانے والوں کے گواہی پر حکم کرنا جائز نہیں تو جن گواہوں کا جھوٹا ہونا یقینی طور پر ثابت ہو گیا ہو ان کی گواہی پر حکم کرنا کیسا جائز ہو سکتا ہے۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی علیہ کی جانب سے تواتر قبول ہے اسی طرح کسی چیز کی نفی اور اثبات کرنے والوں کی جانب سے بھی تواتر قبول ہے۔ برابر بات ہے کہ مال کا دعوی ہو یا حدود ہو یا قصاص، قاضی کے حکم کرنے سے پہلے ہو یا بعد میں کیونکہ علامہ شرنبلالی نے ایضاح الحفیفات میں ذکر کیا ہے کہ قاضی کے حکم کرنے کے بعد اگر مدعی علیہ نے تواتر سے ثابت کیا تو یہ خبر قبول ہے کہ نہیں؟

الاشباہ والنظائر کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبول ہے کہ مدعاعلیہ جس کے خلاف ایک بار فیصلہ کیا گیا ہو اس کا دعوی اور اگواہی قاضی نہیں سنے گا لیکن اگر مدعی سے ملکیت حاصل کرنے کا دعوی کیا (یعنی بیع یا ہبہ) نتاج کا دعوی کیا یا قاضی کے حکم کے باطل ہونے کا دعوی کیا اور گواہ پیش کئے۔تو قاضی کے حکم کرنے کے بعد تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے مدعی کے دعوی کو دفعہ کرنا صحیح ہے اور قاضی کا حکم ٹوٹ جائیگا جیسا کہ قاضی حکم صادر کرنے سے پہلے مدعاعلیہ کے دعوی کو سنتا ہے۔اسی طرح حکم کرنے کے بعد بھی سنے گا۔

"وفی فتاوی علی آفندی من بحث التواترمن الشهادة عن المبسوط وكذالک ان قال آتی بالبينة انی كنت غائباذالک اليوم فی ارض كذ الم يقبل منہ الاان يجئ من ذالک بامر مشهوديقبل ذالک فی الحدود والقصاص والاموال فان القاضی يقضی بذالک لان الشهرة فی النفی حجة كما فی الاثبات واذا كان امرا مشهورافالقاضی لم يكذب الشهود اذالم يجز لہ القضاء بشهادتهم عند تمكن تهمة الكذب ومنہ العلم بكذبهم اولیٰ"۔(1)

"فقدبان مماذكره من النقول ان التواترالمدعی عليہ ومن النافی المثبت ويستوی فی ذالک دعوالاموال والحدود،والقصاص وسوآء كان قبل الحكم او بعده لما فی ايضاح الحفيفات لتعارض بينة النفی والاثبات للعلامہ الشرنبلالی ونصہ وامااذاحكم الحاكم ثم اقام الجمع المستفيض بعده هل يقبل بہم اراه صريحا وقد يستفادالقبول مماقالہ فی الاشباه والنظائر المقضی عليہ فی حادثة لاتسمع دعواه ولابينة الا اذاادعی تلقی الملک من المدعی اوالنتاج او برهن علی ابطال اقضاء كماذكره العمادی فالدفع بعدالقضاء بواحدمماذكر صحيح وينقص القضاء فكمايسمع الدفع قبلہ يسمع بعده لكن بهذالثلٰث"۔(2)

1: آفندی ،علی بن محمد-فتاوی علی آفندی -مطبع اورتاریخ وغیرہ درج نہیں -جلدنمبر 1 ص 527

2: الطريقة الواضحة ص: 237

یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ تواتر کیلئے اگرچہ کوئی خاص تعداد مقرر نہیں لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ روایت کرنے والا جماعت کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو۔اور فقہاءاس کی تعبیر مختلف الفاظ سے کرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ متواتر وہ ہے کہ عام لوگ اس سے باخبر ہو اور خبر دیتے ہو۔اور کبھی کہتے ہیں متواتر وہ ہے جس سے ہر چھوٹا، بڑا، عالم و جاہل باخبر ہو، وہ خبر مستفیض ہو، وہ ایک مشہور کام ہو۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ بالکل ظاہر ہو جیسا کہ مبسوط کتاب میں مذکور ہے ان سب الفاظ سے فقہاء تواتر مراد لیتے ہیں۔کہ جس شہر یا گاؤں میں واقع ہو وہاں کے اتنے لوگ باخبر ہو کہ لعن طعن کا کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ایسا نہ جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض لوگوں کا زعم ہے کہ تواتر دس افراد (مثلا) کی خبر دینے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

تو نتیجہ یہ ہوا مدعی اور اور مدعا علیہ اپنے دعوی کو ثابت کرنے یا مقابل کے دعوی کو رد کرنے تواتر پر اعتماد کر لیتے ہیں کیونکہ مقابل منع کر سکتا ہے ایسے دس افراد کی وجہ سے جو حادثہ کی خبر دے دے۔اور اس کو تواتر خیال کرتے ہیں۔اور اس سے عجیب بات یہ ہے کہ بعض امراء نے اس کی موافقت کی ہے اور دعوی کیا ہے کہ یہ ہماری رائے پر منحصر ہے تو کوئی اگر پانچ افراد کو لائے تو ان کے نزدیک یہ بھی تواتر کیلئے کافی ہے۔اور اپنی دعوی پر فقہاء کی یہ قول دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ تواتر کیلئے کوئی خاص تعداد مقرر نہیں اور مجلہ کہ اس عبارت سے غافل ہیں کہ: تواتر کیلئے جماعت کثیر کا ہونا ضروری ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ کثیر جماعت سے مراد سب لوگ ہیں۔

"واعلم ان التواترالذی یفیدالقطع وان لم یکن لہ عدد معین کمامر الاان شرطہ کونہ جمعایومن فیہ التوافق علی الکذب وھذاالجمع تارۃ یعبرون عنہ بالعامۃ وتارۃ یعتبرون عنہ بالکل وتارۃ یقولون یتعرحون ویقولون اذاعلمہ کل صغیروکبیر وعالم وجاھل ،وتارۃ یقولون اذاکان الخبر مسفیضا وتارۃ یقولون اذاکان امرا مشھورا کمامر فی عبارۃ المبسوط من قولہ الاان یجئ من ذالک بامر مشھوروتارۃ یقولون امرامکشوفاکمافی عبارۃ الذخیرعن الاولاءالمارۃ وکل ذالک مردھم بہ التورترالذی ھو عبارۃ منہ علم الکثیرمن اھل البلدۃ التی وقعت بھاتلک الحادثۃ بحیث لایبقی محال لطعن طاعن لاکمازعم اھل عصرنامن ان التواتریکون بعزرۃ انفارمثلا"۔(1)

" حتی صارکل من الخصمین یستندفی دعواۃ اودفعہ الی التواتروالاغرب من ھذاموافقۃ بعض نواب ھذالزمن علی ذالک بدعوی انہ امر مفوض الی ایھم فلواتوھم بخمسۃ اشخاص مثلا فی بلدۃ مثل دمشق لکفی عندھم متسندین الی قولھم لیس فی التواترعددمعین صارقین ذالک الی القلۃ فیہ وغفلوا عن قول المجلۃ (برجم غفیرللری لازمدر)فاین الجم الغفیرمن العشرۃ اوالخمسۃ فی البلدۃ الکبیرۃ الایدرون ان الجم الغفیرھوعبارۃ عن جملۃ الناس"۔(2)

:1 الطریقۃ الواضحۃ ص: 237

:2 ایضا ص: 239،238

مصباح المنیر میں ذکر ہے کہ عرب کہتے ہیں بڑی جماعت آئی یالوگ آئے بڑی جماعت میں یعنی سب لوگ آئے۔

اور طحطاوی کی حاشیہ "درر" میں تصریح کی گئی ہے کہ صاحب کتاب نے نفی کی شہادت کو متواتر ذکر کیاہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں کے نزدیک متواتر ہواور سب کو معلوم ہو کہ مدعاعلیہ اسی دن وہاں موجود نہیں تھا۔ تو مدعی کے دعوی کو قاضی نہیں سے گااور مدعاعلیہ کے ذمہ ہونے کا حکم کرے گا اسی وجہ سے کہ براہت اور یقین ثابت کی گئی چیز کا جھوٹاہونالازم نہ آئے۔ اور بدیہیات اور یقینیات میں شک کی گنجائش نہیں رہتا۔

"قال فی المصباح مانصہ: وجاءو(الجماء)الغفیر(جماء)الغفیرای بجملتھم"۔(1)

"قال فی حاشیۃ الدررللطحطاوی مانصہ قولہ: شہادۃ النفی المتواترای عندالناس بان علم الکل عدم کون المدعی علیہ فی ذالک المکان والزمان لاتسمع علیہ الدعوی بانہ اقرضہ فیھاکذ امثلا ویقضی بفراغ ذمتہ لئلایلزم تیکذیب الثابت بالضرورۃ والضروریات مما لایدخلہ الشک فلاتقبل بینۃ"(2)

1: المصباح المنیر کتاب الجیم ص 110

2: الطحطاوی، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار،مطبع الامیریہ بولاق مصر، کتاب الشہادات ج: 3 ص: 255

اور محبیہ میں ذکر ہے کہ دو افراد نے کسی شخص (مثلاً زید) پر گواہی دی کہ اس نے فلاں روز قاھرہ میں فلاں شخص سے اتنا مال قرض لیا ہے اور زید نے گواہ پیش کئے کہ میں اسی دن "دمیاط" میں تھا تو زید کے گواہ قابل نہیں۔

لیکن محیط میں ذکر ہے کہ یہ بات اگر متواتر ہو اور سب لوگ کو اس کا علم ہو، اور بالکل ظاہر باہر ہو کہ زید اسی دن قاہرہ میں موجود نہیں تھا اور کوئی اس سے انکار نہیں کر رہا تھا تو زید کے خلاف یہ گواہی مسموع نہیں اوا سی پر فتوی ہے کیونکہ اگر بکر کی دعوی کو قبول کیا جائے تو ایسے خبر کا جھوٹا ہونا لازم آئے جو یقین اور بداہت سے ثابت ہے۔ تو طحطاوی کے حاشیہ کے قول دو کہ سب لوگوں معلوم ہو۔ اور محیبہ کے قول کہ "سب لوگوں کو معلوم ہو" مشھور ہو اور ظاہر و باہر ہو "تو ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ تواتر کیلئے پانچ یا دس افراد پر کیسے اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

"وفی المحبیة"

لوشهدصاح علی انسان بانہ استقرض من فلان
كذاكذايوم كذافی القاهرة فاحضر الخصم شهوداذاكره
بانہ قدكان فی ذالک الیوم فی دمياط ليقبل وماذابخفى
لكن صاحب المحيط قدذكر وقافی ذان تواترالخبر
وعلم الناس جميعا واشتهر وصاراوضحاجلياوظهر
عدم كون الخصم فی ذالک البلد وفی ذالک الوقت ولم ينكر احد
ذاک فلاتسمع هذی الدعوی وقال بعضهم عليہ الفتوی
لانہ يلزم فی ذی الصورة تكذيبناالثابت بالضرورة

فانظرالی قولهم بان علم الكل وقولہ وعلم الناس جميعا واشتهروصاراواضحاجليلاوظهرفكيف يكتفی بعددقليل فی بلدة كبيرة بعد هذالنقول"(1)

:1 الطريقة الواضحة ص:239

فتاوی بزاریہ میں مذکور ہے کہ تواتر کیلئے ضروری ہے ایسی جماعت کا ہونا جس کی خبر دینے سے علم یقینی حاصل ہوتا ہو۔اور امام ابویوسفؒ نے اندازہ مقرر کیا ہے کہ کم از کم پچاس افراد ہو۔اوامام محمدؒ نے یہ اندازہ کیا ہے کہ ہر طرف سے پے در پے اس واقع کی خبر آئے اور امام محمدؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ حاکم اور امام کی رائے کو ترجیح ہے اور خلف سے نقل ہے کہ بلخ میں پانچ سو کم ہیں (یعنی بلخ میں پانچ سو افراد اگر کسی بات کی خبر دیں تو یہ متواتر نہیں)اور امام بقالیؒ سے منقول ہے کہ بخارا میں ایک ہزار کم ہیں۔

اور قہستانی میں تصریح کی گئی ہے کہ کرمانی میں ابو حفص سے منقول ہے کہ بخارا میں چار ہزار کم ہیں اور خلف سے منقول ہے کہ بلخ میں پانچ سو کم ہیں۔

اور روجیز سرخسی میں ذکر ہے کہ تواتر کیلئے کسی ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے جن کی خبر سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے پھر بعض نے کہا ہے کہ ایک محلہ والے کی گواہی قبول ہے اور امام ابویوسفؒ نے اسی کا اندازہ قسامت [1] سے کیا ہے کہ پچاس مرد ہو۔

{1} قسامت؛ایک میت کسی محلے میں پایا جائے جس پر زخم کا نشان ہو او قاتل معلوم نہ ہو، تو محلہ والوں میں سے پچاس افراد کو قسم دی جاتی ہے اور پھر دیت کا حکم کیا جاتا ہے۔

"لابد من جماعة يقع العلم بخبرهم وقدره الامام الثانى بخمسين رجلاومحمدؒ بتواترالخبر من كل جانب وعنه انه يفوض الى راءى الامام،وعن خلف خمساء ته ببلخ قليل،عن البقالى الف ببخارئ قليل"۔(1)

"وفى القهستانى مانصه وفى الكرمانى عن ابى حفص اربعة الاف قليل ببخارى وعن خلف خمسائة قليل ببلخ"۔(2)

"وفى الوجيز السرخسى حتى يخبر جماعة يقع العلم بخبرهم ثم قيل تقبل شهادة اهل محلة وابويوسفؒ قدرذالک بعددالقسامة خمسون رجلا"۔(3)

1: فتاوی بزاریہ ،کتاب الصوم ،الفصل الاول فی الشهادة علی الهلال، ج1 ص 94

2: الطريقة الواضحة ص: 240

3: الطريقة الواضحة ص: 240

مدعی اور مدعاعلیہ اگر دونوں تواتر پیش کرتاہوں اور دونوں نے ایسا جماعت پیش کیا جو مدعا کے مطابق خبر دے تو قاضی کو چاہیئے کہ باریک بینی سے کام لیں، اگر قاضی نے رائے قائم کیا کہ ان دونوں میں سے ایک جماعت کو جم غفیر نہیں کہا جاسکتا تو اس کا حکم وہی ہے جو عام گواہوں کے گواہی کی ہے۔اور اگر دونوں کی خبر ایک دوسرے کے معارض ہوا تو دونوں ساقط ہو جائیں گے اور شہادت طلب کرے گا اور گواہوں کے حال کا تحقیق کرنے کے بعد مناسب حکم جاری کرے گا۔اور اگر قاضی نے ایک جماعت کے تواتر پر رائے قائم کی تو اس کی خبر کو قبول کیا جائیگا اور دوسری جماعت کی خبر بمنزلہ شہادت ہوئی اور تواتر کے خلاف گواہی قبول نہیں۔اور اگر قاضی کو بظاہر دونوں جماعتوں کی خبر متواتر لگ رہا تھا تو قاضی کو چاہیئے کہ غور و فکر سے غیر جانبدارانہ فیصلہ کریں تو جس جماعت کے بارے میں قاضی نے یقینی طور پر تواتر کا فیصلہ کیا تو اس کی حق میں حکم ہوگا اور دوسری جماعت کی خبر کو رد کیا جائیگا کیونکہ دونوں جماعتوں کی خبر متواتر نہیں ہوسکتی۔

"ثم اذااستندکل من المدعی والمدعی علیہ الی التواتروانی کل منہماجماعۃ یخبرون طبق مدعاہ فعلی الحاکم ان یدقق النظرفی ذالک فان راءی الجماعتین لایقال فیہماجم غفیرفیکون حکمہاحکم البینۃ العادیۃ فلیستشہدویزکی ویحکم وان راءی ان احدہماتواتر یاخذ بخبرہم ویردالجماعۃ الاخری حیث تکون بینۃ والبینۃ لاتقام علی خلاف المتواتروان راءی ان کلامن الجماعتین یقال انہ تواتربحسب الظاہر واشکل علیہ الامر فیتامل فی الجماعتین تاملاصادقاخالیاعن الغرض والمرض فائ الجماعتین وافق خبرہ شروط التواترالمارۃ فی عبارۃ التلویح واطمأن الیہ قلبہ حکم بہ وردالجماعۃ الاخری لان التواتر دلیل قطعی والحجۃ القطعیۃ لاتتعارض"(1)

1: التلویح، الرکن الثانی السنۃ، ج:2 ص: 5

علامہ تفتازانیؒ نے اپنی کتاب "تلویح" میں معارضہ کی باب میں ذکر کیا ہے کہ دو یقینی دلائل کے درمیان معارضہ واقع نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے منافی ہیں کیونکہ متنافیین کا واقع ہو ممتنع ہے اور ترجیح بھی متصور نہیں کیونکہ ترجیح تب متصور ہو سکتی ہے جب دونوں میں سے کسی میں جانب مخالف کا احتمال ہو لیکن جب دونوں یقینی ہوں کو جانب مخالف کا احتمال نہیں رہتا۔ تو معلوم ہوا کہ معارضہ اور مقابلہ صرف ظنی دلائل کے درمیان واقع ہو سکتا ہے۔(2)

توضروری ہوا کہ ان میں ایک خبر جھوٹ پر مبنی ہے اور اگر ایسا نہیں تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا اور سی وجہ سے علم الاصول والے علماء کہتے ہیں کہ دلائل قطعیہ میں تعارض نہیں ہو سکتا اور نقیض کا تواتر محال ہے۔

اور علامہ تفتازانیؒ نے تلویح میں تواتر کے بحث میں تصریح کی ہے کہ خبر متواتر سے علم یقینی کا حاصل ہونا ضروری (بدیہی) ہے کہ ترکیب حجت کا محتاج نہیں یہاں تک کہ بچوں کو بھی علم یقین کا فائدہ دیتی ہے۔ اور مقدمات کو ترکیب دینا اس کی منافی نہیں جیسا کہ بدیہیات میں ہیں۔

"ثم التعارض لایقع بین القطعیتین لامتناوع وقع المتنافیین ولایتصورالترجیح لانہ فرع التفاوت فی احتمال النقض فلا یکون الا بین الظنیین ۔

فصارضروریاکون احدالخبرین والافیلزم اجتماع النقیضین وللذالک قالوالحجج القطعیۃ لاتتعارض وقالوا تواترالنقیضین محال"۔(1)

"قال فی التلویح من بحث التواترمانصہ ثم حصول العلم من المتواترضروری لا یفتقرالی ترکیب الحجۃ حتی انہ یحصل لم لایعلم ذالک کالصبیان وجواز ترتیب المقدمات لاینافی ذالک کما فی الضروریات "۔(2)

1: الطریقۃ الواضحۃ ص 241

2: تلویح الرکن الثانی، جلدنمبر2 ص 5

(مثلاً اگر ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عالم حادث ہے تو دلیل میں کہتے ہیں کہ العالم متغیر یعنی عالم متغیر ہے یہ ایک مقدمہ ہے اور متغیر حادث ہوتا ہے لہذا عالم حادث ہے یہ دوسرا مقدمہ پہلا مقدمہ صغری اور دوسرا کبرٰی ہے۔اب جب ہم اس کو ترکیب دیں تو نتیجہ نکلتا ہے کہ العالم حادث تو یہ ایک نظری بات تو اب اگر کوئی کہیں کہ متواتر میں بھی اسی طرح ترتیب ہے کہ یہ ایک بڑی جماعت کی خبر ہے اور جو بڑی جماعت کی خبر ہو وہ یقینی ہوتا ہے تو متواتر یقینی ہے۔تو اس سے معلوم ہوا کہ متواتر سے حاصل ہونے والا علم بدیہی نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مقدمات کو ترتیب دینا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظری ہے کیونکہ بدیہی میں ترتیب آسکتا ہے جیسا کہ کوئی کہیں کہ یہ آگ ہے اور ہو آگ جلانے والا ہے لہذا یہ جلانے والا ہے۔تو یہاں ترتیب کی ضرورت نہیں۔اور نظری ترکیب کا محتاج ہوتا ہے۔

اس بات پر چار شبہات وارد ہوتے ہیں تواتر علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے صاحب تلویح نے وہ بیان کئے ہیں۔

پہلا شبہ یہ ہے کہ اگر کوئی یہ اعتراض کریں کہ کسی ایک کی خبر میں جھوٹ کا احتمال ہے یہ اس بات کا موجب ہے کہ جائز ہے کہ ان کا خبر بھی جھوٹ ہو کیونکہ اس میں کوئی منافاۃ نہیں کیونکہ مجموعہ بھی تو احاد سے بنتا ہے۔

دوسرا شبہ یہ ہے (اگر متواتر علم یقینی کا فائدہ دیتا ہو) تو نقیضین کا متواتر ہونا لازم آئے گا۔

تیسرا شبہ یہ ہے کہ جب ہم یہ دو باتیں اپنے سامنے لائیں کہ سکندر موجود تھا اور ایک،دو کا نصف ہے تو ہم پہلے کے مقابلے میں دوسری بات کو زیادہ بدیھی اور قوی سمجھتے ہیں۔اگر دونوں بدیھی ہوتے تو دونوں میں فرق نہ ہوتا۔

چوتھا شبہ یہ ہے کہ جو چیز بدیہی ہو اس پر لوگوں کا اتفاق ضروری ہے اور متواتر میں یہ منتفی ہے اس لئے کہ کیونکہ فرقہ سمینہ اور براھمہ نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

شبہ 1: "فان قیل : جوازکذب کل واحد یوجب جواز کذب الاخرین لعدم المنافاۃ مع ان المجموع لیس الانفس الاحاد فجواز کذب کل واحدیوجب جوازکذب المجموع"۔

شبہ 2: وایضایلزم القطع بالنقیضین عندتواترھما۔

شبہ 3: وایضااذاعرضناعلی انفسناوجوداسکندروکون الواحدنصف الاثنین نجدالثانی اقوی بالضرورۃ فلوکاناضروریین لماکان بینھمافرق۔

شبہ 4: وایضاالضروری یستلزم الوفاق وھو منتف فی المتواترلمخالفۃ المسمنیۃ والبراھمۃ۔(1)

1: تلویح جلدنمبر2 ص 5

ان شبہات کااجمالی جواب تو یہ ہے کہ یہ اعتراضات ویسے ہی ضروری بدیہی میں تشکک ڈالنا ہے جس کا جواب سرے سے نہیں دیناچاہیئے۔جیساکہ سوفسطائیہ کے شبہات۔

اور پہلی شبے کا تفصیلی جواب یہ ہے کہ کہ کبھی کبھی مجموعے کا حکم آحار کی حکم سے جداہوتاہے جیساکہ لشکر جو ملکوں کو فتح کرتا ہے (توایساہی تواتر کا حکم ہے کہ کسی ایک شخص کی بات میں جھوٹ کا گنجائش ہوتاہے اور ایک بڑی جماعت میں یہ بات نہیں پائی جاتی)

اور دوسرے شبے کا تفصیلی جواب یہ ہے کہ نقیضین کا متواتر ہوناعادۃ محال ہے۔یعنی دونوں متواتر نہیں ہو سکتے۔۔

تیسرے شبے کا جواب یہ ہے کہ بدیہی کے اقسام کا باعتبار سرعت،وضاحت،الفت اور کثرت تعلق کی وجہ سے مختلف ہونا ممتنع نہیں اوران سب میں نقیض کااحتمال موجود نہیں(مثلاآگ گرم ہے یہ ایک بدیہی بات ہے اوراس میں نقیض کااحتمال نہیں ہے۔لیکن ہو سکتاہے کہ ایک بدیہی دوسرے سے وضاحت میں زیادہ ہواور جلدی معلوم ہوتاہو محبت اور الفت یاعرف وعادت کی وجہ سے تو سکندر کاوجود بھی بدیہی ہے لیکن اتناظاہر تو نہیں جیساکہ ایک دو کانصف ایک ہے)

"اجمالابانہ تشکیک فی الضروری فلایستحق الجواب کشبہ السوفسطائیہ"(1)

"وتفصیلابان حکم الجملۃ قدیخالف حکم الاحاد کالعسکر الذی یفتح البلاد"۔(2)

"وتواترالنقیضین محال عادۃ"(3)

"ولاامتناع فی اختلاف انواع الضروری بحسب السرعۃ والوضوح بواسطۃ الالف،والصادۃ،وکثرۃ الممارسۃ والاخطار بالبال ونحو ذالک مع الاشتراک فی عدم احتمال النقض"۔(4)

:1 التلویح، ج:2 ص: 5

:2 ایضا ص: 5

:3 التلویح جلدنمبر2 ص 5

:4 ایضا ص: 5

چوتھے شبھے کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ بدیہی میں اتفاق ہو کیونکہ اس میں بھی مکابرہ یا عناد ہو سکتا ہے جیسا کہ سوفسطائیہ {1} فرقہ کرتے ہیں۔

اور فصول البدائع میں تواتر کی بحث میں ذکر ہے کہ متواتر علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے اور صاحب کتاب نے ذکر کیا ہے کہ پانچواں شبہ یہ ہے کہ جب ایک جماعت ایک چیز کی خبر دیں اور دوسری جماعت اس کی نقیض کی خبر دیں تو نقیضین کا تواتر لازم ہوتا ہے۔ تو اس کی جواب یہ دیا ہے کہ نقیضین کا تواتر محال ہے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ تواتر صرف ایک نقیض میں آسکتا ہے۔ اور جب مدعی اور مدعی علیہ دونوں تواتر پر اعتماد کر رہے ہو اس بارے میں میں نے نواب کے بعض افاضل کے ساتھ معارضہ کیا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو ان میں سے اکثر نے توقف اختیار کیا اور بعض کہنے لگے کہ جب دونوں معارض ہو تو دونوں ساقط ہو جائینگے۔ تو میں نے کہا کہ اس کا کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ حکم ہم فقہاء کے اس قول سے متنبط کرتے ہیں کہ دو متعارض شہادتیں جب معارض ہو جائیں تو دونوں ساقط ہو جاتے ہیں۔

تو میں نے عرض کیا کہ یہ حکم ان ظنیات میں ہے جن کا تعارض جائز ہو (جیسا کہ شہادات) قطعیات میں نہیں جن کا تعارض محال ہے تو اس سے وہ چپ ہو گیا۔

{1}: سوفسطائیہ ایک فرقہ ہے جو بدیہیات سے کا بھی منکر ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ زمین، زمین نہیں ہو اور ہماری نظر دھوکہ کھا رہا ہو، یا یہ کہ آگ آگ نہ ہو لیکن ہمیں آگ دکھتی ہو۔

شبۃ4: "والضروری لایستلزم الوفاق لجوازالمکابرۃ والعناد کماللسوفسطائیہ"۔(1)

" وقال فی فصول البدائع من بحث التواتر فی الجواب عن شبھۃ الخصم فی افادۃ التواترالیقین قال الشبہ الخامس لزوم التناقض اذا اخبر جمع بشیئ وجمع بنقیضیہ والجوب ان تواترالنقیضین محال"۔(2)

"فعلم من ھذاان التواترلایکون الافی احدالنقیضین وتذاکرت فی مسئلۃ استنادالخصمیں الی التواتر مع جماعۃ من افاضل النواب فاکثرھم توقف فی ذالک والبعض قال تعارضا تساقطا۔فقلت بدلیل اونقل فقال بل تخریجاعلی قولھم البنیتان المتعارضتان تسقطان ،قلت ذاک فی الحجۃ الظنیۃ الجائز تعارضھاالافی القطعیات التی تعارضھامحال فانقطع"۔(3)

1: التلویح جلدنمبر 2 ص 5

2: الفناری،شمس الدین محمدبن حمزہ بن محمدالرومی المتوفی 839ھ۔ فصول البدائع فی ترتیب الشرائع ۔دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان 2006ء۔ الرکن الثانی ،الفصل الاول، ج2، ص 240

3: الطریقۃ الواضحۃ ص 242

(مدعی اور مدعا علیہ کی پہچان کی بیان میں)

فصل پنجم:

مدعی اور مدعاعلیہ کی پہچان کی بیان میں

امام محمدؒ کی کتاب "الاصل" میں مذکور ہے کہ:۔دیکھاجائیگاکہ ان دونوں (مدعی اور مدعاعلیہ) میں سے منکر کون ہے تو جو منکر ہے وہ مدعاعلیہ ہے اور دوسرا مدعی جیسا کہ حدیث میں بھی منکر کو مدعاعلیہ قرار دیا گیا ہے کہ:

البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (الحدیث)

گواہ مدعی کے ذمہ اور قسم منکر کے ذمہ ہے۔

لیکن یہ تعریف جامع اور مانع نہیں۔اس لئے کہ بعض اوقات ایک شخص مدعی بھی ہو اور اسے قسم بھی دیا جاتا ہو۔جیسا کہ اس صورت میں کہ:وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو دعوی کریں کہ میں نے ودیعت کو مؤدِع کے حوالہ کیا ہے اور یا میرے ساتھ ہلاک ہوا ہے تو (اس کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے) اور اسی طرح صاحب قبضہ اگر کہیں کہ چیز میری ہے تو ظاہر میں مدعی ہوا لیکن پھر بھی وہ مدعی نہیں۔تو مذکورہ بیان سے مدعی اور مدعاعلیہ کے درمیان فرق واضح نہیں ہوتا) لیکن اس کا فرق یہ ہے کہ فقہاء نے بیان کیا ہے کہ مدعی وہ ہے جو دوسرے پر قول سے جبر کرتا ہو اور اگر وہ جھگڑا چھوڑنا چاہتا ہو تو اسے چھوڑا جا سکتا ہو اور مدعی علیہ وہ ہے جس پر جبر کی جاتی ہو اور وہ اگر مقدمہ چھوڑنا چاہے تو اسے نہیں چھوڑا جا سکتا (یعنی مدعی اگر نزاع چھوڑ دے تو مجبور نہیں کیا جا سکتا اور مدعی علیہ کو قاضی مجبور کر سکتا ہے کہ یا مدعی کا حق ادا کریں یا کوئی حجت پیش کریں)۔

(وصل فی معرفۃ المدعی من المدعی علیہ)

"واصل معرفۃ المدعی والمدع علیہ انہ ینظر الی المنکرمنہمافھوالمدعی علیہ والاخر المدعی وھذاکلام صحیح فان النبی ﷺ جعل المدعی علیہ المنکرفی قولہ"والیمن علی من انکر"۔(1)

"لکن تمام بیان الحدلایحصل بھذافقد یکون مدعیاصورۃ والیمین فی جانبہ کالمودع یدعی ردالودیعۃ اوھلاکھاوذوالیداذاقال العین لی فھو مدعی صورۃ ولایخرج من ان یکون مدعی علیہ ولکن الفرق علی ماقالہ بعض اصحابناؒ ان المدعی یستعدی علی الغیر بقولہ واذاترک الخصومۃ یترک والمدعی علیہ من یستعدی علیہ بقول الغیرواذاترک الخصومۃ لایترک"۔(2)

1: الشیبانی ،محمدبن الحسن۔الاصل ۔دارابن حزم بیروت لبنان الطبعۃ الاولیٰ ۔1433ھ۔2012۔کتاب الدعوی البینات جلدنمبر7 ص 573

2: الطریقۃ الواضحۃ ص: 241

اور بعض علماء کا قول ہے کہ مدعی وہ ہے جس کے کلام میں اثبات ہو اور نفی کی بات جب کرے تو خصم نہیں بن سکتا جیسا کہ زید نے صاحب قبضہ کو کہا کہ یہ چیز تیری نہیں ہے تو اس (نفی) سے زید مدعی اور خصم نہیں بن سکتا جب تک اس چیز کو ملکیت کا دعوی نہ کریں کہ یہ میری ہے۔ اور مدعاعلیہ وہ ہے جس کے کلام میں نفی ہو اور اس کی جانب سے نفی پر صبر کی جارہی ہو۔ جیسا کہ صاحب قبضہ زید سے کہیں کہ چیز تیری نہیں تو صاحب قبضہ اس قدر سے خصم بن سکتا ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ مدعی وہ ہے جو حجت کے بغیر دعوی کی چیز کا مستحق نہیں بن سکتا جیسا کہ مدعی غیر قابض، اور مدعاعلیہ وہ ہے حجت اور دلیل کے بغیر مستحق بن سکتا ہے جیسا کہ صاحب قبضہ اگر کہیں کہ یہ چیز میری ہے تو وہ مستحق ہے جب تک وہ اپنا استحقاق ثابت نہ کرے۔ اور مؤدع اگر دعوی کریں کہ مال ودیعت میں نے مودع کو واپس کیا ہے یا میرے ساتھ ہلاک ہو چکا ہے تو اس کا قول قسم کے ساتھ قبول ہے اس لیئے کہ خصم نے اس کو اپنے مال پر مسلط کیا ہے تو اب صرف اس کی بات سے یہ ثابت ہو گی تو گویا معنی مدعاعلیہ ہوا۔ یا اس لئے کہ ضمان سے انکار کرتا ہو تو پھر بھی معنا مدعاعلیہ بن گیا اور پہلی صورت میں قسم اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس سے جھوٹ کی تہمت کو ختم کیا جائے اور دوسری صورت اس لئے کہ وہ منکر ہے اور منکر کیلئے قسم ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ مدعی وہ ہے جو باطن (ظاہر کی خلاف) کا دعوی کریں ظاہر کو دور کرنے کیلئے (یعنی مدعاعلیہ کیلئے ثابت ہے) اور مدعاعلیہ وہ ہے جو ظاہر کا دعوی کر رہا ہو (مثلاً بکر کی مقبوضہ چیز پر زید اپنی ملکیت کا دعوی کریں تو ظاہر میں چیز بکر کی ہے جس کا وہ دعوی دار ہے اور زید اس دعوی کو دور کرنا چاہتا ہے اور اپنی ملکیت کا دعوی کرتا ہے) تو زید مدعی اور مدعاعلیہ ہوا۔

"وقیل المدعی من یشتمل کلامہ ولایصیرخصمابالتکلم بالنفی فان الخارج لوقال لذی الیدھذالشیئ لیس لک لایکون خصمامدعیامالم یقل ھولی والمدعی علیہ من اشتمل کلامہ علی النفی فیکتفی بہ منہ فان ذالید اذاقال ھذالک کان خصمابھذالقدروقولہ ھولی فضل من الکلام غیر محتاج الیہ"۔(1)

"وقیل المدعی من لایستحق الابحجۃ کالخارج والمدعی علیہ من یکون مستحقابغیرحجۃ کذی الید فانہ لوقال ھولی مستحقالہ مالم یثبت الغیر استحقاقہ اماالمودع اذادعی ردالودیعۃ اوھلاکھافھومقبول القول لان الخصم مسلط علی ذالک فیثبت بمجردقولہ فکان مدعی علیہ اولانہ منکرالضمان فی الحقیقۃ فکان مدعی علیہ فعلی الوجہ الاول یحلف لنفی التھمۃ وعلی الوجہ الثانی یحلف لانکارہ"۔(2)

"وقیل المدعی من یدعی باطنالیزیل ظاھراوالمدعی علیہ من یدعی ظاھرا"۔(3)

1: الطریقۃ الواضحۃ ص: 242

2: ایضا ص: 242

3: ایضا ص: 243

فائدہ:

جس پر اقرار سے الزام آتا ہو اس پر گواہی قبول ہے اور جس پر الزام نہیں آتا اس کے خلاف قبول نہیں۔(یعنی مدعی نے اگر گواہ پیش کرنا چاہا تو دیکھا جائے گا کہ مدعا علیہ نے اگر بالفرض مدعی کے دعوی پر اقرار کیا تو دعوی ثابت کیا جائے گا کہ نہیں اگر ثابت کیا گیا تو مدعی کے گواہی قبول ہے،اور اگر ثابت نہیں ہو سکا تو قبول نہیں)اسی طرح ذکر ہے ان مسائل کے شروع مین کہ کوئی شخص کسی سے کہیں تم نے اگر فلاں پر کوئی چیز بیچ دی یا اسے قرض دیا تو وہ میری ذمہ ہے۔اور اسی طرح مجلہ کتاب کے تیسرے فصل دعوی کے مسائل میں ذکر ہے کہ :اگر مدعی علیہ کے دعوی سے مدعی پر کسی چیز کا لزوم ہوتا ہو تو انکار کی صورت مدعی اس پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہو تو کر سکتا ہے اور دعوی کرنا بھی صحیح اور اگر مدعا علیہ کے اقرار سے مدعا علیہ پر کسی چیز کا لزوم نہیں ہوتا تو مدعی کا گواہ پیش کرنا صحیح نہیں اور خصم بھی نہیں بن سکتا۔

اسی طرح محیط میں ذکر ہے کہ ولی،وصی اور متولی اسی قاعدے سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان تینوں پر کسی ایسی معاملے کا ہو جو انہوں نے بذات خود نہیں کیا ہو تو اس میں ان کی اقرار معتبر نہیں اور مدعی گواہ پیش کرتا ہے اور یہ تینوں خصم ہونگے۔

فائدہ:

"من يلزمه اقراره قبلت البينة عليه ومن لايلزمه فلا(كذفى المحيط فى اول باب الرجل يقول لغيره مابايع فلانا اواقرضته فهوعلى) او مثله مافى المجلة اول الفصل الثالث من الدعوى۔(بركيمسه برشى ايند كده اگرمدعى عليكهكااقرارى تقديرنده انک اقرارى اوزرينه برحكم ترتب ايدرا اليسه انكاريله دعواده واقامة بينة خصم اولورواكر مدعى عليه اقرارى تقدير نده برحكم مرتب ايتمزاليسه انكاريله خصم اولماز"۔(1)

"ثم قال ان الولى والوصى والمتولى مستثون من هذه القاعدة حيث لايعتبر اقرارهم اذالم تكن الدعوى فى عقد صدرمنهم ويكونون اخصاما فى اقامة البينة عليهم"۔(2)

:1 الطريقة الواضحة ص 244

:2 الطريقة الواضحة ص 245

(وہ باتیں جو مفتی کیلئے ضروری ہے)

یہ بیان اسی لئے لایا گیا کہ مذکورہ مسائل میں بعض کا سمجھنا اس پر موقوف ہے۔ قاضی خان نے اپنے فتاوی میں فرمایا ہے کہ:
اگر مفتی سے اسی زمانہ میں کوئی فتوی طلب کیا جائے یا کسی واقعے کے بارے میں اس سے حکم کا پوچھا جائے تو وہ نظر کریں اگر وہ مسئلہ ہمارے آئمہ کے ظاہر الروایت میں نقل ہوا اور ان کا اس میں اختلاف نہ ہو تو مفتی کو چاہئے کہ اس کے قول پر فتویٰ دیں اور ان کے خلاف کوئی اور رائے قائم نہ کریں اگر کہ وہ خود بڑا عالم یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ جو فیصلہ ہمارے آئمہ نے کیا ہے وہ حق سے جدا نہیں اور مفتی کو چاہئے کہ جنہوں نے ہمارے آئمہ کے قول سے اختلاف کیا ہے ان کے طرف رجوع نہ کریں اور نہ ہی ان کی حجت اور دلیل کو قبول کریں۔ کیونکہ ہمارے آئمہ کو یہ دلائل بہت اچھی طرح معلوم تھے اور انہوں نے صحیح، غلط اور قوی و مضبوط میں زبردست امتیاز قائم کیا ہے۔ اور ہمارے آئمہ یہ تین ہیں۔
امام اعظم ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ ہیں۔

(فصل فی ادب المفتی)

لتوقف بعض المسائل المارة علیہ قال الامام الجلیل قاضی خان فی اول فتاویہ المفتی فی زماننامن اصحابنااذااستفتی فی مسلۃ ،وسئل عن واقفۃ ان کانت الماسالۃ مرویۃ عن اصحابنافی الروایات الظاہر بلاخلاف بینھم فانہ یمیل ویفتی بقولھم ولایخالفھم برایہ وان کان مجتھلامتقنالان الظاھران یکون الحق مع اصحابناولایعدوھم واجتہادھم لایبلغ اجتہادھم ولاینظرالی قول من خالفھم ولایقبل حجۃ لانھم عرفوالادلۃ ومیزوابین ماصح وثبت وبین ضدہ"۔(1)

1: قاضی خان،حسن بن منصور ،فخرالدین ،فتاوی قاضیخان،بیروت لبنان،دارالکتب العلمیہ الطبعۃ الاولی 2009ء۔فصل فی رسم المفتی جلدنمبر1 ص 09

اور اگر اس مسئلے کا حکم اتفاقی نہ ہو بلکہ ہمارے آئمہ کا اس میں اختلاف تھا تو مفتی سب سے پہلے امام اعظمؒ کے قول کو ترجیح دیں، اس کے بعد امام ابو یوسفؒ اور اس کے بعد امام محمدؒ کے قول کو ترجیح دیں۔ اور اس کے بعد امام اعظمؒ کے اور اصحاب اور پھر آخر میں عام علماء کے قول کو ترجیح دیں۔

اگر ایک طرف امام اعظمؒ کے قول دوسری جانب صاحبینؒ کا قول ہو تو اگر اختلاف زمانہ کی اختلاف کی وجہ سے تھا تو صاحبین کے قول کو ترجیح دے گا جیسا کہ امام اعظمؒ گواہوں کے ظاہری حالات کو ترجیح دی ہے کہ نیک اور عادل ہو تو ان کی گواہی قبول اس کے سوا کسی پوشیدہ یا ظاہر احالات کی تحقیق کی ضرورت نہیں اور صاحبینؒ کہتے ہیں کہ لوگوں کے حالت دل گئے ہیں لہذا بغیر تحقیق کے صرف ظاہری حالات سے قابل قبول نہیں۔

اسی طرح مزارعت، معاملات وغیرہ میں صاحبینؒ کے قول کو ترجیح ہو گی اسی پر متاخرین علماء کی اتفاق ہے۔ اور اس کے علاوہ اور مسائل کے باب میں بعض نے کہا ہے کہ مجتہد کو اختیار ہے جس کے قول سے فتوی چاہے دے سکتا ہے۔ اور عبد اللہ ابن مبارکؒ کہتے ہیں کہ صرف امام اعظمؒ کے قول کو ترجیح ہو گی۔ اور طحطاوی کی شرح میں مذکور ہے کہ اگر مفتی مجتہد نہ ہو مزارعت اور معاملات کے علاوہ صاحبین کے قول پر فتوی نہیں دے گا سوائے امام اعظمؒ کے قول سے۔

"فام كانت المسئالة مختلفافيهابين اصحابناكان ابى حنيفةؒ احد صاحبيه يؤخذبقولهمايوفور الشرائط واستجماع ادلة الصواب فيها۔وان خالف اباحنيفة صاحباه فى ذالک فان كان اختلافهم اختلاف عصوروزمان كاقضاة بظاهرالهدالة ياخذ قول صاحبيه لتغيراحوال الناس۔(1)

"وفى المزراعة والمعاملة ونحوهمايختارقولهماالاجتماع المتاخرين على ذالک وفيماسوى ذالک قال بعضهم يتخيرا لمجتهدويعمل بما اقضى عليه راءيه وقال عبدالله بن المبارک ياخذ بقول ابى حنيفةؒ"۔(2)

:1 فتاوی قاضی خان جلدنمبر1 ص 09

:2 ایضا ص: 09

اور مجتہد کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مجتہد وہ جس سے دس مسائل کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ کم از کم آٹھ کا جواب صحیح دیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مجتہد ہونے کیلئے مبسوط کتاب کا یاد ہونا ضروری ہے اور ناسخ و منسوخ اور محکم و مؤول کے بارے میں جانتا ہو اور لوگوں کے عرف و عادت سے باخبر اور واقف ہو۔

اور اگر مسئلے کا حکم ظاہر الروایت میں موجود نہ ہو تو اگر آئمہ ثلاثہ کے تجویز کردہ قواعد و ضوابط سے برابر ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور اگر آئمہ ثلاثہ سے اگر اسی بارے میں کوئی روایت نہ ہو تو متاخرین علماء نے اگر اتفاق کیا ہو تو اس پر عمل کرے گا اور اگر متاخرین بھی اختلاف کرتے تھے تو پھر اپنے اختیار اور نظر و فکر سے فیصلہ کرے گا۔ اور مفتی مجتھد نہ ہو بلکہ مقلد ہو تو اس کے نزدیک جو فقہ میں زیادہ ماہر ہو اس کے قول کو ترجیح دے گا اور اگر وہ عالم کسی اور شہر میں تھا تو خط و کتابت کے ذریعے اس سے جواب طلب کریں اور نقل سے فیصلہ نہ کریں کیونکہ اس میں شک ہے کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کردیں۔ قاضی خان کی ختم ہوا۔

"وتكلموفى المجتهدقال بعضهم من سئل عن عشرمسائل فضلا فيجب فى الثمانية ويخطى فى البقية فهومجتهدوقال بعض لابد للاجتهاد من حفظ المبسوط ومعرفة الناسخ والمنسوخ والمحكم والمؤول والعلم بعادات الناس وعرفهم"۔(1)

"وان كانت المسألة فى غيرظاهرالرواية فان كانت توافق اصول اصحابنايعمل بهاوان لم يجدهارواية عن اصحابناواتفق فيهاالمتاخرون على شيئ يعمل به وان اختلفويجتهدبقول من هوافقه الناس عنده ويضيف الجواب ولايجازف خوفامن الافتراء على الله تعالى بتحريم الحلال وضده"۔(2)

1: فتاوى قاضى خان ج: 1 ص 09

2: فتاوى قاضى خان ج:1 ص 09

ہمارے احناف کے مسائل کے تین طبقے ہیں۔

پہلا طبقہ اصولی مسائل کا ہے۔اوراس کو ظاہر الروایت کہتے ہیں اور یہ وہ مسائل ہیں جو ہمارے آئمہ ثلاثہ سے منقول ہو۔اور کبھی کبھار امام زفرؒ اور امام حسنؒ وغیر جن سے امام اعظمؒ سے علم فقہ لیا، بھی شمار کئے جاتے ہیں لیکن اکثر اظاہر الروایت وہ مسائل ہیں جو ہمارے آئمہ ثلاثہ یاان میں سے کسی ایک کا قول ہو۔پھر ظاہر الروایت یعنی اصولی مسئلے وہیں ہیں جو امام محمدؒ کے کتب جامع کبیر، جامع صغیر، سیر کبیر، سیر صغیر، مبسوط اور زیادات میں موجود ہیں۔اوران مسائل کا ظاہر الروایت کہتے کی وجہ یہ ہے کہ امام محمدؒ سے معتبر اشخاص کے ذریعے منقول ہیں اور امام محمدؒ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

دوسرا طقبہ کے مسائل نوادر کا ہے یہ وہ مسائل ہیں جو ہماے آئمہ ثلاثہ سے نقل تو ہیں لیکن مذکورہ کتب میں مذکور نہیں بلکہ یا تو امام محمدؒ کے اور کتب مثلاً کیسانیات، ہارونیات، جرجانیات، رقیات میں اور امام محمدؒ کے علاوہ اور کتب میں مذکور ہیں جیسے کہ حسن بن زیاد کی کتاب "المجرد" وغیرہ اور امام ابو یوسفؒ کے بعض امالی کتابوں سے۔امام املاء کی جمع ہے، املاء اسی کو کہتے ہیں کہ ایک عالم کے ساتھ شاگرد ہوں اور اس کے دوران کے دوران ان کے ساتھ کاغذ اور قلم ہو، جو وہ کہتا ہو شاگرد لکھتے ہو پھر اس کو جمع کر کے کتابی شکل دیا جاتا ہے جسے امالی یا املاء کہا جاتا ہے۔پچھلے زمانے میں فقہ، حدیث اور عربی کے علوم میں اس کا طریقہ رائج تھا اب وہ طریقہ ختم ہو چکا ہے۔اسی طرح شرح المنظومہ رسم المفتی میں ذکر ہے۔

"واعلم ان مسائل اصحابناالحنیفۃ علی ثلاث طبقات (الاولی)مسائل الاصول وتسمی ظاهرالروایۃ وھی مسائل رویت عن اصحاب المذھب وھم ابوحنیفۃ وابویوسف ومحمدرحمھم اللہ ویقال لھم العلماء الثلاثۃ وقدیلحق بھم زفروالحسن وغیرھاممن اخذالفقہ عن ابی حنیفۃ لکن الغالب الشائع فی ظاهرالروایۃ ان یکون قول الثلاثۃ اوقول بعضھم، ثم ھذاہ المسائل تسمی بظاھرالروایۃ والاصول ھی ماوجدفی کتب محمدالتی ھی الجامع الکبیر والجامع الصغیروالسیر الکبیر،والذیادات والمبسوط وانما سمیت بظاھرالروایۃ لانھارویت عن محمدبروایۃ الثقات فھی ثابتۃ عنہ امامتواترہ اومشھورۃ"۔

"(والثانیۃ) مسائل النوادروھی مسائل مرویۃ عن اصحاب المذھب لکن لافی الکتب المذکورۃ بل اما فی کتب لمحمدؒ غیرھاکالکیسانیات والھارونیات والجرجانیات والرقیات،وانماقیل لھاغیرظاھرالروایۃ لانھالم تروعن محمد بروایات ظاھرۃ ثابتۃ صحیحۃ کالکتب الاولیٰ واما غیر کتب محمد ککتاب المجردللحسن بن زیادوغیرھا،ومنھاکتب الامالی لابی یوسفؒ، والامالی جمع املاء وھوان یجلس العالم وحولہ تلامذتہ بالمحابر والقراطیس فیتکلم بمافتح اللہ تعالی علیہ وتکبتہ التلامذہ ثم یجمعون مایکتبونہ فیصیرکتابا فیسمونہ الاملاء ولامالی، وکان ھذاعادۃ السلف من الفقھاء والمحدثین واھل العربیۃ وغیرھااندرست لذھاب العلم والعلماء والی اللہ المصیر"۔کذافی شرح المنظومۃ رسم المفتی۔(1)

1: ابن عابدین ،سیدمحمدامین ۔شرح عقودرسم الفتی ،سھیل اکیڈمی لاہور1986۔ص 11۔12

اور خیر الدین رملی نے اپنے فتاوی کے شہادت کے مسائل میں ذکر کیا ہے کہ جب واضح ہو جائے کہ یہ قول تمام متون میں ذکر ہے تو اس پر عمل کیا جائیگا کیونکہ علماء نے تصریح کیا ہے کہ فتاوی اور متن کے معارضہ میں متن کو فوقیت حاصل ہے۔ اسی طرح شرح اور فتاوی میں بھی شرح کو اولیت حاصل ہے۔ اور ہماری نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مفتی امام اعظمؒ کے قول پر ہی فتوی دے گا اور صاحبین کے قول یا صاحبین میں سے کسی ایک کے قول کو ترجیح نہیں سوائے مزارعت کے مسائل کے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہؒ صاحب مذہب ہے اور زبردست پیشوا اور امام ہے۔

اور متون ہمارے نزدیک چہار ہیں جو اس شعر میں ذکر کئے گئے ہیں۔

شعر: چہار وہ متون جن پر ہمارے اعتبار ہے ‏ ‏ ‏ وقایہ، مجمع، کنز اور در مختار ہے

اور قدوری کی درجہ تمام متون میں اعلی وارفع ہے کیونکہ متاخرین کے نزدیک یہ بہت مقبول ہے اور وہ ان متون کے شروح بھی معتبر ہیں اسی طرح فتاوی خیریہ کے شہادت کے باب میں ذکر ہے۔

اور سلف وہ علماء ہیں جو امام اعظم ابو حنیفہؒ سے لے کر امام محمدؒ تک ہیں۔ اور خلف وہ علماء ہیں جو کہ امام محمدؒ سے لیکر شمس الائمہ الحلوانی تک ہیں اور متاخرین شمس الائمہ حلوانی سے لیکر حافظ الدین بخاری تک ہیں۔

"وقال الخیرالرملی فی فتاویہ من الشهادة وحیث علم ان القول هوالذی تواردت علیہ المتون فهوالمعتمدالمعمول بہ اذ صرحوابانہ اذا تعارض مافی المتون والفتاوی ۔فالمعتمدمافی المتون وکذایقدم ما فی الشرح علی مافی الفتاوی ،والمقرر ایضاعندناانہ لایفتی ویعمل الابقول الامام الاعظمؒ ولایعدل عنہ الی قولهما اوقول احدهما اوغیرهما الالضرورة لمسئلة المزارعة وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولهماالانہ صاحب المذهب والامام المقدم۔

اذاقالت حذام فصدقوها ‏ ‏ ‏ فان القول ماقالت حذام(1)

"المتون عند نا اربعة وقدجمعتهامنظومة:

فقلت ان المتون عندنا ‏ ‏ ‏ اربعة صغار

وقایة ومجمع ‏ ‏ ‏ والکنزوالمختار

واماالقدوری فهوفوق المتون لانہ الکتاب عندالمتاخرین والشروح هی شروح هذاه المتون"۔(2)

"والسلف من ابی حنیفة الی محمدبن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ والخلف من محمدالی الشمس الائمة الحلوانی والمتاخرون من شمس الائمة الحلوانی الی حافظ الدین البخاری"۔(3)

1: الرملی،خیرالدین ،الفتاوی الخیریہ لنفع البریہ علی مذهب ابی حنیفة النعمان ،مکتبہ امیریہ بولاق مصر۔کتاب الشهادات ج2ص 37

2: الرملی،خیرالدین ،الفتاوی الخیریہ لنفع البریہ ۔کتاب الشهادات ج2 ص 37

3: الرملی،خیرالدین ،الفتاوی الخیریہ لنفع البریہ ۔کتاب الشهادات ج2 ص 37

ان مسائل کا بیان ختم ہوا جن کا میں نے لانے کا ارادہ کیا تھا اور یہ ایسی کتاب ہے کہ میرے خیال میں مجھ سے پہلے کسی نے بھی ایسی طرح ترتیب قائم نہیں کیا اور اتنے مسائل ذکر نہیں کئے۔ باوجود اس کے کہ میں فارغ بھی نہیں تھا اور حوادث بھی بہت زیادہ تھے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ جس آخری عالم نے شہادات کے معتبر ہونے کے بارے میں لکھا وہ صاحب "تنقیح" ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے یہ مسائل تعارض البینات کتاب سے مختصراً ذکر کئے ہیں جو تقریباً 170 ایک سو ستر ہیں۔

اور جو مسائل جو میں نے اپنے کتاب میں ذکر کئے ہیں وہ تقریباً دو ہزار ہیں (یعنی تفصیلی نظر سے) چار ہزار تک پہنچتے ہیں۔ اور ان مسائل کو جمع کرنے کے سبب اپنے علمیت کا دعوی نہیں کرتا یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے جس نے شریعت کے فروع پر عمل کرنے اور حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور درود و سلام ہو ہمارے آقا و مولیٰ جس کا نام حضرت محمد ﷺ ہے۔ اور اس کے آل پر اور اصحاب اور ثناء اسی ذات کیلئے جو کائنات کا پالنے والا ہے۔

اس کتاب کے مسودے کے لکھنے سے میں رجب المرجب کے مہینے کے نصف میں سن 1299 ہجری کو فارغ ہوا۔

"وهذاأخرماردت جمعہ فی هذالورقات من مسائل البينات الذی لم يسبقنی فی ترتيبہ فيماعلم سابق ولاساق مقدارماسبقتہ فيہ من كثرة الحوادث قبلی سائق علی ان أخرمن كتب فی مسائل الترجيح انماهوصاحب التنقيح "۔(1)

"وقدقال فهذاجملة مالخصتہ فن كتاب تعارض البينات وقد بلغت نحومائة وسبعين مسئلة"۔(2)

"وماجمعتہ هذايقارب الفی صورفهی نحواربعة الف من المسائل ولاادعی بسبب جمع ذالک فضيلة اوسعة لكنہ توفيق منہ تعالیٰ حكم بمحافظة علی فروع هذه الشريعة المطهرة وصلی الله علی سيدنامحمدوآلہ واصحابہ والحمد لله رب العلمين۔

وكان الفراغ من تسويدها فی نصف شهر رجب سنة تسع وتسعين وماء تين والف"۔(3)

1: الطريقة الواضحة ص 248

2: الطريقة الواضحة ص 248

3: الطريقة الواضحة س 24

باب دوم

کتاب : بینۃ من لہ الرجحان عند تعارض البرہان)

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حمد و ثناء ہے اس خدا کیلئے جس کے دلائل زبردست ہیں اور جس کا فضل واحسان عام ہے اور درود و سلام ہو اللہ تعالی کے رسول اور محبوب پر جس کا نام مبارک حضرت محمد ﷺ ہیں اور سلام ہوں اس کے آل واصحاب جو انبیاء کرام کے بعد تمام مخلوقات میں افضل واشرف ہیں۔

اس کے بعد میں اللہ کا ایک عاجز بندہ کہتا ہوں کہ میرا نام سید عبدالرحمان بن سلیمان ہے اور حلقۂ احباب میں "خصالہ" کے لقب سے مشہور ہوں۔ میں نے یہ جو رسالہ لکھا اپنے استطاعت کے مطابق اس کے مسائل معتبر سے لئے ہیں اور میں نے اس کا نام "بینة من لہ الرجان عند تعارض البرھان" رکھ دیا۔ اور خاص اللہ جل شانہ سے مدد طلب کرتا ہوں اور اس پر توکل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"الحمد للہ عظیم البرھان ،عمیم الاحسان ،والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمدحبیب الرحمن وکریم الانسان وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم اشراف اھل الایمان:۔

وبعد! فان افقرعباداللہ السبحان السیدعبدالرحمان ابن سلیمان الشھیر بخصالی بین الاحباب والاخوان فقد اختصرھذہ بحسب الامکان من الکتب المعتبرۃ للبیان بینۃ لھاالرجحان عند تعارض البرھان واللہ المستعان وعلیہ التکلان"۔

1: الخصالی ،عبدالرحمن بن سلیمان۔بینۃ من الرجحان عندتعارض البرھان ،مخطوط جامعۃ الملک سعودالرقم العام5992 ص: 1

فصل اول

(نکاح کے مسائل)

فصل اول:

نکاح کے مسائل

مسئلہ نمبر 4: دوافراد نے کسی ایسی عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور گواہ پیش کئے جو نکاح سے انکار کر رہی ہو اور دونوں نے تاریخ ذکر کی تو جس نے پہلی تاریخ ذکر کی اس کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 5: مدعی نے نکاح پر گواہ قائم کئے اور عورت تکذیب کر رہی ہو تو قاضی نے مدعی کیلئے نکاح پر حکم کیا۔ اب اگر کوئی دوسرا مدعی اسی طرح دعوی کریں اور گواہ قائم کریں تو قاضی اس کیلئے حکم نہیں کرے گا۔ لیکن اگر دوسرے مدعی نے پہلے مدعی کی تاریخ سے مقدم نکاح کو ثابت کیا تو اسی صورت میں دوسرے مدعی کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 6: دو مدعی غیر قابض نے کسی عورت سے نکاح کا دعوی کیا اور ایک نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے نہیں تو تاریخ ذکر کرنے والے کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 7: صاحب قبضہ اور مدعی غیر قابض دونوں نے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ پیش کئے لیکن مدعی غیر قابض نے تاریخ ذکر کی اور صاحب قبضہ نے نہیں تو صاحب قبضہ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 4: "بینۃ التاریخ الاسبق اولی اذ ابرهن رجلان علی نکاح امراءۃ منکرۃ وارخا"۔(1)

مسئلہ نمبر 5: "لوتفرداحدهمابالدعوی ،والمرءۃ تجحد،فاقام البینۃ وقضی بهاالقاضی ،ثم ادعی أخرواقام البینۃعلی مثل ذالک لم یحکم بهاالا ان یوقت الشهود الثانی سابقا"۔(2)

مسئلہ نمبر 6: "اذاادعی اثنان نکاح امرءۃ واقام کل واحدمنهمابینۃ انهازوجتہ وهی لیست فی یداحدهما،فصاحب الوقت الاول اولیٰ"۔(3)

مسئلہ نمبر 7: "بینۃ ذی الیداولی من بینۃ الخارج "(4)

1: قاضی خان۔الحسن بن منصورالاوزجندی،الفرغانی المتوفی 592ھ۔فتاوی قاضی خان فی مذہب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمانؒ۔ دارلکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعۃ الاولی 2009ء کتاب الدعوی باب دعوی النکاح ج2 ص 36

2: فتاوی قاضی خان ،کتاب الدعوی باب فی دعو النکاح ج2 ص 361

3: فتاوی قاضی خان ،کتاب الدعوی باب فی دعوی النکاح ج2 ص 359

4: ایضا ج2 ص:359

مسئلہ نمبر 8: مدعی غیر قابض اور صاحب قبضہ دونوں نے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ پیش کئے اور دونوں نے تاریخ ذکر نہیں کی تو صاحب قبضہ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 9: شوہر نے گواہ پیش کئے اس عورت کو نکاح کا علم ہوا تو یہ راضی ہو گئی تھی یا اس نے اجازت دی تھی اور وہ عورت گواہ پیش کریں کہ میں نے نکاح کو رد کیا تھا تو شوہر کے گواہ ترجیح ہو گی اور بعض علماء کے نزدیک بیوی کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 10: کسی عورت کے موت کے بعد دو افراد نے اس سے نکاح پر گواہ پیش کئے کہ یہ عورت میری بیوی تھی تو حکم کیا جائے کہ اس کے ورثے میں سے ایک شوہر کا حصہ دونوں میں تقسیم کیا جائے اور دونوں پر آدھا آدھا مہر لازم ہو گا۔

مسئلہ نمبر 11: مدعی غیر قابض کے گواہ کہ میں نے صاحب قبضہ کی نکاح سے پہلے اس عورت سے نکاح کیا ہے تو یہ گواہی قبول ہے۔

مسئلہ 8: "بینۃ ذی الیداولی من بینۃ الخارج اذابرھناعلی نکاح امرءۃ بلاتاریخ"۔(1)

مسلہ 9: "ولواقام الزوج بینۃ علی انھااجازت اورضیت حین علمت ،واقامت ھی بینۃ علی الردرجحت بینۃ الزوج وقیل بینۃ المراءۃ اولیٰ"۔(2)

مسئلہ 10: "اذاتنازع اثنان فی امراءۃ کل واحدمنھمایدعی انھاامراتہ واقام البینۃ علی ذالک بعدموتھافانہ یقضی بالنکاح بینھما،ویجب علی کل واحدمن الزوجین نصف المہر ویرثان منھامیراث زوج واحد"۔(3)

مسلہ نمبر11: "بینۃ الخارج علی انہ تزوجھاقبل ذی الیداولیٰ"۔

1: جامع الفصولین ج1 ص:103

2: غانم ،غانم بن محمد البغدادی المتوفی 1030ھ ملجاء القضاہ عندتعارض البینات ۔کتاب النکاح ص 23

3: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ص 30

4: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ص 38

مسئلہ نمبر12: عورت کے بعد از مرگ دو افراد نے نکاح کا دعوی کیا تو مقدم تاریخ والے کے گواہ بہتر ہیں۔ اور اسی باب میں اقرار او قبضہ معتبر نہیں اور ترکہ بھی مقدم تاریخ والے کیلئے ہوگا۔

مسئلہ نمبر13: بیوی کے گواہ کہ میری عمر نکاح کے وقت بیس سال تھی بہتر ہیں شوہر کے گواہوں سے کہ نہیں تیری عمر آٹھ سال تھی یہ اسی صورت میں جب عورت دعوی کرتی ہوں کہ میں نکاح پر راضی نہیں ہوں۔

مسئلہ نمبر14: بیوی نے گواہ قائم کئے کہ میری ولی نے میری بلوغت کے حالت میں میری رضا کے بغیر میری نکاح کی ہے او شوہر گواہ قائم کریں کہ جس وقت تیرے ولی تیری نکاح میرے ساتھ کر رہا تھا تو تم چھوٹی بچی تھی تو بیوی کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر15: باکرہ {1} لڑکی کے گواہ کہ میں نے نکاح کو رد کیا تھا بہتر ہیں اس کے شوہر کے گواہوں سے کہ تم نے سکوت اختیار کی

تھی۔

{1}: باکرہ وہ لڑکی ہے جس کی پردۂ بکارت زائل نہ ہوئی ہو۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ 12: "اذاتنازع اثنان بعدموتهاانهاامراته واقام البينة وارخا،فصاحب التاريخ الاسبق اولى ولايعتبر فيه الاقراروالید وقضى له بالميراث"۔(1)

مسئلہ 13: "وان اقامت المراءة البينة انهاكانت بنت عشرين وقت النكاح واقام الزوج البينة انهاكانت بنت ثمان سنين كانت البينة ،بينة المرأة"۔(2)

مسئلہ 14: "وان اقامت المراءة ان اباها زوجهاوهى بالغة لم ترض،وادعى الزوج ان اباها زوجهافى الصغركان القول قول المرأة"(3)

مسئلہ 15: "اذاقالت البكر رددت عند ترويج ولى منک،وقال الزوج بل سكت فالقول لهاولواقام البينة فبينتهااولى"۔(4)

1: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ص 30

2: فتاوی قاضی خان ،کتاب النکاح ،باب شرائط النکاح ج1 ص 295

3: قاضی خان ،کتاب النکاح ۔باب شرائط النکاح ج1 ص 295

4: (ترجیح البینات کتاب النکاح ص 23

مسئلہ نمبر16: اگر کسی مسلمان شخص کیلئے فیر نگی گواہان فرنگی عورت سے نکاح پر گواہی کریں تو یہ گواہان فیر نگی گواہوں سے بہتر ہیں جو کسی کافر کیلئے گواہی کر رہے ہوں طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر کافر کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر17: دونوں نکاح کا دعوی کر رہا ہوں تو عورت جس کے گھر میں ہے اس کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر18: ایک مدعی نے نکاح اور دخول پر گواہ قائم کئے اور دوسے نے نکاح اور تاریخ نکاح پر تو پہلے مدعی کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر19: دونوں نے نکاح کا دعوی کیا تو جس نے دخول کیا ہو اس کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر20: میاں بیوی میں سے جو بھی بچہ پیدا ہونے کے بعد نکاح کے فاسد ہونے کا دعوی کریں اور گواہ قائم کریں تو اس کے گواہ بہتر ہیں نکاح کے صحت پر گواہی کرنے والوں سے۔ تو نکاح فاسد ہو جائے گی اور بچے کی نسب اس سے ثابت ہو گی۔

مسئلہ 16: "ولواقام کل واحدمن المسلم والکافر بینۃ نصرانیۃ علی نکاح امراءۃ نصرانیۃ ،قضی بھاللمسلم عندھما،وعندابی یوسفؒ یقضی بھا للنصرانی"۔(1)

مسئلہ17: "بینۃ من کانت المراءۃ فی بیتہ اولیٰ من بینۃ الاخراذ ادعی کل منھانکاحھا"۔(2)

مسئلہ 18: "بینۃ من اثبت النکاح والدخول اولیٰ من بینۃ من لہ التاریخ"۔(3)

مسئلہ 19: "بینۃ من یدعی الدخول علی المراءۃ اولی من بینۃ من لم یدخل اذابرھناعلی النکاح"۔(4)

مسئلہ 20: "اذاتنازع الزوجان بعدالولادۃ فی صحۃ النکاح وفسادہ فادعی الزوج الفساد،وادعت المراءۃ الصحۃ،واقام البینۃ تقبل بینۃ من یدعی الفساد ونسب الولد ثابت"(5)

1: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ص 26

2: جامع الفصولین ،الفصل العشرون فی دعوی النکاح ۔ج 1 ص 260

3: قاضی خان ،کتاب النکاح ،فصل فی شرائط النکاح، ج1 ص 294

4: قاضی خان ،کتاب النکاح ،فصل فی شرائط النکاح، ج ص 294

5: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ص 32

مسئلہ نمبر21:   اس شخص کے گواہ کہ میں نے اس مدعی سے پہلے اس عورت سے نکاح کیا ہے یہ گواہ قبول ہیں۔

مسئلہ نمبر22:   ہبہ، صدقے اور رہن کے گواہوں سے نکاح کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر23:   جس کی قبضہ میں بیوی ہے اس کے گواہ کہ میری نکاح کی بیوی ہے بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ یہ میری نکاح کی بیوی ہے۔

مسئلہ نمبر24:   شوہر کے گواہ کہ یہ میری منکوحہ ہے بہتر ہیں بیوی کے گواہوں سے کہ میں کسی اور کی منکوحہ ہوں اور وہ شخص اسکے دعوی سے انکار کر رہا ہوں۔

مسئلہ نمبر25:   زید نے کسی عورت سے نکاح پر بینہ قائم کیا اور اس عورت کی بہن نے زید پر دعوی کیا کہ میں اس کی بیوی ہوں۔ تو زید کے گواہ بہتر ہیں اگر دونوں نے تاریخ ذکر نہیں کی یا ایک تاریخ کو ذکر کیا۔

مسئلہ 21:   "بینۃ من تزوج امراءۃ قبل مدعیھاالاخر اولیٰ"۔(1)

مسئلہ 22:   "ولواجتمع نکاح وھبۃ اورھن وصدقۃ فالنکاح اولیٰ "۔(2)

مسئلہ 23:   "بینۃ من فی یدہ المراءۃ اولیٰ من بینۃ الخارج اذابرھن کل واحدمنھماعلی انھالہ"۔(3)

مسئلہ 24:   "ولوادعی علی امراءۃ انھاامراتہ واقام البینۃ ،وادعت المراءۃ انھاامراءۃ ھذالرجل ،لرجل أخر،واقامت البینۃ علی ذالک والرجل یجحد ،تقبل بینۃ الزوج"۔(4)

مسئلہ 25   "بینۃ رجل علی نکاح امراءۃ اولی من بینۃ اختھا علی کونہ امراءتہ فیمالم یورخا اورارخاوتاریخھما سوآء"۔(5)

1: قاضی خان ،کتاب النکاح ،فصل فی دعوی النکاح ج 1 ص 353

2: ترجیح البینات کتاب الھبہ ص 144

3: قاضی خان ۔کتاب الدعوی ،باب دعوی النکاح ج2 ص 359

4: جامع الفصولین الفصل العشرون فی دعوی النکاح ج2،ص: 260

5: خلاصۃ الفتاوی ۔کتاب النکاح ، الفصل الرابع عشر فی دعوی النکاح، ج1 ص42

مسئلہ نمبر26: زید نے گواہ قائم کئے کہ میں نے صغریٰ سے فلاں تاریخ پر نکاح کیا ہے اور صغریٰ کی بہن کبریٰ بینہ قائم کریں کہ زید نے مجھ سے فلاں تاریخ کو نکاح کیا ہے تو جس کا تاریخ مقدم ہو اس کے بینہ کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ نمبر27: دونوں نے نکاح کا دعوی کیا اور دونوں نے تاریخ کا ذکر نہیں کیا تو جس کیلئے عورت نے نکاح پر اقرار کیا اس کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر28: دونوں نے نکاح اور دخول کا دعوی کیا تو جس مدعی کیلئے عورت نے پہلی دخول پر اقرار کیا اس کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر29: زید نے دعوی کیا کہ میرا باپ فلاں تاریخ کو وفات پا چکا ہے او اس کیلئے ورثے کا حکم کیا گیا اس کے بعد کسی عورت نے بینہ قائم کیا کہ زید کی باپ جو وفات ہو چکا ہے نے مذکورہ تاریخ سے ایک دن بعد مجھ سے نکاح کیا تھا تو یہ گواہی قبول ہے اور نکاح پر حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر30: زید نے بکر پر دعوی کیا ہے کہ اس نے فلاں دن کو میرا باپ قصداً قتل کیا ہے اور قاضی نے قصاص کا حکم صادر فرمایا۔اس کے بعد کسی عورت نے گواہ قائم کئے اس کے اپ نے اسی تاریخ سے ایک دن بعد مجھ سے نکاح کیا ہے تو یہ گواہی قبول نہیں۔

مسئلہ 26: "بینۃ التاریخ الاسبق اولی اذابرھن رجل علی نکاح امراۃ وبرھنت اختھا علی کونھازوجتہ"۔(1)

مسئلہ 27: "بینۃ من اقرت المراۃ بنکاحہ اولی من بینۃ الاخراذادعیانکاحھاولم یؤرخا"۔(2)

مسئلہ 28: "ولواقاماالبینۃ علی النکاح والدخول فاقرت لاحدھماقبل الاخر یقضی للمقرلہ"۔(3)

مسئلہ 29: "یوم الموت لایدخل تحت القضاء حتی لوادعی رجل علی رجل ان اباہ مات یوم کذافقضی بہ ،ثم ادعت امراۃعلی ھذا المیت انہ تزوجھابعد ذالک التاریخ بیوم،تقبل البینۃ ویقضی بالنکاح"۔(4)

مسئلہ 30: لوادعی رجل علی رجل أخرانہ قتل اباہ یوم کذا،وقضی القاضی بہ،ثم ادعت امراۃ بعد ھذالتاریخ بیوم ان اباہ تزوجھالاتسمع"۔(5)

1: خلاصۃ الفتاوی ۔کتاب النکاح ، الفصل الرابع عشر فی دعوی النکاح جلدنمبر1 ص42

2: قاضی خان ،کتاب النکاح ،فصل فی دعو النکاح جلدنمبر1 ص 354

3: قاضی خان ،کتاب النکاح ،فصل فی دعو النکاح جلدنمبر1 ص 354

4: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ، ص 43

5: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ص 44

فصل دوم

(مہر کے مسائل)

فصل دوم:

مہر کے مسائل

مسئلہ نمبر 31: بیوی اور شوہر کے مہر کے اندازہ کرنے میں بیوی کے گواہ معتبر ہیں اس صورت میں کہ شوہر پر مثل کے کم یا مطابق ہونے کا دعوی کر رہا ہو۔

مسئلہ نمبر 32: شوہر اور بیوی کے مہر کے اندازہ میں اسی صورت میں کہ بیوی مہر مثل کے زیادہ یا برابر ہونے کا دعوی کریں تو خاوند کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 33: میاں بیوی مہر کے اندازہ مختلف ہو گئے (اور ان میں سے ایک نے گواہ پیش کئے اور دوسرے نے نہیں) تو جس نے گواہ پیش کئے اس کیلئے حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر 34: اصل مہر اور مہر مثل کے اندازہ کرنے میں شوہر کے گواہ {1} معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 35: میاں بیوی دونوں مہر کے اندازہ میں مختلف ہو گئے اور مہر مثل دونوں کیلئے شاھد نہ ہو (یعنی میاں بیوی کے متعین کردہ مقدار سے برابر نہ ہو) بیوی کے متعین کردہ مقدار سے کم ہو اور شوہر کے مقرر کردہ مقدار سے زیادہ تو دونوں کی گواہی ساقط ہو جائے گی کیونکہ دونوں برابر ہیں۔

{1}: یہ مسئلہ حوالہ اور واقع دونوں سے خلاف ہے کیونکہ اگر میاں بیوی کا اختلاف اصل مہر کی معین کرنے یا نہ کرنے میں ہو تو جس نے تعیین کا دعوی کیا ہے اگر اس نے گواہ قائم کئے تو اس کے گواہ قبول ہیں، اسی طرح ذکر ہے شرح الوقایہ اور مجمع الانہر میں، اور مہر کی اندازہ کرنے میں اختلاف ہو تو پھر یہی حکم ہے جو یہاں پر ذکر ہے۔

مسئلہ 31: "اختلفافی قدرالمهرقضی لمن برهن وان برهنافلهااى قضى للمرأة ان شهد مهرالمثل له اى للزوج بان كان مثل مايدعيه الزوج اواقل"۔(1)

مسئلہ 32: "وقضى له ان شهد مهرالمثل لهابان كان مثل ماتدعيه اواكثر"۔(2)

مسئلہ 33: "اختلفافى قدرالمهرقضى لمن برهن"۔(3)

مسئلہ 34: "بينة الزوج فى اصل المهروقدره اولى من بينة المراءة"(4)

مسئلہ 35: "وان لم يشهدلهما اى لواحدمنهمابان كان اقل ممادعته واكثر ممادعاه تهاتر۔اى تساقطالاستواء هما فى الاثبات"۔(5)

1: ملا خسرو، محمدبن فراموز الحنفی، متوفی، 885ھ۔الدررالحكام فی شرح غررالاحكام۔میرمحمد كتب خانہ آرام باغ کراچی۔کتاب التحالف، ج2 ص 341

2: ایضا، کتاب التحالف، ج2 ص 341

3: الدررالحکام شرح غررالاحکام ج2 ص 341

4: الحلبی، ابراهیم بن محمدبن ابراهیم۔ملتقى البحر، دارالبیروتی دمشق شام، باب المهر، ص 234

5: الدررالحکام شرح غررالاحکام ج 2 ص 341

مسئلہ نمبر36: بیوی اپنی مہر کی زیادہ ہونے پر گواہ پیش کرتی ہو اور شوہر اس کے برعکس تو بیوی کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر37: شوہر کے گواہ ورثاء کے گواہوں سے بہتر ہیں جب شوہر حالت صحت میں مہر سے ابراء کی دعوی دار ہو اور ورثاء حالت مرض الموت میں ابراء کے دعوی دار ہوں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ورثاء کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر38: ورثاء کے گواہ شوہر کے گواہوں سے بہتر ہیں جب ورثاء حالت مرض الموت میں مہر کے ہبہ ہونے کے دعوی دار ہوں اور شوہر حالت صحت میں ہبہ ہونے کا دعوی کر رہے ہو۔

مسئلہ نمبر39: بیوی کے گواہ اس بات پر کہ میرا مہر غلام تھا معتبر ہیں شوہر کے گواہوں سے کہ تیری مہر لونڈی ہے اور اسی حال میں کہ وہ لونڈی اس عورت کی ماں ہو۔

مسئلہ نمبر40: شوہر کے گواہ اس بات پر کہ میری بیوی نے مجھے مہر معاف کیا تھا معتبر ہیں بیوی کے گواہوں سے کہ یہ تو اب تک میری مہر کا اقرار کر رہا تھا اسی طرح حکم قرضے کا بھی ہے۔

مسئلہ36: "بینۃ المرأۃ علی زیادۃ مہر ھااولی من بینۃ الزوج علی نقصانہ"۔(1)

مسئلۃ37: "ادعی النکاح بعد وفاتھاانھاکانت ابرأتہ من الصداق حال صحتھا واقام بینۃ واقام الورثۃ بینۃ انھاابراتہ فی مرض موتھافبینۃ الصحۃ اولیٰ وقیل بینۃ الوارث اولیٰ"۔(2)

مسئلہ 38: "بینۃ المرأۃ علی ھبۃ مھرھافی المرض اولیٰ من بینۃ الزوج علی ھبتھاالمھر فی الصحۃ"۔(3)

مسئلہ 39: "ولوقالت المراۃ تزوجتنی علی عبدک ھذا،وقال الزوج تزوجتک علی امتی ھذاوھی ام المراۃ ،واقام البینۃ،فالبینۃ بینۃ المرأۃ"(4)

مسئلہ 40: "الزوج فی ابراء المھراولیٰ من بینۃ المرأۃ ان زوجھاکان مقراالی یومنا ھذ وکذافی الدین"۔(5)

1: ترجیح البینات ،کتاب النکاح ص 40

2: قینۃ النیۃ ،کتاب الشھادات ،ص 196

3: فتاوی عمادی ،کتاب النکاح ص 87

4: ترجیح البینات، کتاب المھر،ص 3 6

5: ترجیح البینات ،کتاب المھر ص 36

مسئلہ نمبر41: بیوی کے گواہ کہ میں نے مہر معاف کیا تھا کسی شرط کی بناء پر معتبر ہیں شوہر کے گواہوں سے کہ تم نے بغیر کسی شرط کے مہر معاف کیا تھا اور بعض علماء کہتے ہیں کہ شوہر کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر42: مدعی نے گواہ پیش کئے کہ زید نے اپنا غلام مجھے کسی عورض کے بدلے دیا تھا یا ہبہ کیا تھا اور زید کی بیوی گواہوں سے ثابت کریں کہ وہ غلام میری شوہر نے مجھے مہر میں دیا تھا۔ تو امام ابو یوسفؒ {1} کے نزدیک غلام مدعی اور زید کے بیوی کے درمیان مشترک ہو جائیگا اور زید کے ذمے غلام کا آدھا قیمت لازم ہو گا تا کہ مہر پورا ہو جائے اور امام محمدؒ کے نزدیک غلام مدعی کا ہو جائے گا اور بیوی کیلئے زید کے ذمے غلام کا پورا قیمت لازم ہو گا۔

مسئلہ نمبر43: کسی عورت نے دعوی کیا کہ میری فوت شدہ شوہر نے فلاں سال رجب کے مہینے میں مجھ سے نکاح کیا تھا تو اس کے ترکے میں سے اپنا مہر لینا چاہتا ہوں۔ اور ورثاء گواہ قائم کریں کہ وہ اسی سال کے صفر کے مہینے میں فوت ہوا تھا تو یہ گواہی قبول نہیں اور زید کے ترکہ میں اس عورت کیلئے مہر ثابت ہے۔

مسئلہ نمبر44: میاں بیوی کا اختلاف کسی ایسی چیز کے بارے میں جس کا استعمال دونوں کر سکتا ہو تو شوہر کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر45: شوہر کے گواہ کہ جو کپڑا میں نے اپنی بیوی کو بھیج دیا تھا وہ جوڑا تھا یا مہر میں تھا معتبر ہیں بیوی کے گواہوں سے کہ وہ جوڑا تعلق کے طور یا بطور تحفہ تھا۔

{1} شامی اور بحر میں ذکر ہے کہ مہر کی گواہ بہتر صدقہ کی گواہوں سے۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ41: "ولوادعت المراءة البراءة عن المهر بشرط،وادعاهاالزوج مطلقاواقاماالبينة فبينة المرأة اولىٰ وقيل:بينة الزوج اولىٰ"۔(1)

مسئلہ42: "ادعى عبدامثلافى يدرجل انه وهبه له اوتصدق به عليه وقبضه وادعت المراءة ان ذاليدتزوجهاعلى ذالک العبدوقبضته وبرهنا"۔ يحكم ابويوسفؒ بالعبدبينهمانصفين وللمرأة بنصف قيمة ايضاعلى الزوج تتميما للمهر،وعندمحمدؒ،يحكم بالعبد لمدعى الشراء وللمرأة بجميع قيمته على الزوج"۔(2)

مسئلہ43: "ادعت امراءة انه تزوجهافى رجب سنة كذاوتدعى المهر فى تركته ،فبرهن ورثة ان مؤرثنامات فى صفر تلک السنة ،لاتقبل ويثبت النكاح والمهرمن تركته"۔(3)

مسئلہ44: "وان كان المتاع مشكلابكونه للرجال والنساء جميعايقضى للزوج"۔(4)

مسئلہ 45: "بينة الزوج ان يكون ثوبه المبعوث الى امراءته مهرااوكسوة الى من بينتهاعلى كونه صلة اوهدية لهاوفى الخلاصة بينة المراءة اولىٰ"۔(5)

1: ترجيح البينات ،كتاب النكاح ص 41
2: ترجيح البينات ص 42
3: ترجيح البينات ص 44
4: ترجيح البينات ص 40
5: فتاوى قاضى خان ،كتاب النكاح باب النفقة جلدنمبر ص 371

فصل سوم

(طلاق کے مسائل)

فصل سوم:

طلاق کے مسائل

مسئلہ نمبر46: زید کے ورثاء کی گواہی اس بات پر کہ زید نے اپنی بیوی کو صحت کی حالت میں طلاق دی تھی معتبر ہیں بیوی کے گواہوں سے کہ وہ طلاق دینے کے وقت مرض الموت میں بیمار تھااور وہ میری عدت میں وفات پاچکاہے جب دونوں کی تاریخ برابر ہوں۔

مسئلہ نمبر47: طلاق کے گواہ نکاح کے گواہوں سے معتبر ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نکاح کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر48: بیوی کے گواہ کہ خلع کے وقت میرا شوہر عاقل اور ہوشیار تھا بہتر ہیں شوہر کے ورثاء کے گواہوں سے کہ مجنون تھااور یہ حکم تب ہے جب شوہر مقدمے کے وقت مجنون ہو۔

مسئلہ نمبر49" زید کے بیٹے کے گواہ اس بات پر کہ یہ عورت میری باپ کی منکوحہ نہیں تھی۔اب دوبارہ گواہ قائم کرناچاہتاہے کہ یہ عورت میری باپ کی مطلقہ منکوحہ تھی لیکن میرے باپ کے موت سے پہلے اس کی عدت ختم ہوچکی تھی اور عورت گواہان کھڑی کردے کہ میں مرض الموت میں اسکی منکوحہ تھی۔تو یہ گواہی قبول نہیں۔

مسئلہ 46: "بینۃ الورثۃ علی تطلیقۃ فی الصحۃ اولیٰ من بینۃ علی تطلیقۃ فی المرض موتہ فی العدۃ عند استواء التاریخ"۔(1)
"بینۃ الخلع اولی من بینۃ النکاح ولوادعت النکاح فی الحال "

مسئلہ 47:" بینۃ النکاح اولیٰ من بینۃ الطلاق وقیل العکس"۔(2)

مسئلہ48: "بینۃ المراۃ علی خلع زوجھااولیٰ من بینۃ ولی الزوج علی کونہ مجنوناوقت الخلع فیمااذاکان الزوج مجنوناعندالخصومۃ"۔(3)

مسئلہ49: "امراۃ ادعت علی ولدمیت انھاکانت امراءۃ ابیہ ،مات وھی فی نکاحہ وطلبت المیرث فجحدالابن،فاقامت البینۃ ،ثم ان الابن اقام البینۃ ان اباہ کان طلقھاثلاثا ،وانقضت عدتھاقبل موتہ ،تقبل بینۃ الابن فی الصحیح"۔(4)

1: فتاوی بزازیہ ج: 2 ص: 143

2: جامع الفصولین الفصل العاشر ،ج1،ص، 143

3: ترجیح البینات ،کتاب الشھادات ص 146

4: دررالحکام شرح غررالاحکا،کتاب الشھادات ج1 ص 384

مسئلہ نمبر 50: شوہر نے بیوی کی طلاق کو شراب پینے کی شرط پر مشروط کر دی۔ اب بیوی گواہ پیش کرتی ہے کہ وہ شرط موجود ہو چکا ہے اور شوہر گواہ پیش کرتا ہے میں نے اس کی اجازت سے شراب پی لیا ہے تو بیوی کی گواہی بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر 51: عورت کے کے گواہ کہ میں اس کی بیوی تھی اس کی فوت ہونے تک بہتر ہیں ورثاء کے گواہوں سے کہ تم اس کے موت سے چھ ماہ پہلے اس پر حرام ہو چکی تھی۔

مسئلہ 50: "لوقال لامراتہ ان شربت مسکراًبغیر اذنک فامرک بیدک،فاقامت بینۃ علی وجودالشرط،واقام الزوج بینۃ انہ کان باذنھافبینۃ المراءۃ اولیٰ"۔(1)

مسئلہ 51: "مات عن زوجۃ واولادمن زوجۃ اخری اودعی الاولاد انھا کانت حراماقبل موتہ بستہ اشھر،واقاموبینۃ واقامت المراۃ بینۃ انھاکانت حلالا وقت الموت، فشھودالمراءۃ اولیٰ"۔(2)

1: قنیۃ المنیۃ،کتاب الشھادۃ،باب البینتین المتضادین، ص 197

2: ترجیح البینات ،کتاب الطلاق، ص 50

فصل چہارم

(نفقہ کے مسائل)

فصل چہارم:

نفقہ کے مسائل

مسئلہ نمبر 52: بیوی کے گواہ مقررہ نفقہ کے اندازہ میں مقررہ مدت میں جو گزر چکی ہو قاضی کے نفقہ مقرر کرنے کے بعد معتبر ہیں شوہر کے گواہوں سے اور اگر گواہ نہیں تھے تو پھر شوہر کی بات معتبر ہے۔

مسئلہ نمبر 53: بیوی اپنے شوہر سے نفقہ طلب کرتی ہو اور اس کے مالدار ہونے پر گواہ پیش کرتی ہو تو یہ گواہی بہتر ہیں زید کے گواہوں سے اپنے غریب ہونے پر۔

مسئلہ نمبر 54: بیٹے کے غائب ہونے کے حالت میں باپ نے اس کا مال خرچ کیا۔ اب باپ گواہان کھڑا کریں کہ میں اس وقت غریب تھا اور بیٹا گواہان کھڑا کریں کہ وہ مالدار تھا تو بیٹے کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 55: ایک معذور شخص زید سے نفقہ طلب کرتا ہے اور گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے اور زید گواہ پیش کرتا ہے کہ اس کا باپ بکر ہے اور بکر انکار کرلے، تو معذور شخص کی گواہ معتبر ہیں۔ قاضی زید کے ذمے نفقہ کا حکم کرے گا اور نسب بھی زید سے ثابت ہوگا۔

مسئلہ52: "ولواختلف الزوجان بعدفرض النفقۃ فی مقدار المفروض اوفی الزمان بعدفرض القاضی ۔کان القول قول الزوج، وان اقاما البینۃ فبینۃ المراءۃ اولیٰ"۔(1)

مسئلہ53: "اذاادعی الزوج الاعسار کان القول قولہ وعلیہ نفقۃ المعسرین الااذاقامت المراءۃ بینۃ علی انہ مؤسر ،فانہ یقضی علیہ نفقۃ الموسرین، وان اقاما البینۃ فبینۃ المراءۃ اولیٰ"۔(2)

مسئلہ54: "اذاانفق مال ولدہ الغائب علی نفسہ فحضرالابن،وادعی ان الاب کان مؤسراوقت الانفاق وانکرالاب واقاما البینۃ علی دعواھماکانت البینۃ بینۃ الابن"۔(3

مسئلہ55: "رجلٌ زَمِنٌ ادعی علی رجل انہ ابوہ،وطلب ان یفرض لہ القاضی النفقۃ علیہ:فانکرذالک الرجل ،فاقام الزَمِن البینۃ علی ماادعی واقام المدعی علیہ البینۃ علی رجل آخر انہ ابوالزمن ،وذالک الرجل ینکر،فالبنیۃ ،بینۃ الزمن ،ویثبت نسبہ من الذی اقام علیہ البینۃ ابوہ ویفرض لہ علیہ النفقۃ"۔(4)

1: فتاوی قاضی خان،کتاب النکاح باب النفقۃ ج1 ص 387

2: ترجیح البینات ،باب النفقۃ ص 55

3: فتاوی قاضی خان ،کتاب النکاح ،باب النفقۃ ،فصل فی نفقۃ الوالدین وذوی الارحام،ج1 ص 389

4: فتاوی قاضی خان ۔کتاب الدعوٰ ،باب فی یبطل الدعوی۔جلد2 س 407

(رضاعت کا مسئلہ)

فصل پنجم:

رضاعت کا مسئلہ

مسئلہ نمبر56: دایہ کے گواہ کہ میں نے اس بچے کو اپنی دودھ پلائی ہے بہتر ہیں بچے کے ورثاء کے گواہوں سے کہ تم نے اس بچے کو بکری کی دودھ پلائی ہے۔اسی صورت میں پہلے طے ہو چکا ہو کہ یہ بچے کو دودھ پلائے گی۔

مسئلہ56: "بینۃ الظئرعلی ارضاع الصبی بنفسھااولی من بینۃ اھل الصبی علی الارضاع بلبن الشاۃ فیمااذاشرطت الارضاع بنفھا"۔(1)

1: جامع الفصولین ،الفصل الثانی عشر ،فصل فی الشھادۃ علی النفی، ج1 ص 174

باب سوم

(بیوع کے مسائل)

فصل اول: غلام آزاد کرنے کے مسائل

فصل دوم: وقف کے مسائل

فصل سوم: بیع کے مسائل

فصل چہارم: سلم کے مسائل

فصل پنجم: اجارہ کے مسائل

فصل ششم: ہبہ کے مسائل

فصل ہفتم: عاریت اور امانت کے مسائل

فصل اول

غلام آزاد کرنے کے مسائل

فصل اول:

غلام آزاد کرنے کے مسائل

مسئلہ نمبر 57: میت کے ورثاء کہ یہ غلام میت کے فوت ہونے تک اس کا ملکیت تھا۔(پھر مجھے وارثت میں مل گیا ہے) معتبر ہیں غلام کے گواہوں سے کہ میں نے کسی اور کی ملکیت میں تھا اور اس نے مجھے آزاد کیا ہے۔

مسئلہ نمبر 58: مولیٰ اور مکاتب بدل کتاب میں مختلف ہو گئے تو مکاتب کے گواہوں سے مولیٰ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 59: کسی نے دعوی کیا کہ میں فلاں کا آزاد کردہ غلام ہوں اور قاضی نے اسے آزاد قرار دے دیا۔ اب ایک شخص گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ میر غلام ہے تو گواہی قبول نہیں۔

مسئلہ نمبر 60: دو افراد نے کسی میت کے وارث ہونے کا دعوی کیا اور دونوں نے گواہ کھڑے کئے کہ وہ میرا آزاد کردہ غلام تھا تو دونوں کیلئے وِلاء اور ورثے کا حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر 61: صاحب قبضہ کے گواہ بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے اگر دونوں ملکیت کے ساتھ فعل کا دعوی کر رہے کہ یہ میر غلام ہے میں نے آزاد کیا ہے یا میں نے مدبر کیا ہے۔

مسئلہ 57: "لوادعی الورثۃ علی غلام انک کنت ملک ابینا الی یوم الموت ،ونحن الوارثون فاقام العبد بینۃ انی کنت عبد فلان واعتقنی فبینۃ الورثۃ اولیٰ"۔(1)

مسئلہ58: "بینۃ المولیٰ اولیٰ من بینۃ المکاتب اذااختلفافی قدربدل الکتابہ"(2)

مسئلہ59: "ثم اذاادعی انی کنت عبدفلاں ،واعتقنی وقضی القاضی بہ ثم اقام الاخرالبینۃ انک عبدی ،لاتقبل"۔(3)

مسئہ 60: "ادعیاولاء میت وبرھن کل منہماانہ اعتقہ یقضی بالولاء والمیرث لھما"۔(4)

مسئلہ 61: "بینۃ ذی الیداولیٰ من الخارج اذاادعیامع الملک فعلاکمااذاادعیافی عبدالملک والعتق والتدبیر"۔(5)

1: ترجیح البینات ،کتاب العتاق ص 60

2: الدررالحکام شرح غررالاحکام ۔باب التخالف ج2 ص 341

3: ترجیح البینات،کتاب العتاق ص 61

4: الدررالاحکام شرح غررالاحکام،کتاب الولاء ،ج 2 ص 36

5: ترجیح البینات،کتاب الدعوی ص 217

مسئلہ نمبر62: مدعی غیر قابض اور صاحب قبضہ دونوں کے گواہ برابر ہیں اگر دونوں کسی غلام کے مکاتب کرنے کا دعوی کریں کیونکہ (معنی) دونوں غیر قابض ہیں۔اسی سبب سے کہ مکاتب پر کسی کا قبضہ نہیں۔

مسئلہ نمبر63: جو شخص کسی غلام کے مدبر یا آزاد ہونے کا دعوی کر رہے ہوں کے گواہ بہتر ہیں اس شخص کے گواہوں سے جو مکاتب ہونے کا دعوی دار ہو۔ برابر بات ہے کہ مدعی صاحب قبضہ ہو کہ نہ ہو۔

مسئلہ نمبر64: غلام کے گواہ کہ میں حرالاصل ہوں معتبر ہیں مولی کے گواہوں سے کہ تم میرے غلام ہو۔

مسئلہ نمبر65: غلام کے آزاد کرانے کے یا مدبر کرنے گھریلو پیدائش کے دعوی کے ساتھ بہتر ہیں اس کے گواہوں سے جو صرف نتاج پر گواہ پیش کرتا ہو۔

مسئلہ نمبر66: غلام یالونڈی کے آزاد کرانے کے گواہ گھریلو پیدائش کے ساتھ بہتر ہیں ان گواہوں سے جو غلام یالونڈی کے مدبر کرنے استیلاد یا نتاج کے دعوی دار ہوں۔

مسئلہ 62: "اذاقال کل واحد هوعبدی کاتبتہ فهماسوآء لانهماخارجان اذلایدعلی المکاتب"۔(1)

مسئلہ 63: "ولوقال احدهماعبدی کاتبتہ،وقال الاخر دبرتہ اواعتقتہ فهذااولیٰ"۔(2)

مسئلہ 64: "بینۃ العبدعلی انہ حرالاصل اولیٰ من بینۃ مولاہ علی انہ عبدہ"۔(3)

مسئلہ 65: "بینۃ العتق والتدبیروالاستیلاء مع النتاج اولیٰ من بینۃ النتاج وحدہ"۔(4)

مسئلہ 66: "وکذابینۃ العتق مع النتاج ،اولیٰ من بینۃ التدبیر اولاستیلاد مع النتاج"۔(5)

1: ترجیح البینات،کتاب الدعوی ص 217

2: ترجیح البینات،کتاب الدعوی ص 217

3: ترجیح البینات ،کتاب الدعوی ص 217

4: ترجیح البینات، کتاب الدعوی ص 232

5: ترجیح البینات ،کتاب الدعوی ص 232

مسئلہ نمبر 67: غلام کے مدبر کرنے یا آزاد کرنے کے گواہ بہتر ہیں اس کے مکاتب ہونے کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر 68: جس کی قبضہ میں لونڈی ہے وہ گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ میری لونڈی ہے اور میں نے اسے مدبر کیا ہے۔(یعنی تم میرے موت کے بعد آزاد ہو) اور میں اس کا مالک ہو۔دوسرا مدعی گواہ پیش کرتا ہے کہ اسی لونڈی نے میرے بچے کو جنم دیا ہے اور میں اس کا مالک ہو۔اور کسی تیسرے مدعی نے بھی اسی طرح کے گواہ کھڑے کئے تو لونڈی صاحب قبضہ کیلئے ہے۔

مسئلہ نمبر 69: آزاد کردہ لونڈی کے گواہ کہ یہ میرا بچہ ہے جو میرے آزاد ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے معتبر ہیں مولی کے گواہوں سے کہ یہ غلام ہے تیرے آزاد ہونے سے پہلے پیدا ہوا ہے،اور اسی طرح حکم مکاتب ہونے میں بھی ہے۔

مسئلہ نمبر 70: صاحب قبضۃ کے گواہ کہ یہ غلام میری ملکیت میں تھا اور میں نے آزاد کیا ہے بہتر ہیں خارج کے گواہوں سے کہ یہ میری ملکیت ہے۔

مسئلہ 67: "وبینۃ التدبیراولیٰ من بینۃ الکتابۃ"۔(1)

مسئلہ 68: "امۃ فی یدرجل ،اقام البینۃ انہ دبرھاوھویملکھا،واقام أخرالبینۃ انھاولدت منہ وھوکان یملکھا،واقام أخرعلی مثل ذالک ،فھی للذی فی یدہ"۔(2)

مسئلہ 69: "رجل اعتق امتہ ثم خاصمت مولاھاولھاولدوقالت للمولیٰ:اعتقنی قبل الولادۃ،والولدحر،وقال المولیٰ لابل ولدتہ قبل الاعتاق والولد رقیق"۔(3)

مسئلہ 70: "ولوادعی قنافی یدأخر،فقال ذوالیدھوملکی وحررتہ واقام البینۃ فبینۃ ذی الیداولیٰ بالاتفاق"۔(4)

1: ترجیح البینات ،کتاب الدعوی ص 232

2: ترجیح البینات ،کتاب العتاق ص 65

3: ترجیح البینات،کتاب العتاق ص 63

4: ترجیح البینات،کتاب العتاق ص 61

مسئلہ نمبر 71: غلام کے گواہ کہ میں فلاں کا آزاد کردہ غلام ہوں، بہتر ہیں اس شخص کے گواہوں سے جس کے قبضے میں غلام ہے اور گواہ پیش کرتا ہو کہ یہ فلاں غائب شخص کی ملکیت ہے اور میرے ساتھ بطور امانت چھوڑ دیا ہے۔ اور اگر بعد میں وہ فلاں شخص غائب آگیا اور گواہ پیش کئے کہ اس غلام کو میں نے اس کے ساتھ بطور امانت چھوڑ دیا تھا تو یہ گواہی قبول نہیں۔

مسئلہ نمبر 72: بیٹی کے گواہ کہ میرا باپ حرالاصل تھا بہتر ہے مدعی کے گواہوں سے کہ وہ میرا غلام تھا میں نے آزاد کیا تھا لہذا ورثے کا حقدار میں ہوں۔

مسئلہ نمبر 73: کسی عورت کے گواہ کہ مجھے مدبر کرتے وقت میرا مولی عقل منداور ہوشیار تھا معتبر ہیں مولی کے ورثاء کے گواہوں سے کہ اس کا عقل اسی وقت صحیح نہیں تھا یعنی مجنون تھا۔

مسئلہ نمبر 74: دو افراد نے دعوی کیا اور گواہ پیش کئے کہ زید میرا غلام تھا اور میں نے آزاد کیا تھا تو زید کا ورثہ اور ولاءٔ دونوں کیلئے ثابت ہوگا۔

مسئلہ 71: "اذااقام عبد البینۃ علی الذی فی یدیہ ان فلانااعتقہ وھویملکہ،واقام الذی فی یدیہ البینۃ انہ لفلان الغائب اودعہ عندہ،فانہ یقضی بالعتق فان قدم فلان الغائب واقام البینۃ انہ عبدہ لاتقبل بینۃ"(1)

مسئلہ 72: "رجلامات وترک عبداوبنتا،فاقام البینۃ انہ کان عبدہ ،فاعتقہ وان الامۃ لہ واقامت البنت البینۃ انہ کان حرالاصل،ذکر فی ولاء الاصل ان البینۃ بینۃ البنت"۔(2)

مسئلہ 73: "امۃ اقامت بینۃ ان مولاھا دبرھا فی مرض موتہ وھوعاقل،واقامت الورثۃ بینۃ انہ کان مخلوط العقل فبینۃ الامۃ اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 74: "اذادعی شخصان ولاء میت وبرھن کل واحدمنھماانہ اعتقہ یقضی بالولاء والمیراث لھما"۔(4)

1: ترجیح البینات،کتاب العتاق ص 62

2: قاضی خان ،کتاب الدعوی، فیمایبطل الدعوی، ج2 ص 418

3: ترجیح البینات،کتاب العتاق ص 65

4: ترجیح البینات ،کتاب العتاق،ص 67

مسئلہ نمبر75: مدعی کے گواہ کہ یہ غلام میرا ہے میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ میرا غلام ہے اور میں نے آزاد کیا ہے اسی حال میں کہ اس کا مالک میں تھا۔

مسئلہ نمبر76: لونڈی کے گواہ کہ میں فلاں کا آزاد کردہ لونڈی ہوں بہتر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ اس کو میں نے فلاں سے بیع پر لی تھی، لیکن اگر اس کا قبضہ ایک بدیہی امر ہو تو پھر صاحب قبضہ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر77: لونڈی کے گواہ کہ میں فلاں کے آزادہ کردہ لونڈی ہوں بہتر ہیں مدعی کے گواہوں سے کہ یہ میری لونڈی ہے صاحب قبضہ نے مجھ سے غصب کی تھی۔

مسئلہ نمبر78: دو افراد نے دعوی کیا اور گواہ پیش کئے کہ یہ میرا آزاد کردہ غلام ہے تو جس کیلئے غلام نے اقرار کیا اس کے گواہ بہتر ہیں اور اگر غلام دونوں کا تکذیب کر رہا تھا تو غلام کے میراث میں دونوں برابر شریک ہونگے۔

مسئلہ نمبر79: مکاتب غلام اور مولیٰ مکاتبت کے صحیح اور فاسد ہونے میں مختلف ہو گئے تو فساد کے دعوی کرنے والے کے گواہ معتبر ہیں اور اگر اس کے گواہ نہ ہو تو صحت کے مدعی کا قول بہتر ہے۔

مسئلہ 75: "عبدفی یدرجل اقام البینۃ انہ عبدہ اعتقہ وھویملکہ ،واقم رجل البینۃ انہ عبدہ ولد فی ملکہ قالوا:الولادۃ اولیٰ"(1)

مسئلہ 76: "بینۃ الامۃ علی اعتاق رجل اولیٰ من بینۃ ذی الیدعلی شرائھامن الرجل الااذاکان فی یدالمشتری قبض معاین"۔(2)

مسئلہ 77: "لواقامت الجاریۃ البینۃ علی رجل انھاملکہ اعتقھاواقام الاخرالبینۃ لہ اعتصبھاالذی فی یدیہ کان العتق اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 78: "عبد فی ید رجل اقام الذی فی یدیہ البینۃ انہ اعتقہ ،وھویملکہ ،واقام الاخرالبینۃ انہ اعتقہ وھو یملکہ ،فان صدق العبد احدھمافبینۃ اولیٰ، وان کذبھاجمیعا،یقضی بولاتہ بینھمانصفین"۔(4)

مسئلہ 79: "ولواختلف المولیٰ مع المکاتب فی صحۃ الکتابۃ وفسادھافالقول لمن یدعی الصحۃ ،والبینۃ بینۃ من یدعی الفساد"۔(5)

1: فتاوی قاضی خان ،کتاب الدعوی۔ج 2 ص 324
2: خلاصۃ الفتاوی ،کتاب العتق ج 4 ص 453
3: فتاوی قاضی خان ،کتاب الدعوی،ج 2 ص 324
4: فتاوی قاضی خان ،کتاب الدعوی ،ج2 ص 323
5: ترجیح البینات، ص 68

مسئلہ نمبر 80:		دوافراد نے دعوی کیااور ہر ایک نے گواہ پیش کئے کہ میں نے اس غلام کو ایک ہزار روپے کے بدلے آزاد کیا تو اس میں غلام کی تصدیق کی ضرورت نہیں اور ولاء دونوں کیلئے ہو گا۔

مسئلہ نمبر 81:		غلام کے گواہ کہ اس نے مجھے آزاد کیا ہے بہتر ہیں مولی کے گواہوں سے کہ تم میرا غلام ہو۔

مسئلہ نمبر 82:		مولیٰ کے گواہ کہ اس نے مال آزاد ہونے سے پہلے حاصل کیا تھا، (تو یہ مال میرا ہے) بہتر ہیں غلام کے گواہوں سے کہ یہ مال میں نے آزاد ہونے کی حالت میں حاصل کی ہے (تو میرا ہے)۔

مسئلہ نمبر 83:		موالات کے ولاء کا دعوی کرنے والے کے گواہ بہتر ہیں موالات عتاق کے گواہوں سے (مثلاایک مدعی کہتا ہو کہ فلاں میت جس کا کوئی دوسرا وارث نہیں میں نے اس سے موالات یعنی دوستی کی تھی۔ لہذا میراث کا حقدار میں ہوں اور دوسرا مدعی دعوی کریں کہ وہ غلام تھا میں نے آزاز کیا تھا تو میراث میرا حق ہے تو موالات کے گواہی کرنے والے معتبر ہیں)۔

مسئلہ نمبر 84:		حریت کے گواہ بہتر ہیں غلامی کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر 85:		کسی بالغ لڑکے اور وہ چھوٹا لڑکا جو باتیں کر سکتا ہوں کے گواہ کہ میں آزاد ہوں معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ میرا غلام ہے۔

مسئلہ 80:	"بینۃ کل من المدعیین علی اعتقاق عبد بالف واقام البینۃ فلاحاجۃ الی تصدیق العبدوولاءہ لھما"۔(1)
مسئلہ 81:	"بینۃ العبدعلی اعتاق المولیٰ اولیٰ من بینۃ مولاہ علی رقہ "۔(2)
مسئلہ 82:	"بینۃ المولیٰ علی انہ یحصل المال حال رق العبد اولیٰ من بینۃ العبد علی انہ یحصل حال عتقہ"۔(3)
مسئلہ 83:	"بینۃ من یدعی ولاء الولاء اولیٰ من بینۃ من یدعی ولاء العتق"۔(4)
مسئلہ 84:	"بینۃ الحریۃ الاصلیۃ اولی من بینۃ الرق" 5)
مسئلہ 85:	"بینۃ الغلام البالغ اوالصغیرالممیزعلی حریتہ اولیٰ من بینۃ ذی الیدعلی انہ عبدہ"۔(6)

1: بزازیہ ،کتاب الدعوی،باب دعوی الرق والحریۃ ج2 ص 264
2: ترجیح البینات ،کتاب العتاق، ص 69
3: ترجیح البینات،کتاب العتاق، ص 67
4: ترجیح البینات،کتاب الدعوی ،ص 251
5: ترجیح البینات ،کتاب الدعوی ،ص 250
6: ترجیح البیانت،کتاب الدعوی ، ص 198

فصل دوم

(وقف کے مسائل)

فصل دوم:

وقف کے مسائل

مسئلہ نمبر 86: مدعی کے گواہ کہ یہ گھر زید نے مجھے وقف مطلق سے وقف کیا تھا بہتر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ گھر جس نے مجھ پر بیچ دیا تھا اس نے زید سے بیع پر لیا تھا۔اور اگر صاحب قبضہ نے تاریخ کا ذکر کیا اور یہ تاریخ وقف کی تاریخ سے مقدم تھا تو پھر صاحب قبضہ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 87: وقف بطناً بعد بطنٍ کے گواہ وقف مطلق کے گواہوں سے بہتر ہیں (مثلا بطنا بعد بطن کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بیٹوں کو کوئی چیز وقف کر دیں جو کہ بیٹوں کے بعد پوتوں اور پوتوں کے بعد پڑپوتوں وغیرہ تک وقف ہو)۔

مسئلہ نمبر 88: پہلے تاریخ ذکر کرنے والے کے گواہ کہ یہ گھر مجھے وقف کیا گیا ہے معتبر ہیں وقف کی متولی کے گواہوں سے کہ یہ گھر مسجد کو وقف ہے۔

مسئلہ 86: "ادعی علی رجل ان هذاالدارالتی فی یده وقف مطلق،وذوالیدادعی ان بائعی اشتراها من الواقف،واقام البینة ،فبینة الوقف اولیٰ ،ثم اذااثبت ذوالیدتاریخاسابقاعلی الوقف فبینة اولیٰ"۔(1)

مسئلہ 87: "ولوبرهن اولادالاخ ان الوقف مطلق علیک وعلینافبینة مدعی الوقف بطنابعدبطن اولیٰ"۔(2)

مسئلہ 88: "دارفی یده ،برهن أخرانهاوقف علیه ،وبرهن قیّم الوقف انهاللمسجدفان ارخافللسابق ،والافینهمانصفان"۔(3)

1: ترجیح البینات ،کتاب الوقف،ص 72

2: ترجیح البینات،کتاب الوقف ص 70

3: ترجیح البینات،کتاب الوقف ص 69

مسئلہ نمبر 89: وقف کے بابت میں قاضی نے جب فیصلہ صادر فرمایا تو یہ حکم سب لوگوں پر لاگو ہوگا۔ تو اگر کسی شخص کے مقبوضہ زمین پر وقف کے متولی نے گواہ کھڑا کیا کہ وقف کا زمین ہے اور قاضی نے صاحب قبضہ کے خلاف حکم کیا اس کے بعد اگر کوئی اور دعوی کر رہا ہو کہ یہ زمین میری ہے تو یہ گواہی قبول نہیں۔

مسئلہ نمبر 90: مدعی غیر قابض کے گواہ کہ یہ میری ملکیت ہے اور قاضی نے اس کیلئے حکم کیا اس کے بعد اگر متولی وقف، وقف پر گواہ قائم کرنا چاہتا ہوں تو یہ گواہی قبول نہیں۔ امام ابویوسفؒ کے نزدیک یہ گواہی قبول ہے۔ لیکن فتوی طرفین کی قول پر ہے۔

مسئلہ نمبر 91: وقف عام کے گواہ معتبر ہیں وقف خاص کے گواہوں سے۔

مسئلہ 89: "لوبرھن المتولی علی وقفیۃ ارض ،وحکم القاضی بوقفیتھاعلی ذی الید،ثم ادعی أخرانہ ملکہ لاتسمع دعواۃ"۔(1)

مسئلہ 90: "فلوبرھن المتولی بعدہ علی الوقف لاتسمع ،وعند ابی یوسفؒ تقبل بینۃ ذی الید علی الوقف ،ولاتقبل بینۃ الخارج وبقولھمایفتی"۔(2)

مسئلہ 91: "بینۃ الوقف علی الاولاد اولیٰ من بینۃ الوقف علی الابنآء"۔(3)

1: ترجیح البینات ،کتاب الوقف ،ص 70

2: ترجیح البینات،کتاب الوقف، ص 71

3: ترجیح البینات ،ص 68

فصل سوم

بیوع کے مسائل

فصل سوم:

بیوع کے مسائل

مسئلہ نمبر92: بائع اور مشتری میں کوئی ایک کسی شرط فاسد یا مدت فاسدہ کی وجہ سے بیع کے فاسد ہونے کا دعوی کر رہا ہو اور دوسرا صحت کا اور دونوں گواہ قائم کریں تو فساد کی بینہ کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ نمبر93: بیع فاسد ہونے کے دعوی دار کے گواہ بہتر ہیں اگر بائع اور مشتری میں سے ایک فساد اور دوسرا صحت کا دعوی دار ہوں۔

مسئلہ نمبر94: گواہ کہ یہ بیع فاسد ہو گئی ہے بہتر ہیں بیع کے صحیح ہونے کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر95: اس بات کے گواہ یہ بیع اجارہ یا یہ صلح زبردستی کی گئی ہے بہتر ہیں ان گواہوں سے جو رضامندی پر گواہی دے رہے ہو۔

مسئلہ نمبر96: بیعہ قطعی کے گواہوں سے بیع وفاء کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ 92: "اذاختلف المتبایعان،احدهمایدعی الصحۃ والاخر یدعی الفساد،اوشرطا شرطافاسدا او اجلافاسدا،کان القول قول مدعی الصحۃ والبینۃ بینۃ الفساد"۔(1)

مسئلہ 93: "بینۃ الفساداولیٰ من بینۃ الصحۃ فیمااذابرهن المتبایعان علی الصحۃ والفساد"۔(2)

مسئلہ 94: "بینۃ فسادالعقداولیٰ من بینۃ صحۃ العقد"۔(3)

مسئلہ 95: "بینۃ الاکراہ فی البیع والاجارۃ والصلح والاقراراولیٰ من بینۃ الطوع"۔(4)

مسئلہ 96: "بینۃ بیع الوفاء اولیٰ من بینۃ بیع البات"۔(5)

1: ترجیح البینات،کتاب البیع، ص 74

2: ترجیح البینات، کتاب البیوع، ص 97

3: مجمع الفتاویٰ کتاب الدعوی ،فصل فی البیع الفاسد، ص 115

4: الاشباہ والنظائر،کتاب القضاء، ص 184

5: قاضی خان ،کتاب البیوع ،فصل فی احکام البیع الفاسد،ج2 ص 53

مسئلہ نمبر97: رہن کے گواہوں سے بیع کے گواہ بہتر ہیں۔(مثلاً زید گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ چیز میں نے بکر سے خریدی ہے اور بکر گواہ پیش کریں کہ یہ میں نے زید کو بطور رہن دی ہے)تو زید کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر98: بائع کے گواہ کہ زید نے یہ چیز مجھے بخوشی بیچ دی تھی بہتر ہیں زید کے گواہوں سے کہ اس بیع میں مجھ پر جبر اور زبردستی کی گئی تھی اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جبر کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر99: قیمت کی بابت میں بائع کے گواہ بہتر ہیں۔اور مشتری کے گواہ بہتر ہیں جب دونوں مختلف ہو جائیں بائع کہتا ہوں کہ میں نے دو ہزار روپے میں ایک غلام تمھیں بیچ دیا ہے اور مشتری کہتا ہوں کہ نہیں تم نے ایک ہزار روپے کے بدلے دو غلام مجھے بیچے ہیں ۔(تو حکم کیا جائیگا کہ دو ہزار کے بدلے دو ہیں)۔

مسئلہ نمبر100: بیع کی قیمت میں غبن کے گواہ بہتر ہیں قیمت کے مناسب ہونے کے گواہوں سے۔

مسئلہ 97: "بینۃ البیع اولیٰ من بینۃ الرھن"۔(1)

مسئلہ 98: "بینۃ المشتری علی انہ باع بیعاصحیحااولیٰ من بینۃ البائع انہ باع مکرھاوقیل بینۃ الاکراہ اولیٰ"۔(2)

مسئلہ 99: "وان اختلف فیھمای الثمن والمبیع جمیعابان قال البائع بعت العبدالواحد بالفین وقال المشتری لابل بعت العبدین بالف فحجۃ البائع فی الثمن والمشتری فی المبیع اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 100: "ان بینۃ الغبن اولیٰ من بینۃ کون القیمۃ مثل الثمن"۔(4)

:1 فتاوی قاضی خان ،کتاب البیوع ،ج2 ص 44

:2 ترجیح البینات ،کتاب البیوع ص 103

:3 الدررالحکام شرح غررالاحکام ۔باب التحالف،ج،2 ۔ص 339

:4 الدررالحکام شرح غررالاحکام کتاب الشہادات، باب القبول و عدمہ،ج،2 ص 384

مسئلہ نمبر101:   مشتری کے گواہ بہتر ہیں بائع کے گواہوں سے اگر دونوں مختلف ہو جائیں مشتری کہتا ہو کہ میں نے تم سے یہ غلام اور یہ غلام ایک ہزار روپے میں خرید لئے ہیں اور بائع کہتا ہے کہ نہیں بلکہ میں نے تیرا یہ غلام ایک ہزار میں تمھیں بیچ دیا ہے۔

مسئلہ نمبر102:   وصی سے کوئی چیز خریدنے والے کے گواہ کہ یہ چیز میں نے وصی سے اس کے وصی ہونے کے حالت میں خرید لی ہے معتبر ہیں میت کے ورثاء کے گواہوں سے کہ یہ چیز تم نے ایسی حال میں خریدی جب وہ وصی ہونے سے معزول کیا گیا تھا۔اور بعض علماء کہتے ہیں کہ ورثاء کے گواہ بہتر ہیں،اور اسی طرح وکیل کے ذریعے طلاق اور عتاق کا مسئلہ بھی ہے۔

مسئلہ نمبر103:   بائع کے گواہ کہ میں نے اس لڑکے سے بلوغت کی حالت میں کسی چیز کی بیع کی تھی، معتبر ہیں اس لڑکے کے گواہوں سے کہ یہ اس نے مجھ سے میری حالت صغر میں بیع کیا تھا۔

مسئلہ نمبر104:   مشتری نے اقالہ پر گواہ قائم کئے اور بائع نے بیع پر تو اقالہ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ 101:   "بینۃ المشتری اولیٰ من بینۃ البائع اذاختلفافی البیع اذاقال المشتری اشتریت منک هذالعبدوهذالعبدبالف وقال البائع لابل بعت هذالبعد بالف"۔(1)

مسئلہ 102:   "بینۃ المشتری علی بیع الوصی حال وصایتہ اولیٰ من بینۃ الورثۃ علی بیعہ حال عزلہ،وقیل بینۃ الورثۃ اولیٰ وکذالطلاق والعتاق فی الوکیل بینۃ"۔(2)

مسئلہ 103:   "ولواقام البائع بینۃ انی بعتهافی صغری ،واقام المشتری بینۃ انک بعتهابعدالبلوغ ،فبینۃ المشتری اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 104:   "بینۃ المشتری علی الاقالۃ اولیٰ من بینۃ البائع علی البیع"۔(4)

1:    قاضی خان ،کتاب الدعوی ج2 ص:387

2:    قنیۃ المنیۃ ،کتاب الشهادات،باب فی البینتین المتضادین، ص 197

3:    ترجیح البینات، کتاب البیع ص 84

4:    ترجیح البینات،کتاب البیع ،ص 8

مسئلہ نمبر105: بائع کے گوہ کہ میں نے اپنی زمین بیچ دی تھی اسی حالت میں کہ میں چھوٹا بچہ تھا(لہذا بیع نہیں ہوا ہے) بہتر ہیں مشتری کے گواہوں سے کہ تم اسی وقت جوان تھے۔

مسئلہ نمبر106: بائع نے مدعی علیہ کے مقبوضہ کوئی چیز پر گواہ قائم کئے کہ یہ چیز میں نے اس کے باپ سے خریدی ہے یہ گواہ بہتر ہیں مدعی علیہ کے گواہوں سے کہ یہ چیز اس کی موت تک اس کی ملکیت میں تھی۔

مسئلہ نمبر107: اس بات کے گواہ کہ یہ شخص بیع کے دوران ٹھیک تھا اپنے ہوش و حواس میں تھا بہتر ہیں ان سے جو گواہی دیں کہ بیع کے وقت مجنون تھا اور وہ شخص ابھی ہوش و حواس میں کہتا ہو کہ میں اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا۔

مسئلہ نمبر108: خیار بیع کی مدت ختم ہونے کے بعد بائع اور مشتری بیع کے فسخ اور صحیح ہونے میں مختلف ہوگئے اور دونوں نے گواہ پیش کئے تو فسخ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر109: بائع اور مشتری خیار بیع کے مدت کے اندر مختلف ہو گئے بیع کے صحیح اور فاسد ہونے میں اور دونوں کیلئے خیار ہو تو صحت پر گواہی کرنے والے کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ 105: "لوادعی علیہ ارضاواقام البینۃ،فقال المدعی علیہ انی اشتریتھامنک،فقال المدعی نعم،ولکن کنت صبیا،وقال المدعی علیہ بل کنت بالغا واقام البینۃ ،فبینۃ مدعی الصبی اولیٰ"۔(1)

مسئلہ 106: "ادعی انی اشتریتہ من ابیک،وبرھن ذوالیدانہ ملک ابیہ الی موتہ فبینۃ الشرآء اولیٰ"۔(2)

مسئلہ:107: "بینۃ الاقامۃ وقت البیع اولیٰ من بینۃ الجنون اذاانکرالمفیق الافاقۃ وقت البیع"۔(3)

مسئلہ 108: "وان اختلفابعدمضی المدۃ ،فالقول لمدعی الاجارۃ والبینۃ بینۃ الاخر"۔(4)

مسئلہ 109: "ولوکان الخیارلھما،واختلفافی النقض والاجارۃ فی المدۃ فالقول لمدعی النقض والبینۃ للاخر"۔(5)

1: ترجیح البینات،کتاب البیع ص 103

2: جامع الفصولین،الفصل العاشر فی التناقض فی الدعوی ج1 ص 143

3: ترجیح البینات،کتاب البیع ص 104

4: ترجیح البینات،کتاب البیع،ص 126

5: ترجیح البینات، ص 126

مسئلہ نمبر110: جس کیلئے خیار نہ ہواس کے گواہ بہتر ہیں اس سے جس کیلئے خیار ہواسی صورت میں کہ جب دونوں خیار کی مدت کے اندر بیع کی صحت اور فساد پر گواہ قائم کریں۔

مسئلہ نمبر111: زید کے گواہ کہ یہ چیز میں نے بکر سے قیمتاً خریدی ہے، معتبر ہیں خالد کے گواہوں سے کہ یہ چیز بکر نے مجھے ہبہ کی ہے اگر دونوں نے تاریخ ذکر نہیں کیا یا دونوں نے ایک تاریخ ذکر ہے۔اور اگر ایک نے تاریخ ذکر نہیں کیا تو تاریخ ذکر کرنے والا بہتر ہے۔اور اگر دونوں نے مختلف تاریخ ذکر کیا تو پہلے تاریخ والے کے گواہ بہتر ہیں۔اور اگر اسی مسئلے میں ہبہ کے بجائے صدقہ کا دعوی کیا گیا تو اس کا حکم بھی یہی ہے اور اگر دونوں نے ہبہ کا دعوی کیا تو اس کا حکم اس طرح ہے جیسا کہ دونوں قیمتاً خریدنے کا دعوی کریں۔

مسئلہ نمبر112: بائع کے گواہ کہ مبیعہ مشتری کے ہاں ہلاک ہو چکی ہے، بہتر ہیں مشتری کے گواہوں سے کہ مبیعہ بائع کے ہاں ہلاک ہو چکی ہے۔اور اسی طرح حکم ہے استھلاک میں ہے۔

مسئلہ 110: "ولوکان الخیار لاحدھما،واختلفافی الاجازۃ والنقض فی المدۃ فالقول لمن لہ الخیارسوآء ادعی الفسخ اوالاجارۃ،والبینۃ بینۃ الاخر"۔(1)

مسئلہ 111: "لوادعی احدھماھبۃ وقبضامن زید،وادعی الاخرشراءہ من زید،ولم یورخااوارخاسوآء فالشراء اولیٰ،ولوکان العین بیدھما،فھو بینھما، الا ان یؤرخاواحدھمااقدم فھوللاقدم ،والصدقۃ مع الشرآء کالھبۃ مع الشرآء،ولواجتمعت الھبتان فحکمھاحکم ماذااجتمع الشراآن"۔(2)

مسئلہ 112: "اقام البینۃ ان المبیع ھلک فی یدالمشتری واقام المشتری البینۃ انہ ھلک فی یدالبائع ،فالقول للمشتری والبینۃ للبائع ،وکذالواختلفا فی استھلاکہ ای یکون القول للمشتری والبینۃ للبائع"۔(3)

1: ترجیح البینات، کتاب البیع ،ص 126

2: ترجیح البینات،کتاب الھبۃ،ص 148

3: ترجیح البینات ،کتاب البیع ص 125

مسئلہ نمبر113: بائع کے گواہ کہ ہلاک شدہ غلام کی قیمت قبض کرنے کی دن اتنی تھی اور مشتری کہتا ہوں کہ نہیں اتنی تو بائع کے گواہ بہتر ہیں۔[1]

مسئلہ نمبر114: بائع کے معتوہ ہونے کے گواہ بہتر ہیں اس کے عقلمند اور ہوشیار ثابت کرنے کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر115: ایک بالغ کے گواہ کہ میری انگور کی باغ جو میری وصی نے فلاں شخص پر بیچ دیا لیکن اس بیع میں غبن ہے (یعنی قیمت کم لگایا ہے) بہتر ہیں مشتری کے گواہوں سے کہ اس باغ کی قیمت اس وقت میں وصی کے قیمت کے مطابق تھا۔

---

[1] حاشیہ:۔ مثلاً زید نے بکر سے دو غلام خرید لئے تھے اور پیسے نہیں دیئے تھے اور قبضہ کرنے سے پہلے ان میں ایک ہلاک ہو گیا زید کے ساتھ۔ تو دونوں قیمت میں مختلف ہو گئے۔ تو امام محمدؒ کے قول پر دونوں قسم اٹھائینگے۔ اور قسم کے دونوں کے بیع فسخ ہو جائے گی۔ تو زید بکر کو موجودہ غلام جو زندہ ہے واپس کرے گا اور ہلاک شدہ کی قیمت بھی زید کو دے گا۔ لیکن دیکھا جائے گا کہ قبضہ کے وقت دونوں کی قیمت کتنی تھی۔ اگر دونوں اسی قیمت میں مختلف ہو گئے تو موجودہ غلام کی قیمت میں تو غلام واپس ہو گیا لیکن جو غلام ہلاک ہوا ہے۔ اب زید کہتا ہو کہ ہلاک شدہ غلام کی قیمت قبضہ کی دن پانچ سو تھی اور موجودہ غلام کی ایک ہزار اور بکر اس کے برعکس دعوی کر رہا ہو تو زید کی قول قسم کے ساتھ معتبر ہیں اور گواہ بھی زید کے معتبر ہیں۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ 113: "بینۃ البائع علی ان تکون قیمۃ الھالک فی الانقسام یوم القبض اولیٰ من بینۃ المشتری"۔(1)

مسئلہ 114: "کون البائع معتوھا اولیٰ من بینۃ کونہ عاقلا"۔

مسئلہ 115: "وصی باع کرم الصغیر، وبلغ الصغیر، وادعی غبنا، واقام بینۃ علی الذی ادعاہ، واقام المشتری البینۃ ان قیمۃ الکرم فی ذالک الوقت مثل الثمن: فبینۃ الغبن اولیٰ"۔

1: الحلبی، محمدبن ابراھیم المتوفی 956ھ ملتقی البحر، دارالبیروتی، دمشق شام، الطبقۃ الثانیہ 2005ء کتاب الدعوی باب التحالف، ص: 480

2: ترجیح البینات، کتاب الدعوی، ص 193

3: ترجیح البینات، کتاب البیع، ص 83

مسئلہ نمبر116:	مشتری کے گواہ کہ گھر خریدنے کے وقت بائع بلکل ہوشیار اور ٹھیک تھا بہتر ہیں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بائع کے گواہوں سے کہ میں اس وقت مجنون تھا۔

مسئلہ نمبر117:	صاحب قبضہ کے گواہ کہ یہ چیز میں نے مدعی غیر قابض سے خرید لی تھی بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ یہ میری ملکیت ہے۔

مسئلہ نمبر118:	بیع کے گواہ رہن کے گواہوں سے معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر119:	صاحب قبضہ کے گواہ کہ یہ گھر میں نے ربیع الاول میں فلاں پر ایک ہزار روپے کے عوض بیچ دیا تھا بہتر ہیں اس شخص کے گواہوں سے کہ یہ گھر میں نے جمادی الاول میں صاحب قبضہ کو پانچ سو روپے میں بطور رہن دیا تھا۔ یہ حکم شیخین کے نزدیک ہے اور امام محمدؒ کے ہاں رہن کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ 116:	"وعن ابی یوسفؒ ،ادعی شراء الدارمنہ ،فشھدشاھدان انہ کان مجنوناعند ماباعھا،وأخرٰن انہ کان عاقلا،فبینۃ العقل وصحۃ البیع اولیٰ"۔(1)

مسئلہ 117:	"وان اقام الخارج البینۃ علی الملک المطلق وصاحب الید البینۃ علی الشراء منہ کان صاحب الیداولیٰ"۔(2)

مسئلہ 118:	"بینۃ من یدعی شراء شی من رجل اولیٰ من بینۃ من یدعی رھنہ عندہ من ھذالرجل"۔(3)

مسئلہ 119:	"اذاقام ذوالیدالبینۃ علی بیع دارہ من فلان بالف فی ربیع ،واقام فلان البینۃ انہ ارتھنھامنہ بخمسانۃ فی جمادی :فبینۃ البیع اولیٰ عندھما، وقال محمدؒ بینۃ الرھن اولیٰ"۔(4)

1:	(ترجیح البینات،کتاب البیع ، ص 104)

2:	المرغینانی،برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکرالفرغانی المتوفی 593ھ ،الھدایہ مکتبہ رحمانیہ لاہور،کتاب الدعویٰ ،باب دعوی الرجلین،ج3 س 229

3:	قاضی خان ،کتاب الدعوی،ج 2ص 324

4:	ترجیح البینات، کتاب الرہن ص 174

مسئلہ نمبر120:   ایک مدعی نے صاحب قبضہ کے علاوہ کسی اور پر دعوی کیا کہ یہ گھر میں نے اس سے قیمتا خرید لیا ہے، دوسرے مدعی نے کسی اور سے ہبہ کرنے اور قبضہ کرنے کا دعوی کیا، تیسرے مدعی نے کوئی اور دکھایا کہ اس نے مجھے صدقہ کیا ہے اور میں نے قبض کیا۔ چوتھے مدعی نے دعوی کیا کہ یہ گھر مجھے اپنے والد سے وارثت میں مل گیا ہے اور سب نے گواہی پیش کی تو گھر چہار حصوں میں تقسیم کیا جائیگا اور ہر ایک کو ایک ایک حصہ ملے گا۔ اور اگر چہاروں نے ایک شخص ذکر کیا تو پھر قیمتا خریدنے والے کیلئے حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر121:   مقروض شخص کے موت کے بعد قرض دینے والے نے گواہ پیش کئے کہ میت کے ورثاء نے جو چیز بیچ دی وہ اسی حال میں کہ ترکہ قرض سے خالی نہیں تھی۔ تو یہ گواہ بہتر ہیں میت کے ورثاء کے گواہوں سے کہ وہ چیز اس نے اپنی زندگی میں حالت صحت میں بیچ دی تھی۔

مسئلہ نمبر122:   صاحب قبضہ کے گواہ کہ یہ چوپایہ میں نے زید سے بیع پر لیا ہے جو کہ اس کی ملکیت میں پیدا ہوا تھا بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ میں نے بکر سے خریدا تھا اور س کے ساتھ پید ہوا تھا۔

مسئلہ 120:   "دارفی یدرجل،فاقام رجل البینۃ انہ اشتراھامن فلان غیرذی الیدبالف درھم،وھویملکھا،ونقدہ الثمن ،واقام اخرالبینہ ان فلان اخروھبنامنہ وقبضھا،واقام البینۃ علی الصدقۃ من رجل أخر،واقام أخرالبینۃ انہ ورثھامن ابیہ ،فان القاضی یقضی بینھم ارباعا، وان ادعواذالک من رجل واحد،یقضی للمشتری وترجح بینۃ البیع"۔(1)

مسئلہ 121:   "برھن الدائن علی ان الورثۃ باعواعینامن الترکۃ المستغرقۃ وبرھن الوارث علی ان المیت کان باعہ فی صحتہ وقبض ثمنہ،فبینۃ الدائن اولیٰ"۔(2)

مسئلہ 122:   "بینۃ ذی الیدعلی اشتراء دابۃ نتجت فی ملکہ اولیٰ من بینۃ الخارج علی شراء ھذہ الدابۃ من رجل أخرنتجت فی ملکہ"۔(3)

1:     قاضی خان ،کتاب الدعوی ،فصل فی دعوالملک بسبب ج2 ص 345

2:     بزاریہ ،کتاب الدعوی ،نوع فی دعوی الدین فی الترکۃ ،ج2 ص 346

3:     بزاریہ ،کتاب الدعوی ،نوع فی دعوالدین فی الترکۃ ،ج 2 ص 346

مسئلہ نمبر 123:   صاحب قبضہ اور مدعی غیر قابض دونوں کسی سے کوئی چیز خریدنے کا دعوی کریں اور وہ ان میں سے کسی ایک کے قبضہ میں ہو اور دونوں نے گواہ پیش کیئے تو صاحب قبضہ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 124:   صاحب قبضہ کے گواہ کہ یہ غلام میں نے دو افراد پر دو ہزار روپے میں بیچ دیا ہے بہتر ہیں ان دو افراد میں سے کسی ایک کے گواہوں سے کہ یہ میں نے ایک ہزار میں خریدا ہے۔

مسئلہ نمبر 125:   صاحب قبضہ کے گواہ کہ جس وقت میں اس لڑکے کے ولی سے گھر خرید رہا تھا تو یہ نابالغ تھا بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ میں اس وقت بالغ تھا، (مثلاً ایک مدعی بے قبضہ کے پر اپنی ملکیت کا دعوی کریں کہ جس وقت میرے باپ یہ گھر تمھیں بیچ رہا تھا میں بالغ تھا اور اس بیع پر راضی نہیں اور صاحب قبضہ گواہ پیش کریں کہ تم اس وقت نابالغ تھے تیرے لئے اختیار نہیں تھا تو زید کی بات معتبر ہے۔

نمبر 126:   ایک مدعی بے قبضہ نے دعوی کیا کہ یہ میں نے فلاں سے بیع پر لیا ہے اور قبض کیا ہے۔ اور دوسرا مدعی دعوی کریں کہ یہ میری ملکیت ہے اور دونوں جانبین گواہی پیش کی گئی تو دونوں میں برابر تقسیم کیا جائیگا۔

مسئلہ 123:   "لوادعیاالشراء عین من رجل ،واقام کل واحد منهماالبینۃ انہ اشتراہ من فلان بکذا،وکان المبیع فی ید احدهما،کان هواولیٰ"۔(1)

مسئلہ 124:   "عبد فی یدرجلین،اقام البینۃ علی رجلین،انہ باعہ منهمابالفیٔ درهم واقام احدالرجلین البینۃ انہ اشتریٰہ منہ فالف درهم یقضی ببینۃ الذی العبد فی یدیہ"۔(2)

مسئلہ 125:   "ادعی داروقال انہ ملکی باعہ ابی منک حال بلوغی وقال ذوالیدحال صغرک فالقول للمدعی"۔(3)

مسئلہ 126:   "بینۃ احدالخارجین انہ اشتراہ من فلان قبضہ والاخربینۃ انہ لہ فهو بینهما نصفان"۔(4)

1:   قاضی خان ،کتاب الدعوی ،فصل فی دعو ی النکاح ،ج: 2 ص 359

2:   قاضی خان ،کتاب الدعوی،فصل فی دعوالرجلین،ج2 ص 318

3:   جامع الفصولین ،الفصل العاشر التناقض فی الدعوی ۔ج1 ص 139

4:   ترجیح البینات،کتاب البیع ص 103

مسئلہ نمبر 127:   بائع نے مبیعہ کی قیمت زیادہ ہونے پر گواہ پیش کئے اور مشتری نے گواہ پیش کئے کہ قیمت وہی ہے جس کا میں مدع ہو تو بائع کے گواہ متعبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 128:   بائع کے گواہ کہ ہم نے قیمت میں مروجہ سکے مقرر کئے تھے بہتر ہیں مشتری کے گواہوں سے کہ قیمت میں کوٹہ سکے مقرر کئے گئے تھے۔

مسئلہ نمبر 129:   بائع کے گواہ کہ ہم نے قیمت میں دنانیر ذکر کئے تھے بہتر ہیں مشتری کے گواہوں سے کہ ہم نے دراہم کا ذکر کیا تھا۔

مسئلہ نمبر 130:   مشتری نے بائع سے مبیعہ میں زیادت کا دعوی کیا اور گواہ پیش کئے تو اس کے گواہ بہتر ہیں بائع کے گواہوں سے کہ میں کی ُچیز بیچ دی ہے جس کا میں دعوی کر رہا ہوں۔

مسئلہ نمبر 131:   صاحب ید کے گواہ کہ یہ گھر میں نے اپنے والد سے اس کے تندرستی کی حالت میں خرید لیا ہے معتبر ہیں صاحب ید کے بھائی کے گواہوں سے جو صاحب قبضہ نہیں ہے کہ یہ گھر ہمارے باپ کا تھا اور ہم دونوں کو ورثے میں مل گیا ہے۔

مسئلہ 127:   اذاختلف المتبایعان فی قدالثمن بان ادعی المشتری ثمناوادعی البائع اکثرمنہ حُکِمَ لمن برھن ،وان برھناحُکِم لمثبت الزیادۃ"۔(1)

مسئلہ 128 :   بینۃ البائع علی کون الثمن رائجاجاًاولیٰ من بینۃ المشتری علی کونہ کاسداً"۔(2)

مسئلہ 129:   بینۃ البائع علی کون الثمن باالدنادنیراولیٰ من بینۃ المشتری علی کونہ بالدراھم"۔(3)

مسئلہ 130:   بینۃ المشتری علی کون المبیع اکثرمماادعاہ البائع اولیٰ من یبنۃ البائع علی کون المبیع بماادعاہ"۔(4)

مسئلہ 131:   دار فی یدرجل،جاء اخوہ،فادعی ان الدار کانت لابیھافلان ،مات وترکھامیراثالھماوطلب الشرکۃ فلمااقام المدعی البینۃ علی ماقال ، اقام ذوالیدالبینۃ انہ کان اشتراھامن ابیہ فی صحتہ قبلت بینۃ ،وبطلت بینۃ المدعی"۔(5)

1: ترجیح البینات،کتاب البیع، ص 105
2: ترجیح البینات،کتاب البیع ،ص 104
3: ترجیح البینات،کتاب البیع ،ص 104
4: ترجیح البینات،کتاب البیع ،ص104
5: ترجیح البینات،کتاب البیع ،ص 114

مسئلہ نمبر132: زید صاحب ید کے گواہ کہ ہمارے باپ نے حالت صحت میں اقرار کیا تھا کہ یہ گھر میں نے زید پر بیچ دیا ہے اور اس کے بھائی جو صاحب ید نہیں ہے گواہ پیش کریں کہ یہ گھر ہمارے باپ کا تھا، اور ہم دونوں کے ورثے میں مل گیا ہے تو زید صاحب ید کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر133: مدعی غیر قابض کے گواہ کہ فلاں گھر ہم دونوں کو باپ سے وراثت میں مل گیا ہے بہتر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ گھر میں نے اپنے باپ سے اس کے حالت صحت میں خرید لیا ہے لیکن یہ حکم تب ہے جب صاحب قبضہ نے گواہوں کے گواہی سے پہلے اقرار کیا ہو کہ اس گھر میں میرے باپ کا کوئی حق نہیں تھا۔

مسئلہ نمبر134: صاحب قبضہ نے گواہ پیش کئے کہ اس مدعی غیر قابض نے فلان غائب شخص پر وہ گھر اتنے میں بیچ دیا ہے یہ گواہ بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ یہ گھر میرا ہے اور اس کی گواہی سے اس غائب شخص کیلئے بیع ثابت نہیں ہوا اور اگر گواہی ایسی دی جائے کہ فلاں غائب نے قبض بھی کیا ہے تو پھر بیع ثابت ہو جائے گی۔

مسئلہ 132 دارفی یدرجل،جاء اخوه وادعی ان الدارکانت لابیهافلان مات وترکهامیراثالهما،وطلب الشرکة فلمااقام المدعی البینة علی ماقال ،اقام ذوالیدالبینة ان اباه اقرله بهافی صحته،قبلت بینة ،وبطلت بینة المدعی"۔(1)

مسئلہ 133 ولوکان المدعی علیه ،حین ادعی الاخ ،اجاب وقال ،لم یکن لابی فیهاحق قط،فلمااقام المدعی البینة ،اقام هوالبینة انه اشترها فی صحته لاتقبل"۔(2)

مسئلہ 134: رجل ادعی دارافی ید رجل انهاله واقام المدعی علیه البینة ان المدع باع هذه الدارمن فلان الغائب بکذاقبلت بینة ،وبطلت بینة المدعی ولایثبت الشرآء فی حق الغائب ،الاان یشهدالشهود ان المدعی باعهامن فلان الغائب وقبضهاالغائب منه"۔(3)

1: ترجیح البینات،کتاب البیع، ص 115

2: ترجیح البینات،کتاب البیع، ص 115

3: ترجیح البینات ،کتاب البیع، ص 114

مسئلہ نمبر 135:   صاحب قبضہ نے پہلے کہا تھا کہ میں نے اس گھر کو مدعی غیر قابض فروخت نہیں کیا ہے۔اور اب کہتا ہے کہ اس مدعی نے گھر کو مجھے واپس کر دیا تھا اور گواہ پیش کئے تو یہ بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ اس گھر کو میں نے ذوالید سے ایک ہزار روپے میں خرید لیا ہے۔اور بیع فسخ ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر 136:   مذکورہ مسئلے میں اگر صاحب قبضہ نے پہلے ایسا کہا تھا کہ ہمارے درمیان سرے سے بیع نہیں ہوئی تھی تو بھی یہی حکم ہے کہ ذوالید کے گواہ کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ نمبر 137:   ایک مدعی نے زید سے کسی چیز بیع صحیح پر خریدنے کا دعوی کیا اور دوسرے مدعی نے بیع فاسد پر، تو صحت کے بینہ کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ نمبر 138:   مدعی غیر قابض نے گواہ پیش کئے کہ یہ لونڈی میں نے ذوالید سے ایک ہزار روپے میں خرید لی ہے اور ذوالید کہیں کہ یہ میں نے نہیں بیچی ہے۔اور مدعی غیر قابض نے قاضی کے حکم کے بعد اس میں کوئی عیب پایا اور ارادہ کیا کہ لونڈی کو بائع کے حوالہ کریں۔اور بائع گواہ پیش کریں کہ میں نے بیع کے وقت ہر قسم عیب سے ابراء کیا تھا اور تم نے تسلیم کیا تھا تو یہ گواہ قبول نہیں اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں قبول ہیں۔

مسئلہ 135:   دارفی یدرجل ،ادعی رجل انہ اشتراھامنہ بالف درھم،فقال ذوالیدلم ابع،فلمااقام المدعی البینۃ علی ماداعی ،اقام ذوالیدالبینۃ عی ان المدعی ردعلیہ الدار،تقبل بینۃ، وینقض البیع بینھما"۔(1)

مسئلہ 136:   وکذالوقال لم یجزبیننابیع، فلمااقام المدعی البینۃ علی الشراء اقام ھوالبینۃ ان المدعی ردعلیہ الدار،تقبل بینۃ"۔(2)

مسئلہ 137:   ادعیاشیئافی یدثالث ،فاقام احدھمابینۃ علی الشراء الصحیح ،والاخربینۃ علی الشراء الفاسد منہ فبینۃ الصحۃ اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 138:   ولوادعی رجل علی رجل انہ باع منی ھذاالجاریۃ بالف درھم ،وقال ذوالیدلم ابعھاقط منہ،فلمااقام المدعی البینۃ علی الشراء ،قضی لہ بالجاریۃ ،وجدبھااصبعازائدۃ ،وارادان یردھاعلی المقضی علیہ وقال المقضی علیہ انہ بریٔ من کل عیب بھا،لاتقبل بینۃ وعند ابی یوسفؒ انھا تقبل"۔(4)

1:    ترجیح البینات، کتاب البیع ص 115

2:    ترجیح البینات،کتاب البیع ص 116

3:    ترجیح البینات،کتاب البیع،ص 119

4:    ترجیح البینات،کتاب البیع، ص 116

مسئلہ نمبر139:	مدعاعلیہ کے گواہ اولیٰ ہے کہ مدعی نے اس گھر کو اپنی بیوی پر بیچ دیا ہے مدعی کے گواہوں سے کہ یہ میرا گھر ہے۔

مسئلہ نمبر140:	زید نے اپنی زمین کو بکر اور پھر خالد پر بھیج دیا۔اب خالد گواہ پیش کرتا ہے بکر پر کہ وہ زمین جو تم نے خریدی ہے بیع کے وقت میرے پاس قرض میں بطور رہن پڑی ہوئی تھی۔تو تیرے لئے خرید ناجائز نہیں تھا۔اور بکر گواہ پیش کریں کہ اس وقت تمہاری قرض ختم ہو چکی تھی تو بکر کے گواہی قبول ہے۔

مسئلہ نمبر141:	مدعی غیر قابض کے گواہ کہ یہ چیز میری ہے اولیٰ ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ تم نے مجھ سے خرید لی تھی لیکن بعد میں ہم نے اقالہ کیا تھا۔

مسئلہ نمبر142:	مدعی غیر قابض دعوی کریں کہ یہ گھر میرا ہے اور صاحب قبضہ دعوی کریں کہ فلاں غائب شخص نے اس مدعی غیر قابض سے گھر خرید لیا ہے اور مجھے اس کا وکیل کیا ہے تو یہ گواہ قبول ہے۔اور مدعی صاحب قبضہ کے ساتھ جھگڑا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ 139:	"ادعی علیہ داراانھاملکہ،واثبت بالبینۃ ،ثم اقام المدعی علیہ البینۃ ،ان المدعی باعھامن زوجتہ ،وباعتھاھی منی تسمع"۔(1)

مسئلہ 140:	"باع ارضہ من رجل،ثم باعھامن اخر،فاقام الثانی علی الاول بینۃ انھاکانت رھناعندی وقت شرائک ،فکان باطلا فاقام الاول بینۃ ان دینک کان مقضیاوقت الشراء لم تسمع،وقیل ھو رفع فتسمع"۔(2)

مسئلہ 141:	"ادعی ملکامطلقاوبرھن ،فبرھن ذوالیدانک اشتریتہ منی ثم اقلناہ لایندفع اذکل منھما یدعی ملکامطلقافبینۃ الخارج اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 142:	"دارفی ید رجل ادعی رجل انھالہ ،واقام البینۃ واقام الذی فی یدیہ البینۃ ،ان ھذاالدارلفلان الغائب اشترھامن المدعی ،ووکلنی بھا، تقبل بینۃ وتندفع عنہ الخصومۃ"۔(4)

1:	ترجیح البینات، ص 116

2:	ترجیح البینات۔کتاب البیوع، ص (120

3:	ترجیح البینات ،کتاب البیوع، ص 121

4:	ترجیح البینات،ص 122

مسئلہ نمبر 143:   اگر قائم کیا غیر قابض اور قابض میں سے ہر ایک نے گواہ گھریلو پیدائش پر اور بیع پر تو قبضہ والا زیادہ بہتر ہو گا۔

مسئلہ نمبر 144:   دو مدعی غیر قابض نے کسی سے گھر خریدنے کا دعوی کیا اور ہر ایک نے گواہ پیش کئے اور صاحب قبضہ دونوں کے دعوی سے انکار کر رہا ہو تو حکم کیا جائے گا دونوں کے درمیان آدھے آدھے حصے کا، یہ حکم تب ہے جب دونوں نے تاریخ کا ذکر نہ کی ہو یا ایک تاریخ ذکر کی ہو۔ اور اگر دونوں نے تاریخ پر بینہ قائم کیا تو مقدم تاریخ والا اولی ہو گا۔ اور اگر دونوں کیلئے تاریخ نہ ہو اور ان میں سے ایک قابض ہو تو قابض کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 145:   بائع کے گواہ کہ میں لونڈی کو غلام کی عوض بیچے ہے اولی ہے مشتری کے گواہس سے کہ میں نے لونڈی کو ایک ہزار روپے کے عوض میں خریدی ہے۔

مسئلہ نمبر 146:   اگر دونوں نے بینہ قائم کیا زید سے خریدنے پر اور دونوں کے پاس تاریخ نہیں ہے تو دونوں کیلئے آدھی آدھی چیز کا فیصلہ کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر 147:   اگر دونوں میں ہر ایک نے بینہ قائم کیا کہ خریدنے پر دوسرے سے اور دونوں میں سے کسی ایک نے بیع کا تاریخ ذکر کیا تو دونوں برابر ہیں۔

مسئلہ 143:   "بینۃ ذی الید علی انہ عبدہ اشتراہ من فلان الذی فی ملکہ"۔(1)

مسئلہ 144:   "برھن کل واحدمن الرجلین علی ان الداراشترھامن ذی الید ونقد الثمن وھو ینکر،فاالداریقضی بینھمانصفین ان لم یؤرخاواورخا وتاریخھماسوآء، وان ارخاواحدھمااسبق فھو اولیٰ وان لم یؤرخاوالدارفی ید احدھمافصاحب الید،وان ارخ احدھماوللاخر ید فصاحب الید اولیٰ۔(2

مسئلہ 145   "بینۃ البائع علی بیع جاریۃ باالعبداولیٰ من بینۃ المشتری علی ان یکون ببیعھابالف"۔(3)

مسئلہ 146   "اعیاالشراء من واحدولم یؤرخااوارخاسوآء فبینھمانصفان"۔(4)

مسئلہ 147   "ادعیاالشراء من رجلین ووقت احدھماالاالاخریقضی بینھما"۔(5)

1:   ترجیح البینات، ص 123

2:   ترجیح البینات، ص 117

3:   ترجیح البینات ، ص 117

4:   ترجیح البینات، ص 119

5:   ترجیح البینات، ص 113

مسئلہ نمبر149: بائع اور مشتری مبیعہ کے ہلاک ہونے میں مختلف ہوگئے اور ایک دوسرے پر ہلاکت کا دعوی کیا تو بائع کے بینہ کو ترجیح ہوگی۔

مسئلہ نمبر150: مقدم تاریخ کے گواہ بہتر ہیں اگر دونوں ایک شخص سے خریدنے کا دعوی کریں، اور اگر دونوں جدا جدا شخص سے خریدنے کا دعوی کریں تو پھر دونوں کے گواہ برابر ہیں۔

مسئلہ 149: "اقام البائع البینۃ ان المبیع ھلک فی یدالمشتری،واقام المشتری البینۃ انہ ھلک فی یدالبائع فالقول للمشتری والبینۃ للبائع"۔(1)

مسئلہ 150: "بینۃ التاریخ الاسبق اولیٰ من بینۃ المشتری اذاادعیاالشرآء من واحد بخلاف مااذاادعیاالشراء من رجلین"۔(2)

1: ترجیح البینات،کتاب البیع، ص 125

2: ترجیح البینات، ص 119

فصل چہارم

(سلم اور شفعہ کے مسائل)

فصل چہارم:

سلم اور شفعہ کے مسائل

مسئلہ نمبر151: مسلم الیہ اور رب السلم {1} مبیعہ کی اندازہ کرنے میں یا س کی جنس اور صفت میں مختلف ہو گئے تو مسلم الیہ کے گواہ کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ نمبر152: رب السلم او مسلم الیہ اگر راء س المال کے اندازہ کرنے میں مختلف ہو گئے تو رب السلم کے گواہ بہتر ہیں۔

{1}: باب السلم میں بائع کو مسلم الیہ ور مشتری کو رب السلم کہتے ہیں۔۱۲مترجم

مسئلہ 151: "اختلفافی قدرالمسلم فیہ،اوجنسہ ،او صفتہ اوذرعانہ واقام البینۃ قضی لرب السلم"۔(1)

مسئلہ 152 :"وان اختلفافی راءس المال واقام البینۃ قضی للمسلم الیہ "۔(2)

:1 ترجیح البینات، کتاب البیع ص 126

:2 ترجیح البینات، ص 126

شفعہ کے مسائل:

مسئلہ نمبر153: شفیع کے گواہ کہ یہ آبادی، درخت یا فصل جو اس بیچی گئی زمین میں ہے یہ پہلے سے موجود ہے بہتر ہیں مشتری کے گواہوں سے کہ یہ چیزیں اس میں پہلے سے نہیں تھے بلکہ میں نے آبادی کی ہے یا فصل کاشت کیے۔

مسئلہ نمبر154: مشتری کے گواہ کہ میں نے اس آبادی کو بیع پر لی ہے، اور یہ صحن جس میں آبادی واقع ہے یہ بھی میں نے خریدا ہے توامام ابویوسفؒ کے ہاں شفیع کے گواہوں سے بہتر ہیں اور امام محمدؒ کے ہاں شفیع کے گواہوں کو ترجیح ہوگی۔

مسئلہ نمبر155: شفیع کے گواہ کہ یہ گھر صاحب قبضہ نے کسی سے ایک ہزار روپے میں خرید لیا ہے بہتر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ گھر فلاں نے میرے ساتھ امانت کے طور پر رکھا ہے۔

مسئلہ نمبر156: اگر شفیع اور مشتری مبیعہ کی قیمت کے اندازہ کرنے میں مختلف ہوگئے تو طرفینؒ کے نزدیک شفیع کے گواہ بہتر ہیں اور امام ابویوسفؒ کے ہاں مشتری کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ 153: "ولوقال المشتری احدثت فیھاھذاالبناء والشجروالزرع وکذبہ الشفیع،فالقول للمشتری، وان اقام البینۃ فبینہ الشفیع اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 154: "ولوقال المشتری اشتریت البناء ،ثم العرضۃ ،فلاشفعۃ بک فی البناء ،وقال الشفیع لابل اشتریتھاجمیعا،فالقول للمشتری مع یمینہ علی العلم والبینۃ بینۃ المشتری عند ابی یوسفؒ ،وعند محمدؒ بینۃ الشفیع اولیٰ"۔(4)

مسئلہ 155:" دارفی ید رجل اقام البینۃ ان فلانااودعھاایاہ،واقام الشفیع البینۃ انہ اشترھامن اخربالف قضی لہ بالشفعۃ"۔(1)

مسئلہ 156: "اختلف الشفیع والمشتری فی قدرالثمن فالقول للمشتری مع یمینہ والبینۃ للشفیع عندھماوعندابی یوسفؒ البینۃ للمشتری"۔

1: ترجیح البینات، کتاب الشفعہ ص: 131

2: ترجیح البینات، کتاب الشفعہ ص:131

3: ترجیح البینات،ص: 131

4: ترجیح البینات، ص 129

اجارہ کے مسائل

فصل پنجم:

اجارہ کے مسائل

مسئلہ نمبر157: اجیر اور مستاجرا گردونوں اجارہ {1} کی بابت مختلف ہوگئے تو اجیر کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر158: اجیر اور مستاجرا گر مختلف ہوگئے منافع کے اندازہ میں مثلاایک کہتاہے کہ ایک مہینہ کیلئے اجرت پر ہے اور دوسرا کہتاہے کہ دو مہینوں کیلئے تو اجیر کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر159: اجرت پر لینے والا یا دینے والاا گر اجرت اور منفعت کی زیادت کا دعوی کریں مثلااجرت پر دینے ولا دعوی کریں کہ ایک مہینے کیلئے دس روپے اجرت پر ہے اور اجرت پر لینے والا دعوی کریں کہ دو مہینے کیلئے پانچ روپے اجرت پر ہے۔ تو جو زیادت کا دعوی کررہاہو اس کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر160: اجیر اور مستاجرا گر اجارہ کے مدت میں مختلف ہوگئے اور گواہ پیش کئے تو اجرت پر لینے والے کے گواہ معتبر ہیں۔

{1}: اصل کتاب میں اجارہ کا لفظ لکھا گیا ہے لیکن صحیح لفظ اجرت ہے کہ اجیر اور مستاجر دونوں اگر اجرت میں مختلف ہوگئے۔۱۲مترجم

مسئلہ 157: "بینۃ المؤجراولیٰ من بینۃ المستاجرلواختلفافی الاجرۃ "۔(1)

مسئلہ 158: "اختلفافی بدل الاجارۃ اوالمنفعۃ بان ادعی المؤجرانہ اجرہ شھرا وادعی المستاجر انہ استاجرہ شھرین "۔(2)

مسئلہ 159: "وحجۃ کل فی زائدیدعیہ اولیٰ لواختلف فیھاای فی الاجرۃ والمنفعۃ بان ادعی المؤجرشھرابعشرۃ والمستاجرشھرین بخمسۃ فیقضی بشھرین بعشرۃ"۔(3)

مسئلہ 160: "لواختلفافی المدۃ ،فقال المستاجراجرتنی شھرین بعشرۃ دراھم،وقال الاجر لابل شھراواحدبعشرۃ دراھم واقام البینۃ یقضی ببینۃ المستاجر"۔(4*

1: الدررالحکام فی شرح غررالاحکام ،باب التحالف، ج 2 ص: 342

2: الدررالحکام فی شرح غررالاحکام ،باب التحالف ج 2 ص 342

3: الدررالحکام فی شرح غررالاحکام ،باب التحالف ج: 2 ص: 342

4: قاضی خان ،کتاب الاجارات،باب فی اختلاف والاجروالمستاجر،ج:2 ص: 278

مسئلہ نمبر 161:   اجیر اور مستاجر اگر مسافت کے اندازہ میں مختلف ہو گئے مثلاً اجرت پر لینے الا کہتاہوں کہ تم نے مجھے چو پایہ پانچ روپے میں اجارہ پر دیا ہے بغداد سے کوفہ تک اور مالک کہتا ہو کہ نہیں میں نے پانچ روپے میں دیا لیکن بصرہ شہر تک تو اجرت پر لینے والے کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 162:   اجراو مستاجر مختلف ہو گئے اجرت اور مدت میں یا اجرت اور مسافت کی مقدار میں تو آجر کہتاہوں کہ میں نے تمھیں جانور دس روپے اجرت پر بصرہ تک دیا تھا اور مستاجر کہتاہوں کہ نہیں بلکہ پانچ روپے اجرت پر کوفہ تک، تو پہلی صورت میں آجر کے گواہ کو ترجیح ہو گی اور دوسری صورت میں مستاجر کے گواہوں کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ نمبر 163:   جانور اجرت پر دینے والے کے گواہ کہ مقررہ اجرت فلاں جگہ تک دس روپے مقرر کی گئی تھی۔ بہتر ہیں مستاجر کے گواہوں سے کہ اجرت پانچ روپے مقرر تھی۔

مسئلہ نمبر 164:   گھر، غلام یا جانور کو اجرت پر دینے والے نے گواہ قائم کئے کہ اجرت دس روپے ہیں اور اجرت پر لینے والا گواہ قائم کریں کہ پانچ روپے تو موجر کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ 161:   "قال المستاجرآجرتنی الدآبۃالی الکوفۃ بخمسۃ دراھم وقال ،صاحب الدآبۃ ،لابل الی البصرۃ بخمسۃ دراھم واقام البینۃ یقضی ببینۃ المستاجر"۔(1)

مسئلہ 162:   "وان اختلفافی الاجر والمدۃ جمیعا،او فی الاجرۃ والمسافۃ جمیعافقال الأجر،آجرتک الی القصربعشرۃ دراھم ،وقال المستاجر،لابل الی الکوفۃ، فیقضی بزیادۃ الاجر ببینۃ الآجروبزیادۃ المدۃ والمسافۃ ببینۃ المستاجر"۔(2)

مسئلہ 163:   "ادعی المستاجران الاجرۃ خمسۃ دراھم وقال الاجرعشرۃ دراھم واقاما البینۃ یقضی بینۃ الاجر"۔(3)

مسئلہ 164:   "رجل استاجرداراً اودابۃ اوعبدا،ولم یتصرف المستاجر بعدحتی اختلفا،فادعی المستاجران الاجرخمسۃ دراھم وقال الآجر، عشرۃ دراھم واقام البینۃ یقضی بینۃ الاجر"۔(4)

1:      قاضی خان ،کتاب الاجارات،فصل فی اختلاف الاجروالمستاجر،ج2 ص 289

2:      قاضی خان ،کتاب الاجارات،فصل فی اختلاف الاجروالمستاجر،ج2 ص 289

3:      ترجیح البینات،کتاب الاجارات ،ص 136

4:      (قاضی خان ،کتاب الاجارات،ص 278)

مسئلہ نمبر165:   زید کے گواہ کہ میں نے دس روپے اجرت میں ترمذ مقام سے آمد مقام تک کشتی کو سنبھالا تھا۔اور کشتی کے مالک نے بینہ قائم کیا کہ زید نے پانچ روپے میں اجرت پر کشتی کو مذکورہ مقام تک سنبھالا تھاتوزید کے گواہ کو ترجیح ہوگی۔

مسئلہ نمبر166:   رنگریز کے گواہ کہ کپڑا رنگنے کی مقررہ اجرت اتنی تھی اور صاحب کپڑا گواہ قائم کریں کہ نہیں اتنی تو رنگریز کے گواہ بہتر ہیں اور اگر دونوں میں سے کسی ایک نے بینہ قائم کیا اور دوسرے نے نہیں تو صاحب بینہ کے گواہ قبول ہیں۔

مسئلہ نمبر167:   داعی کے گواہ بکری کے مالک کے گواہوں سے بہتر ہیں (اگر دونوں بکری چرانے کی جگہ میں مختلف ہوگئے اور بکری داعی کے ساتھ ہلاک ہوگئی ہو)۔

مسئلہ نمبر168:   کسی نے گھر اجرت پر لیا اور گواہ قائم کئے کہ اس گھر کے دروازے گر گئے تھے تو یہ گواہ گھر کے مالک کے گواہوں سے بہتر ہے۔

مسئلہ 165:   "رجل رکب سفینۃ رجل من ترمذالی آمد ،ثم اختلفافقال صاحب السفینۃ للراکب حملتک الیٰ آمد بخمسۃ دراھم،وقال الراکب استاجرتنی لاحفظ السکان الیٰ آمد بعشرۃ دراھم ،واقام البینۃ کانت البینۃ بینۃ الراکب"۔(1)

مسئلہ 166:   "ولودفع الی صباغ ثوبالیصبغہ احمربالعصفر،ففعل ،ثم اختلفافی الاجر،فقال الصباغ عملتہ بدرھم ،وقال رب الثواب بدانقین ،فایھا اقام البینۃ قبلت،وان اقاما،یؤخذ ببینۃ الصباغ"۔(2)

مسئلہ 167:   "اذاھلکت شاۃ ،فقال الراعی ،فقال رب الغنم ،شرطت لک ان ترعی فی غیرالموضع الذی ھلکت فیہ ،وقال الراعی لابل شرطت علی الرعی فی ذالک الموضع ،واقام البینۃ ،فبینۃ الراعی اولیٰ"۔(3)

مسئلہ 168:   "سقط احدمصراعی باب المستاجر،فادعاہ المؤجر والمستاجر،فالقول لرب الدار،وان اقام البینۃ فبینۃ المستاجر اولیٰ"۔(4)

1:   ترجیح البینات، ص 140

2:   ترجیح البینات،ص 139

3:   ترجیح البینات،ص 134

4:   ترجیح البینات،ص 134

مسئلہ نمبر169:   اجیر کے گواہ کہ اس(مستاجر) نے دکان کو بخوشی مجھ سے کرایہ پر لیا تھااور مستاجر گواہ قائم کریں کہ مجھ پر جبر اور زبردستی کی گئی تھی تو مالک کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر170:   موجر کے گواہ کہ میں نے وہ چیز اس کے حوالہ کی تھی بہتر ہیں مستاجر کے گواہوں سے کہ وہ چیز اجارہ کی مدت میں اس کی قبضہ میں تھی۔

مسئلہ 169:   "ادعی علی رجل انہ اکرھنی بالتخویف ،بحبس الولی والضرب علی ان یستاجرمنہ حانوتا ،واقام بینۃ ،واقام المؤجرالبینۃ بانہ کان طائعا فبینۃ الطواعیۃ اولیٰ"۔(1)

مسئلہ 170:   "ولواقام الأجر البینۃ انہ سلم المستاجرالی المستاجر ،بعدماأجرہ منہ ،واقام المستاجرالبینۃ ان المستاجر کان فی یدالأجرھذالمدۃ ،فبینۃ الأجر اولیٰ"۔(2)

1:   ترجیح البینات،کتاب الاجارۃ ۔ص 135

2:   (ترجیح البینات ،ص 136)

ہبہ کے مسائل

فصل ششم:

ہبہ کے مسائل

مسئلہ نمبر171: مدعی غیر قابض اور صاحب قبضہ دونوں نے اس بات پر گواہ کھڑے کئے کہ یہ غلام فلاں شخص کے ہاں پیدا ہوا تھا اس نے مجھے ہبہ کیا ہے اور میں نے قبضہ کیا ہے تو صاحب قبضہ کے بینہ کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ نمبر172: میت کے کسی ایک وارث نے دعوی کیا کہ اس نے مجھے حالت صحت میں فلاں چیز ہبہ کی تھی اور میں نے قبض کی تھی اس کے گواہ اولی ہیں باقی ورثاء کے گواہوں سے کہ اس نے حالت مرض میں ہبہ کی تھی۔

مسئلہ نمبر173: اگر ایک نے خریدنے کا دعوی کیا اور دوسرے نے ہبہ کا دعوی کیا اور دونوں نے تاریخ ذکر نہیں کی یا ایک تاریخ ذکر کی تو خریدنے والے کے گواہ بہتر ہیں۔اور ہبہ کے گواہ معتبر ہیں عاریت کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر174: اگر دونوں نے ہبہ ہونے اور قبض کرنے کا دعوی کیا تو اس کا حکم بیع کی طرح ہے۔اور اگر نکاح کے ساتھ ہبہ، رہن ،صدقہ یا عاریت جمع ہوئے تو نکاح کے بینہ کو ترجیح ہو گی۔

مسئلہ 171: "بینۃ الخارج علی ان عبداًھبۃ مقبوضۃ من فلان الذی ولدفی ملکہ وبرھن ذوالیدانہ ھبۃ مقبوضۃ لہ من فلان الذی ولد فی ملکہ یقضی بہ لذی الید"۔(1)

مسئلہ 172: "رجل مات وترک مالا،فادعی بعض الورثۃ عینامن اعیان الترکۃ ،ان المورث وھبہ منہ فی صحتہ وقبضہ وبقیۃ الورثۃ قالوا کان ذالک فی المرض،کان القول قل من یدعی الھبۃ فی المرض ،وان اقاموالبینۃ ،فبینۃ مدعی الھبۃ فی الصحۃ اولیٰ"۔(2)

مسئلہ 173: "بینۃ الشراء اولیٰ من بینۃ الھبۃ ان لم یؤرخااورارخاسوآء وبینۃ اولیٰ من بینۃ العاریۃ"۔(3)

مسئلہ 174: "ولواجتمعت الھبۃ مع قبض والصدقۃ مع القبض فھو کمااذااجتمع الشراأان و لواجتمع نکاح وھبۃ او رھن و صدقۃ فاالنکاح اولیٰ"۔(4)

1: ترجیح البینات،کتاب الھبہ،ص 145

2: ترجیح البینات، کتاب الھبۃ، ص 148

3: ترجیح البینات،کتاب الھبۃ ،ص 145

4: ترجیح البینات، کتاب الھبہ، س 144

مسئلہ نمبر175:   ایک مدعی نے زید سے خرید نے پر گواہ کھڑے کئے اور دوسرے نے بکر سے ہبہ ہونے پر تو دونوں کیلئے حکم کیا جائیگا آدھے آدھے چیز کا۔

مسئلہ نمبر176:   بیع کے گواہ اولیٰ ہے ہیں ہبہ کے گواہوں سے۔

مسئلہ 175: "عین بیده، برهن أخرانه شتراه من زید،وبرهن أخران بکراً وهبه فهوبینهما"۔(1)

مسئلہ 176: "بینة البیع اولیٰ من بینة الهبة"۔(2)

:1 ترجیح البینات ،کتاب الهبه ص 146

:2 ترجیح البینات، کتاب الهبه ص 147

فصل ہفتم

عاریت اور امانت کے مسائل

(**عاریت:** کسی چیز کو مفت استعمال کرنے کیلئے دے اور بعد میں اس کو واپس لے لے۔)

فصل ہفتم:

عاریت اور امانت کے مسائل

عاریت کا مسئلہ:

مسئلہ 177: کسی نے جانور عاریت پر لیا ایک خاص مقام تک لیجانے کیلئے (اور اس کے ساتھ ہلاک ہو گیا) اب معیر گواہ پیش کرتا ہے کہ وہ جانور اس نے ہلاک کیا اس مقام سے گزر جانے کے بعد اور مستعیر گواہ قائم کریں کہ میں نے اس کو واپس کیا تھا تو معیر کے بینہ کو ترجیح ہے۔

امانت کے مسائل:

مسئلہ نمبر 178: موڈَع کے گواہ اس بات پر کہ موڈِع نے زید کو اپنے وکالت سے معزول کیا تھا بہتر ہیں زید کے گواہوں سے اپنے وکیل ہونے پر (کہ میں اب بھی وکیل ہوں امانت لینے پر)۔

مسئلہ نمبر 179: ملک مطلق کے گواہوں سے امانت کے گواہ بہتر ہیں (مثلاً زید صاحب قبضہ پر کسی چیز کیلئے اپنی ملکیت کا دعوی کریں اور وہ صاحب قبضہ کہیں کہ یہ میرے ساتھ ودیعت ہے تو یہ گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 180: موڈَع کے گواہ اولیٰ ہیں کہ میں ودیعت تم کو واپس کی تھی مودع کے گواہوں سے کہ وہ تم نے ہلاک کیا ہے اور واپس نہیں کیا ہے۔

مسئلہ 177: "اقام المستعیرانہ ردالعاریۃ ،واقام المعیرالبینۃ انہانفقت بعدماجاوزالموضع المسمی فبینۃ المعیراولیٰ"۔(1)

مسئلہ 178: "رجل اقام البینۃ علی مؤدع ان صاحب الودیعۃ وکلہ بقبض الودیعۃ منہ ،ووقت ذالک وقتا، ثم ان المؤدع اقام البینۃ ان صاحب الودیعۃ اخرجہ من الوکالۃ ،قبلت بینتہ"۔(2)

مسئلہ 179: "بینۃ الایداع اولیٰ من بینۃ البیع المطلق"۔(3)

مسئلہ 180: "بینۃ المودع علی ردالودیعۃ اولیٰ من بینۃ صاحب الودیعۃ"۔(4)

1: البخاری۔طاہربن عبدالرشید،خلاصۃ الفتاوی،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔کتاب العاریۃ ،الفصل الثالث فی طلب العاریۃ وردّھا،ج 4 ،ص 293

2: قاضی خان ،کتاب العاریۃ ،فصل فیمایضمن المؤدع، ج، 3 ص: 265

3: ترجیح البینات، کتاب الودیعۃ ص 152

4: ترجیح البینات،کتاب الودیعۃ ص 152

مسئلہ نمبر 181: مودَع کے گواہ کہ مال ودیعت میں نے واپس کر دی ہے یا میرے ساتھ ضائع ہو چکی ہیں اولیٰ ہیں مودِع کے گواہوں سے کہ تم نے ضائع کیا ہے۔اور بعض علماء کہتے ہیں کہ مودِع کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 182: ذوالید کے گواہ کہ یہ گھر آدھا میرا ہے اور آدھا کسی کے امانت ہے میرے ساتھ بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہ سے کہ یہ پورا گھر میرا ہے۔

مسئلہ نمبر 183: اگر ایک آدمی کے قبضہ میں گھر ہے، کسی نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کئے کہ یہ میرے ساتھ کسی نے ودیعت کے طور پر رکھا ہے تو صاحب قبضہ سے مدعی کے گواہ دفع ہو جائینگے۔

مسئلہ نمبر 184: اگر صاحب قبضہ اسی بات پر گواہ قائم کریں کہ فلاں چیز میری قبضہ میں امانت ہے بہتر ہیں غیر قابض مدعی کے گواہوں سے کہ یہ میرا ہے اور اگر صرف قبضہ کی بات کریں تو پھر مدعی غیر قابض کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ 181: "ولوقال المودَع،رددت الودیعۃ الیک اوضاعت عندی،وانکرالمودِع ،وقال لابل اتلفتھافالقول للمودع مع یمینہ والبینۃ بینۃ ایضا،وقیل بینۃ المالک اولیٰ"۔(1)

مسئلہ 182: "رجل ادعی دارافی ید رجل انھالہ،فقال المدعی علیہ ،نصفھالی ونصفھاودیعۃ عندی لفلان واقام البینۃ فبینۃ ذوالیداولیٰ"۔

مسئلہ 183: "رجل ادعی دارافی ید رجل انھالہ ،واقام المدعی علی البینۃ انھاودیعۃ عندہ لفلان اندفعت عنہ دعوی المدعی"۔

مسئلہ 183: "ولوقال ذوالیدانہ فی یدی ولم یزد،فبرھن المدعی علیہ انہ لہ ،ثم برھن ذوالیدعلی الایداع لاتسمع ولوقال اولاھو فی یدی الاانہ ودیعۃ تسمع"۔

1: جامع الفصولین ج2ص 144

2: ترجیح البینات،کتاب الودیعۃ ،ص 150

3: قاضی خان ،کتاب الدعوی،باب مایبطل الدعوی، ج2 ص 403

4: ترجیح البینات،کتاب الودیعۃ ص 152

مسئلہ نمبر185: اگر دو آدمیوں نے کسی خاص چیز میں جو دوسرے کے ہاتھ میں ہو ایک نے غصب کا دعوی کیا اور دوسرے نے امانت کا اور دونوں نے گواہ قائم کئے تو حکم کیا جائے گا دونوں کے درمیان کیونکہ دونوں کے گواہ برابر ہیں۔

مسئلہ نمبر186: ایک شخص نے گواہ پیش کئے کہ یہ میں نے بطور امانت دیا ہے اور دو مدعی غیر قابض دعوی کریں کہ یہ ہمارا ہے توامانت پر دینے والے کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر187: صاحب قبضہ کے گواہ کہ یہ گھر میری ساتھ فلاں غائب شخص کی امانت ہے بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ یہ میں نے صاحب قبضہ سے خرید لیا ہے۔

مسئلہ نمبر188: صاحب قبضہ گواہ قائم کریں کہ یہ غلام فلاں نے مجھے امانت یا اجارہ کے طور پر دیا ہے بہتر ہیں غلام کے گواہوں سے میں آزاد ہوں۔

مسئلہ 185: "بینۃ احدالخارخین الغصب علی ذالیدوالاخرالودیعۃ عندہ ،وبرھناینصف ماادعاہ بینھالاستوائھا"۔(1)

مسئلہ 186: "ولواقام احدھاالبینۃ علی الایداع فیمافی ید ثالث واقام الاخرالبینۃ علی الملک المطلق یقضی لمدعی الایداع"۔(2)

مسئلہ 187: "رجل ادعی دارافی یدرجل انھالہ ،اشتراھامن ذی الیدبکذاونقدالثمن وقبضھا،واقام ذوالیدالبینۃ انھالفلان الغائب اودعنیھا تقبل بینۃ المدعی علیہ "۔(3)

مسئلہ 188: "بینۃ ذی علی ان یکون العبدلرجل اودعہ اواجرہ اولیٰ من بینۃ العبد علی انہ حر"۔(4)

1: ترجیح البینات،کتاب الودیعۃ ص 153

2: ترجیح البینات،کتاب الودیعۃ ص 153

3: قاضی خان ،کتاب الدعوی، باب دعوی الملک بسسب ،ج2 ص، 249

4: ترجیح البینات،کتاب الدعوی ص 198

باب چہارم:

غصب، جنایت، اقرار، صلح اور رہن کے مسائل

فصل اول: غصب کے مسائل

فصل دوم: جنایت کے مسائل

فصل سوم: اقرار کے مسائل

فصل چہارم: صلح اور رہن کے مسائل

فصل اول

غصب کے مسائل

فصل اول:

غصب کے مسائل:

(کسی سے کوئی چیز زبردستی لینا)

مسئلہ نمبر189: زید نے کسی سے کوئی چیز غصب کی تھی اب گواہ پیش کرتا ہے کہ وہ چیز میں نے مالک کو واپس کی تھی اور اس کے ساتھ ضائع ہو چکی ہے، اور مالک گواہ پیش کرتا ہے کہ وہ چیز زید کے ہاں ھلاک ہو چکی ہے تو زید کے گواہ معتبر ہیں۔امام صاحب اور امام محمدؒ کے ہاں، اور امام ابو یوسف کا موقف ہے کہ مالک کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر190: صاحب مال کے گواہ اس بات پر کہ زید نے مجھ سے فلاں چیز غصب کی تھی اور وہ ہلاک ہو گئی ہے، متعبر ہیں زید کے گواہوں سے کہ وہ چیزیں میں نے مالک کو واپس کی ہے۔

1: ولوبرھن کل من المالک والغاصب علی الھلاک عندالاخرفبینة الغاصب اولی خلافالابی یوسف۔(1)

2: ولوقال الغاصب رددت المغصوب علیک وقال المالک لابل ھلک عندک فالقول للمالک۔(2)

1: ملتقی البحر،علامہ ابراہیم بن محمدالحلبی المتوفی956ھ ۔مکتبہ موسسۃ الرسالہ ۔1409۔1989،ج: 2 ص 192

2: فتاوی الھندیہ، ج:۔5 ص: 173۔

مسئلہ نمبر191:   زید نے کسی سے غلام یاجانور غصب کیا تھااب وہ غلام یاجانور اس کے ساتھ ہلاک ہو گیاہے۔زید گواہ قائم کرتاہے کہ وہ مالک کے ساتھ مر چکاہے میرے واپس کرنے کے بعداور مالک گواہ قائم کرتاہے کہ وہ زید کے ساتھ مر چکاہے،تو زید کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر192:   دو مدعی غیر قابض صاحب قبضہ پر دعویٰ کرتے ہواور ایک مدعی اس بات پر گواہ پیش کرے کہ یہ چیز جو زید کی قبضہ میں ہے زید نے مجھ سے غصب کی ہے،اور دوسرا مدعی اس بات پر گواہ پیش کرے کہ یہ میری ہے تو غصب کے دعویٰ کرنے والے کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر193:   زید کے قبضے میں غلام تھا۔دو مدعی بلا قبضے اس پر دعویٰ کر رہے ہو۔ایک اس بات پر گواہ قائم کرے کہ یہ غلام میرا ہے اور زید نے مجھ سے غصب کیاہے اور دوسرا اس بات پر گواہ قائم کرے کہ غلام میرا ہے زید نے مجھے بطور امانت دیاہے تو غلام دونوں کاہو گا مشترکہ طور پر۔

:3   اقام المالک البینۃ انہ مات المغصوب عندالغاصب واقام الغاصب البینۃ انہ مات عندالمالک فبینۃ الغاصب اولی۔(1)

:4   ولواقام احدھماالبینۃ علی الغصب فیمافی یدثالث ،واقام الاخرالبینۃ علی الملک المطلق یقضیٰ لمدعی الغصب۔(2)

:5   واذاکان العبدفی ید رجل اقام رجلان علیہ البینۃ احدھمابغصب والاخربودیعۃ فھوبینھماالاستواءھما ۔

:1   فتاویٰ بزاریہ ج:6 ص: 181

:2   فتاوی قاضی خان ،کتاب الدعوی ج:2 ،ص 309:

:3   المرغینانی، برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکرالمتوفی 591ھ،الھدایہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور،ج:3 ص 231

:4   فتاوی ہندیہ ج:5، ص: 182۔

مسئلہ نمبر194:   کسی نے زید سے گھر قبضہ کیا تھا۔اب زید اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے کہ گھر کو اس نے خراب کیا ہے اور وہ اس بات پر گواہ قائم کرتا ہے کہ میں نے گھر زید کو واپس کیا ہے۔تو اس میں زید کے گواہ بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر195:   کسی نے کسی سے زمین جبراً قبضہ کیا تھا۔اب وہ شخص اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے کہ جب میں نے اس زمین کو قبضہ کیا تھا تو اس میں کوئی آبادی نہیں تھی اس میں آبادی میں نے کی ہے اور زمین کا مالک اس بات پر گواہ قائم کرتا ہے کہ اس شخص نے یہ زمین آبادی کے ساتھ قبضہ کیا تھا یعنی آبادی بھی میں نے کی تھی تو اس میں اس شخص کے گواہ بہتر ہے جس نے زمین پر جبراً قبضہ کیا تھا۔

مسئلہ194:   ان کان المغصوب داراواقام صاحبهاالبینۃ ان الغاصب هدم الداروااقام الغاصب بینۃ انہ ردهاثم انهدمت الدارکانت بینۃ صاحبها اولیٰ۔ (1)

مسئلہ195:   وقال ذوالید: غصبتهامنک وبینۃ ثم اجرت وان قال رب الارض غصبتهامنی مبینۃ کان القول قولہ وان اقاماالبینۃ کانت بینۃ الغاصب اولیٰ۔(2)

1: فتاوی ہندیہ ، ج: 5 ص182

2: قاضی خان،ج:2،ص:168

فصل دوم

جنایت کے مسائل

فصل دوم:

جنایت کے مسائل:

جنایت کے لفظی معنی ہیں" جرم کرنا"

مسئلہ نمبر196: زید نے کسی کو زخمی کیا تھا اور وہ مر گیا، اب مدعی گواہ پیش کرتے ہیں کہ وہ شخص زید کے زخمی ہونے کی وجہ سے مر گیا ہے اور دوسری جانب سے گواہی پیش کی جاتی ہے کہ وہ اس زخم سے ٹھیک ہو گیا تھا اور بعد میں کسی اور وجہ سے مر گیا ہے تو اس میں پہلی فریق کی گواہی بہتر ہے۔

مسئلہ196: بینۃ الموت من الجرح اولی من بینۃ الموت بعدالبرء۔(1)

1: الدررالحکام شرح غررالاحکام :ملاخسرومحمد بن فراموز الحنفی متوفی 885ھ ،میرمحمد کتب خانہ آرام باغ کراچی، ج 2، ص 383

مسئلہ نمبر 197: زید نے کسی کو مارا تھا اور وہ مارنے کے بعد صحتمند ہو گیا تھا بعد میں مر گیا، اور دوسرا گواہ گواہی دیتا ہے کہ نہیں وہ زید کے مارنے کی وجہ سے مر گیا ہے تو اس میں پہلے والے گواہ بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر 198: گواہ گواہی دیتے ہیں اس بات پر کہ فلاں باندھی زید کے مارنے کے بعد صحتمند ہو گئی تھی اور بعد میں مر گئی ان کے گواہی بہتر ہے ان سے جو گواہ پیش کرتے ہیں کہ وہ باندھی زید کے مارنے سے مر گئی تھی۔

مسئلہ نمبر 199: قاتل کے گواہ اس بات پر گواہی دے رہے ہیں کہ یہ مقتول کا بیٹا ہے اور اس نے مجھے معاف کیا ہے بہتر ہے ان مقتول کے بھائی کے گواہ سے جو گواہ پیش کرتے ہیں کہ اس (قاتل) نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔

مسئلہ نمبر 200: کسی ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس نے کسی لڑکے کو میرے گدھے کے مارنے کا حکم دیا ہے کہ اسے مارو اور مرے انگور کے باغ سے باہر کرو۔ تو اس لڑکے نے میرا گدھا اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ اب مدعی اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کرتا ہے اور مدعیٰ علیہ اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے کہ اس کا گدھا مرا نہیں بلکہ زندہ ہے تو اس میں مدعیٰ علیہ کے گواہ قابل قبول نہیں۔

مسئلہ 197: ولواقاماالبنية هذاعلى الصحة والاخرعلى الموت بالضرب فبينة الصحة الاولى۔(1)

مسئلہ 198: رجل ادعى على أخر انه ضرب بطن امته وماتت بضربه فقال المدعى عليه فى الدفع انها خرجت الى السوق بعدالضرب،لايصح الدفع ولواقام البينة انهاصحت بعدا لضرب يصح۔(2)

مسئلہ 199: رجل ادعى على رجل انه قتل اخاه عمداواقام البينة ،فادعى القاتل ان للمقتول ابنا وانه قد عفا عنه فبينة القاتل اولى۔(3)

مسئلہ 200 ادعى على رجل انه اقرصبياليضرب حماره ويخرجه عن كرمه فضربه الصبى حتى مات واقام عليه بينة واقام المدعى عليه بينة ان ذالک الحمار حى لاتقبل بينة۔(4)

:1 خلاصة الفتاوىٰ، كتاب الدعوى، ص 189

:2 ترجيح البينات ص 125

:3 ترجيح البينات ص 160

:4 قينة المنية،كتاب الشهادات، ص 315

فصل سوم

اقرار کے مسائل

فصل سوم:

اقرار کے مسائل:

مسئلہ نمبر 201: دوافراد اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ اقرار زور اور جبر پر کیا گیا ہے اور اس کے خلاف دوافراد گواہی دیتے ہیں کہ اقرار خوشی اور رضا سے کیا گیا ہے تو جبر کے گواہ بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر 202: کسی نے زید پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے ہزار روپے دینے ہیں اور گواہ بھی قائم کئے اور قاضی نے ہزار روپے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب زید گواہ پیش کرتا ہے کہ اس مدعی نے تو پہلے اقرار کیا تھا کہ زید کے ذمے میرا کوئی حق نہیں تو اس کے ساتھ پہلی شہادت باطل ہوئی۔

مسئلہ نمبر 203: کسی نے کسی اور پر دعویٰ کیا کسی گھر یا کسی ایسی چیز کی جو مدعیٰ علیہ کی قبضہ میں تھا۔ مدعی نے گواہ پیش کئے اور قاضی نے حکم دیا (حوالہ کرنے کا) اب مدعی نے وہ گھر یا وہ چیز قبض نہیں کیا تھا کہ مدعیٰ علیہ نے گواہ پیش کئے کہ مدعی نے قاضی کے حکم سے پہلے اور قاضی کے سامنے حاضری سے پہلے اقرار کیا تھا کہ اس گھر یا اس چیز میں میرا کوئی حق نہیں۔ تو اس پر (یعنی گواہی دینے پر) مدعی کے گواہ باطل ہو جائنگے۔ (اور قاضی کو اپنا حکم واپس لینا ہوگا) اور اگر مدعی علیہ کے گواہوں نے اس بات پر گواہی دی کہ مدعی نے یہ اقرار قاضی کے حکم صادر ہونے کے بعد کیا تھا تو اس صورت میں قاضی کو اپنا حکم واپس نہیں لینا پڑے گا۔

مسئلہ 201: ادعی علیہ الاقرارطائعاوبرھن علی ذالک وبرھن المدعی علیہ ان ذالک الاقرار کان بالکرہ فبینۃ المدعی علیہ اولیٰ۔(1)

مسئلہ 202: رجل ادعی علی رجل الفاواقام البینۃ وکان القاضی قضی علیہ بالمال بالبینۃ ثم اقام المدعی علیہ البینۃ ان المدعی اقرقبل القضاء انہ لیسالہ علی المدعی علیہ شیئ فبطل عنہ المال۔(2)

مسئلہ 203: رجل ادعی فی ید رجل متاعااودارا،انھالہ واقام البینۃ وقضی القاضی لہ فلم یقبضہ حتی اقام الذی فی یدیہ البینۃ ان المدعی اقر عندالقاضی انہ لاحق لہ فیہ:قال ان شھدوانہ ،انہ اقرّبذالک قبل القضاء بطل القضاء وان شھدوانہ اقرّبہ بعدا لقضاء لایبطل القضاء۔(3)

1: فتاوی بزازیہ، ج:11،ص144

2: فتاویٰ قاضی خان ج2 ص 318

3: ایضا، ج ،2 ص 477۔

مسئلہ نمبر204: کوئی شخص دعوی کر رہا تھا کسی ایسی چیز یا گھر پر جو کسی اور کے قبضہ میں ہے اور گواہ پیش کرتا ہے کہ وہ میرا ہے مجھے میرے باپ سے ورثے میں ملا ہے، اور قبضہ کے مالک نے گواہ پیش کئے کہ مدعی کے باپ نے صحت کے حالت میں اقرار کیا تھا کہ وہ گھر میرا نہیں ہے یا نہیں تھا تو مدعی کے گواہ باطل ہیں۔

مسئلہ نمبر205 کسی نے دعوی کیا کسی ایسی چیز پر جو کسی اور کے قبضہ میں تھا اور گواہ پیش کئے کہ وہ چیز میرا ہے اور قبضہ کے خاوند نے میرے لئے اس کا اقرار کیا ہے، اور قبضہ کے خاوند نے گواہ پیش کئے کہ اس بات پر اس مدعی نے مجھ سے اس چیز کی ہبہ کرنے کی طلب کی تھی۔ تو مدعیٰ کی شہادت باطل ہے۔

مسئلہ نمبر:206 اگر مدعی نے بلاقبضہ گواہ پیش کئے اس بات پر کہ یہ چیز میرا ہے اور قبضہ کے مالک نے اس کا میرے لئے اقرار کیا تھا۔ اور مدعی علیہ نے شہادت پیش کی کہ یہ میرا ہے اور اس (مدعی) نے میرے لئے اس کا اقرار کیا تھا۔ تو اس صورت میں دونوں کے گواہ باطل ہیں اور چیز کو قبضہ کے مالک کیلئے حکم کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر207: زید کے بعض ورثاء اس بات پر گواہ پیش کرتے ہیں کہ زید نے میرے لئے اس کا چیز کا اقرار کیا تھا اور وہ بالکل ٹھیک تھا اور دوسرے ورثاء اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ جب وہ یہ اقرار کر رہا تھا تو وہ مرض الموت میں تھا تو پہلے ورثاء کے شہادت بہتر ہے۔

مسئلہ:204 وکذالوقال المدعی انہ ورث الدارمن ابیہ واقام البینۃ فاقام ذوالید ان اباہ المیت کان اقران الدار لیست لی، اوقال: ماکانت ھذہ لی کانت ذالک مبطلا لبینۃ المدعی ودعوٰہُ۔(1)

مسئلہ:205 رجل ادعی عینافی ید رجل انہ لہ وان صاحب الیداقرلہ بہ واقام البینۃ علی ذلک فاقام المدعی علیہ البینۃ ان المدعی استوھبہ منی بطلت بینۃ المدعی۔(2)

مسئلہ:206 ادعی عینافی ید رجل ولواقام کل واحدبینۃ علی اقرارصاحبہ لہ تھاترتا ،ویقضیٰ لذی الیہ۔(3):

مسئلہ:207 ادعی علی میت حقااوشیئامماکان بیدہ فاقرالوارث انہ لزمہ فی حصتہ حتی لویستقرراذااقرعلی نفسہ فیصح ،وبقیۃ الوارثۃ علی حقوقھم اذ لم یصح اقرارہ۔(4)

:1 فتاویٰ قاضی خان فی مایبطل الدعوی، ج2 ص 402
:2 قاضی خان کتاب الدعوی فی فصل مایبطل الدعوی، ج2 ص 409
:3 ترجیح البینات ص:198
:4 ترجیح البینات ص 169

فصل چہارم

صلح اور رہن کے مسائل

فصل چہارم:

صلح کا مسئلہ:

مسئلہ نمبر208:   گواہ اس بات پر کہ یہ صلح زور اور جبر پر کی گئی ہے بہتر ہے ان سے جو گواہی کرتے ہیں کہ یہ صلح رضا اور خوشی سے کیا گیا ہے۔(1)

رہن کے مسائل

مسئلہ نمبر209:   راہن اور مرتہن شیءمرہون کے ہلاک ہونے کے بعد اس کے قیمت کی بارے میں مختلف ہو گئے اور دونوں نے گواہ قائم کئے تو مرتہن کے گواہ بہتر ہیں۔(2)

208:   اذاادعی احدھماالصلح عن طوع وادعی الاخرعن کرہ فبینۃ مدعی الکررہ اولیٰ۔(1)

209:   اذاختلف الراھن والمرتھن فی قیمۃ لدھن بعد ھلاکہ فالقول للمرتھن۔(2)

1:   ترجیح البینات ،کتاب الصلح، ص:169۔

2:   ترجیح البینات کتاب الرہن، ص:136

2:   ملتقی الابحر فی دعوی الرجلین ج2 ص 115

3:   ملتقی الابحر جلد2 115

مسئلہ نمبر210: رہن کیساتھ قبضہ کے دعوی کرنے والے کے گواہ ہبہ کیساتھ قبضہ کرنے والے کے گواہوں سے معتبر ہیں۔(مثلاً دو دعوی کرنے والے مدعیوں میں سے ایک نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ یہ چیز زید نے مجھے بطور رہن رکھی ہے اور میں نے اس پر قبضہ کیا ہے،اور دوسرے نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ یہ زید نے مجھے بطور ہبہ دی ہے۔یعنی بخش دی ہے۔اور میں نے (اس پر) قبضہ کیا ہے۔لیکن دونوں تاریخ کاذکر نہ کرے۔اور چیز زید کے قبضہ میں ہو،تو رہن کے گواہ معتبر ہے۔یہ حکم تب ہے کہ ہبہ بشرط عوض ہو۔(یعنی واہب نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں یہ آپ کو ہبہ کررہاہوں لیکن اس شرط پر کہ آپ اس کا عوض دینگے)۔لیکن اگر ہبہ بشرط عوض ہو،تو اس صورت میں ہبہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر211: اگر ہبہ بشرط عوض ہو تو رہن کے گواہ ہبہ کے گواہوں سے غیر اولیٰ ہیں۔

مسئلہ نمبر212: رہن رکھنے والے کے گواہ س بات پر کہ تم نے مجھے یہ دو کپڑے بطور رہن دیے تھے اور میں نے قبض کئے تھے معتبر ہیں رہن دینے والے کے گواہوں سے اس بات پر کہ میں نے تم کو صرف ایک کپڑا رہن میں دیا تھا،اور دوسرا نہیں۔

مسئلہ نمبر213: رہن دینے والے گواہ اس بات پر کہ جب میں تم کو یہ چیز رہن پر دیا تھا تو بالکل صحیح اور ٹھیک تھی معتبر ہیں رہن رکھنے والے گواہوں سے جو کہتا ہے کہ یہ جب تم مجھے دے رہے تھے تو اس میں عیب تھا۔

210: والرهن مع القبض اولی من الهبۃ معہ فان کان بشرط العوض فهی اولی۔(1)

211: فان کان بشرط العوض فهی اولی۔(2)

212: ولوقال المرتهن،رهنتینی هذین الثوبین وقبضتهما وقالراهن: رهنت احدهمافاالقول قول الراهن ۔(3)

213: ولواقام الراهن بینۃ انی رهنت الرهن مسلماًقیمتہ عشرة واقامهاالمرتهن انک رهنتہ عندی معیباقیمتہ خمسۃ فبینۃ الراهن اولی۔(4)

1: ملتقی الابحر، باب دعوی الرجلین، ج2 ص 115

2: ملتقی الابحر، ج2 115

3: ترجیح البینات: کتاب الرہن ص: 135۔

4: الزاهدی،مختار بن محمد، مخطوط، کتاب الرہن ،ص316

3: ترجیح البینات ص 172

4: فتاویٰ بزاریہ جلد3 ص 35

مسئلہ نمبر213: رہن کے گواہ بہتر ہیں اجارہ کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر214: رہن رکھنے والے کے گواہ معتبر ہیں رہن دینے والے کے گواہوں سے اس صورت میں کہ رہن رکھنے والا کہتا ہے کہ میں نے تم کو یہ چیز بطور رہن دی تھی اور تم نے قبض کی تھی اور وہ چیز رہن رکھنے والے کے ساتھ موجود ہو لیکن وہ انکار کرتا ہو کہ یہ وہ چیز نہیں جو تم نے مجھے دی تھی بلکہ تم نے مجھے کوئی اور چیز رہن میں دی تھی۔

مسئلہ نمبر215: رہن دینے ولاے کے گواہ معتبر ہیں اس صورت میں کہ رہن رکھنے والا کہتا ہے کہ رہن کیا ہوا چیز میرے قبض کرنے سے پہلے رہن کرنے والے کے ساتھ ہلاک ہو گیا تھا۔

مسئلہ نمبر216: ایک چیز کو قیمۃ خریدنے والے کے گواہ معتبر ہیں رہن کے گواہوں سے جب تاریخ کو ذکر نہ کیا ہو۔ یا دونوں کے تاریخ برابر ہوں (یعنی اس صورت میں کہ ایک مدعی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ چیز میں نے زید سے بیع پر خریدی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ میں نے زید سے بطور رہن لیا ہے۔

213: بینۃ الرھن اولی من بینۃ الاجارۃ۔(1)

214: برھن الراھن انہ رہن منہ ھذالشئی وبرھن المرتہن انہ رھن منہ غیرہ،والدین والعین واحد فبینۃ المرتہن اولی(2)

215: قال الرھن: رھنتک ھذہ العین وقبضتھا منی،والعین قائمۃ فی یدالمرتھن ،وھومنکر،اوقال:بل رھنتنی عینااخری،فالقول والبینۃ للمرتھن،وان کانت العین ھالکۃ:فالبینۃ للراھن اذاکانت قیمۃ مایدعیہ الراھن۔(3)

216: ولوقال المرتھن:ھلک الرھن عندالراھن قبل ان اقبضہ کان القول قولہ والبینۃ بینۃ الراہن۔(4)

1: ترجیح البینات ص 172

2: فتاوىٰ بزازیہ، ج3 ص 35

3: فتاوىٰ بزازیہ، ج2 ص 268

4: ترجیح البینات ص 172

مسئلہ نمبر217:   بکر کے قبضہ میں کوئی چیز تھی دو آدمیوں نے دعویٰ کیا۔ایک دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میں نے زید سے بیع پر خریدی ہے اور دوسرا مدعی گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ میں نے زید سے بطور رہن لی ہے۔ لیکن ایک مدعی نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے نہیں تو جس نے تاریخ کا ذکر کی ہے اس کا گواہ معتبر ہے۔اور اگر دونوں تاریخ ذکر کرتے ہو اور ایک مدعی کے تاریخ دوسرے سے مقدم ہو تو وہی معتبر ہے۔

مسئلہ نمبر218:   ایک شخص نے گواہ پیش کئے کہ یہ چیز میں نے زید سے خریدی ہاے ور دوسرا رہن کے دعویٰ دار ہے۔ لیکن وہ چیز ان دونوں میں سے کسی کے قبضہ میں ہو تو قبضہ رکھنے والے کے گواہ معتبر ہیں۔ لیکن اگر مدعی (جس کے قبضے میں مذکورہ چیز نہیں) کی تاریخ پہلی ہو (قبضہ والے سے) تو پھر مدعی کے گواہ بہتر ہیں۔

217: ادعیاعینابیداخرفبرھن احدھماانہ شراہ من زیدوبرھن الاخر انہ ارتھنہ من زیدولم یورخاوارخاسواء فالشرآاولیٰ۔(1) ولوادخ احدھماالاالاخرفالمؤرخ اولیٰ ولوارخاواحدھمااقدم فھواولی۔

218: ولوکان العین فی ید احدھمافھواولیٰ الااذاسبق تارخ الخارج فھوللخارج۔(2)

1: جامع الفصولین للشیخ محمودبن اسمعیل الشھربابن قاضی سماوہ جلد1 ص 113۔۔۔ناشراسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاون کراچی سن مطبوعہ 1402ء

2: جامع الفصولین جلد1 ص 113

باب پنجم:

مزارعت، مضاربت، شرکت، قسمت، شہادت اور سرقہ کے مسائل

فصل اول: مزارعت کے مسائل

فصل دوم: مضاربت کے مسائل

فصل سوم: شرکت کے مسائل

فصل چہارم: قسمت اور دعوی کے مسائل

فصل پنجم: شہادت کا مسئلہ

فصل ششم: سرقہ کے مسائل اور خاتمہ کتاب بینۃ من لہ الرجحان

فصل اول:

مزارعت {1} کے مسائل

مسئلہ نمبر 219: مزارع کے گواہ اس بات پر کہ تم نے میرے ساتھ آدھا حاصل مقرر کیا تھا معتبر ہیں زمین کے مالک کے گواہوں سے کہ نہیں میں نے تم کو ایک تہائی کی حصہ پر زمین دی تھی۔ اس صورت میں بیج زمین کی مالک کی ہو اور زمین نے فصل کی ہو۔

{۱}: جو شخص کسی اور کی زمیں کو مقررہ حصہ کی عوض پر سنبھال رہا ہو اس کو مزارع کہتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم

219: رجل دفع ارضاوبذرا مزارعۃ جائزۃ فزرعهاالمزارع واخرجت زرعافقال المزارع شرطت لی نصف الخارج وقال رب الارض شرطت لک الثلث کان القول لصاحب الارض مع یمینہ وان اقاما البینۃ یقضی ببینہ المزارع لانها تثبت الزیادۃ۔(1)

1: قاضی خان، کتاب المزارعۃ، ج 3 ص 33

مسئلہ نمبر220:   زمین کے مالک کے گواہ اس بات پر کہ میں نے تمہارے لئے ایک تہائی حصہ مقرر کیا تھا معتبر ہیں مزارع کے گواہوں سے اس بات پر کہ تم نے میرے فصل کی آدھا حصہ مقرر کیا تھا جس صورت میں بیج مزارع کی ہو اور زمین نے فصل کی ہو۔

مسئلہ نمبر221:   مزارع کے گواہ اس بات پر میرے لئے فصل کی آدھا حصہ مقرر کیا گیا تھا معتبر ہیں زمین کے مالک کے گواہوں سے کہ میں نے تمہارے لئے بیس صاع مقرر کئے تھے اس صورت میں کہ تخم اور بیل زمین کی مالک کی ہو اور زمین نے فصل کیا ہو۔

مسئلہ نمبر222:   زمین کے مالک گواہ پیش کرتا ہے کہ میں نے تمہارے لئے آدھا حصہ مقرر کیا تھا اور مزارع کہتا ہے کہ میرے لئے بیس صاع مقرر کئے گئے تھے اسی صورت میں کہ زمین نے فصل نہ کی ہو۔اس صورت میں مزارع کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر223:   اگر مزارع اور زمین کی مالک مختلف ہو گئے مزارعت کے جواز اور عدم جواز میں یعنی فساد میں تو جواز والے کے گواہ معتبر ہیں۔

220:     وان کان البذرمن قبل العامل وقد اخرجت الارض زرعا فاختلفاعلی ھذالوجہ کان القول قول العامل وان اقاماالبینۃ یقضی ببینہ من لابذر منہ۔(1)

221:     واذادفع الرجل الی الرجل ارضایزرعهاببذره وعملہ علی ان الخارج بینهمانصفان فلما حصل الخارج قال صاحب البذر شرطت لک عشرین قفیزامن الخارج وقال رب الارض: شرطت لی النصف منہ فالقول قول صاحب البذر۔(2)

222:     وان لم تخرج الارض شیئا بعدالزرع ،فقال صاحب البذرشرطت لک نصف الخارج وقال صاحب الارض شرطت لی عشرین قفیزا ولی علیک اجرالارض کان القول قول لمزارع وان اقاما البینۃ :کانت البینۃ بینۃ المزارع۔(3)

223:     ولواختلفافی جوازالمزارعۃ وفسادھاوالبینۃبینۃ مدعی الجواب(4)

1:     قاضی خان باب فی اختلاف العاقدین، ج3 ص 33

2:     المبسوط للامام سرخسی جلد26 ص 344

3:     ترجیح البینات ص 177

4:     ترجیح البینات ص 177

مسئلہ 224: کسی نے گواہ پیش کئے کہ فلاں زمین میری ہے حالانکہ اس میں فصل ہو اور قاضی نے بھی حکم کیا کہ زمین اور فصل تمہارے ہیں، پھر مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ اس زمین میں فصل میں نے اپنے بیج سے بویا تھا تو یہ گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 225: ایک شخص نے کسی زمین پر دعوی کیا جس میں درخت تھیں اور قاضی نے اس کیلئے حکم کیا۔ پھر مدعی علیہ نے دعوی کیا کہ اس زمین میں درختیں میں نے بوئے تھے اور مدعی کے گواہوں نے جو گواہی دی تھی تو صرف زمین پر گواہی کی تھی کسی اور چیز پر نہیں تو قاضی مدعیٰ علیہ کے دعویٰ کو قبول نہیں {1} کرے گا۔

{1}: یہ اصل کتاب کا ترجمہ لیکن "نہیں" لفظ کو کاتب نے زیادہ کیا ہے۔ ۱۲۔ مترجم

{2} درجہ بالا دونوں مسائل حوالہ کے خلاف ہیں، کاتب نے چشم پوشی اختیار کی ہے۔ ۱۲۔ مترجم

مسئلہ 224: ولو اقام البينة على ارض فيهازرع،فقضى القاضى بالارض والزرع،ثم ادعى المدى عليه ان الزرع له،واقام البينة انه زرعه ببذره:قبلت۔(1)

مسئلہ 225: ولوادعى ارضافيهااشجارفاقام البينة فقضى له ثم ان المدعى عليه ادعى انه غرس الاشجار،وقد كانوا شهدو بالارض لاغير تسمع دعواه۔(2)

1: ترجیح البینات ص 187

2: ترجیح البینات ص 187

فصل دوم

مضاربت کے مسائل

فصل دوم:

مضاربت {1} کے مسائل:

مسئلہ نمبر 226: کسی نے کسی سے روپے لئے تھے۔اب روپوں کے مالک کہتا ہے کہ میں نے تمہیں روپے مضاربت کیلئے دئے تھے یابضاعت کیلئے دیئے تھے اور وہ کہتا ہے کہ نہیں تم نے مجھے پیسے قرض کے طور پر دیئے تھے۔اس صورت میں پیسوں کے مالک کے گواہ غیر اولیٰ ہیں۔

{1} مضاربت یہ ہے ایک کی جانب سے مال ہو اور دوسرے کے جانب سے کام اور عمل ہو اور نفع میں دونوں شریک ہو۔۱۲ مترجم

مسئلہ 226: ولوقال المضارب اقرضتنی ،وقال رب المال ،مضاربۃ اوبضاعۃ کان القول لرب المال ۔(1)

1: فتاوی قاضی خان، ج،3 ص 7

مسئلہ نمبر227: کسی نے کسی سے روپے لئے اوراب وہ گواہ پیش کرتاہے کہ یہ روپے میں نے مضاربت پر لئے ہیں اس کے گواہ بہتر ہیں اس کے گواہوں سے جس نے روپے دئے تھے اور گواہ پیش کرتاہے کہ میں نے تمہیں بطور قرض دئے تھے۔ لیکن اسی صورت میں کہ لینے والے نے اگرمال میں تصرف کیاہو تومال لینے والا ضامن ہے۔

مسئلہ نمبر228: پیسوں کے مالک کے گواہ جو گواہ پیش کرتاہے کہ میں نے اس کو پیسے قرض دئے تھے معتبر ہیں اس شخص کے گواہوں سے جس نے روپے لئے ہیں اور گواہ پیش کرتاہے کہ میں نے یہ بطور مضاربت کے لئے ہیں لیکن اسی صورت میں کہ پیسہ لینے والے نے مال میں کوئی تصرف نہیں کیاہو توکوئی ضمان اور تاوان نہیں لینے والے کے ذمے۔

مسئلہ نمبر229: صاحب قبضہ کے گواہ کہ میں نے پیسے مضاربت پر لئے ہیں بہتر ہیں رب المال کے گواہوں سے کی میں نے تمہیں پیسے بضاعت کے طور پر دیئے تھے۔

مسئلہ نمبر230: مضارب کے گواہ معتبر ہیں اگر دونوں مختلف ہوگئے نفع کے مقرر کردہ اندازہ میں مضارب کیلئے (مثلا: مضارب کہتاہے کہ تم نے میرے لئے آدھا نفع مقرر کیاتھااور مالک کہتاہے کہ نہیں میں ایک تہائی حصہ مقرر کیا تھا۔

مسئلہ227 لوقال رب المال :ھوقرض وادعی القابض المضاربۃ فان کان بعد ماتصرف فالقول لرب المال والبینۃ بینۃ ایضا والمضارب ضامن۔(1)

مسئلہ228: وقبل التصرف فالقول لہ ولاضمان علیہ ای القابض۔(2)

مسئلہ229: لوقال رب المال:ھوقرض وادعی القابض المضاربۃ فالقول لرب المال والبینۃ بینۃ ایضا۔(3)

مسئلہ230 ولواختلفافی قدرماشرطامن الربح للمضارب فالقول لرب المال مع یمینہ والبینۃ للمضارب۔(4)

1: ترجیح البینات للغانم البغدادی ص 149

2: ایضا ص 140

3: ایضا ص140

4: ایضا ص 140

مسئلہ نمبر231:   قرض اور مضاربت کے گواہوں میں قرض کے گواہ معتبر ہیں۔(مثلا: زید بکر سے کہتا ہے کہ وہ روپیہ تم نے مجھے بطور قرض دئے تھے اور بکر کہتا ہے کہ بطور مضاربت) تو زید کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر232:   جس کسی نے کسی دوسرے کو بطور مضاربت روپے دیے ہیں اس کے گواہ معتبر ہیں اگر دونوں مختلف ہو گئے تصرف کے بعد خاص کرنے اور نہ خاص کرنے میں۔

مسئلہ نمبر233:   اگر رب المال کہتا ہے کہ میں نے وہ پیسے دئے خاص بعام اور تجارت کیلئے اور مضارب کہتا ہے کہ تم نے مجھے کوئی خاص تجارت کا نام نہیں لیا تھا۔ تو اگر روپیہ لینے والے نے ابھی تک ان روپوں میں تصرف نہیں کیا تھا، (یعنی ابھی تک کوئی چیز نہیں خریدی تھی) تو اس کیلئے عام تجارت کرنے کا حق نہیں۔ (یعنی خاص بعام کے تجارت کرے اس کیلئے)۔

مسئلہ نمبر234:   اگر مضارب رب المال ادونوں اس پر متفق ہو گئے کہ ہم نے خاص قسم کا تجارت مقرر کیا تھا، لیکن دونوں جنس اور قسم میں مختلف ہو گئے (مثلا: دونوں مانتے ہیں کہ بعام کا تجارت مقرر کیا گیا تھا لیکن ایک کہتا ہے کہ خاص گندم کی تجارت مقرر کی گئی تھی اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں، تو مضارب کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 231:   بينة مدعى القرض اولى من بينة المضاربة(1)

مسئلہ 232   وان اختلفابعدالتصرف فالقول للمضارب۔(2)

مسئلہ 233:   ولوقال رب المال:دفعت مضاربة فى الطعام خاصة وقال المضارب ماسميت لک تجارة بعينها،فان كان قبل التصرف لايكون للمضارب فى العموم۔(3)

مسئلہ 234:   وان كان اتفقاعلى المضاربة الخاصة واختلفافى جنس التجارة فالقول لرب المال والبينة للمضارب۔(4)

1: ترجيح البينات ص 140

2: ايضا ص 140

3: ايضا ص 40

4: ايضا ص 40

مسئلہ نمبر 235 مضارب کے گواہ کہ تم نے مجھے نقد اور قرض دونوں کا حکم دیا تھا اور رب المال کہتا ہے کہ میں نے تمہیں صرف نقد معاملے کا حکم دیا تھا۔اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہو تو پیسہ لینے والے کی بات معتبر ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کئے تو خاص کرنے والے کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر236: مضارب اور رب المال مختلف ہوگئے راس المال میں مضارب کہتا ہے کہ میں نے تم کو راس المال دیا تھا اور پیسوں کے مالک انکار کرتا ہے ک(یعنی مضارب کہتا ہے کہ تم نے تقسیم سے پہلے راس المال لیا تھا اور مالک انکار کرتا ہے) تو مضارب کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر237: مضارب اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے کہ تم نے میرے لئے منافع کا تیسرا حصہ مقرر کیا تھا اور مالک کہتا ہے کہ میں نے تیرے لئے ایک تہائی مقرر کیا تھا لیکن دس کم،تو مضارب کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ235: ولوقال المضارب:امرتنی بالنقدوالنسیئۃ،وقال رب المال امرتک بالنقدفالقول للمضارب والبینۃ لمدعی التخصیص۔(1)

مسئلہ236: واذاختلفارب المال مع المضارب ،فقال المضارب رددت علیک راءس المال بعد مااقتسمنا وانکررب المال فالقول قول رب المال۔(2)

مسئلہ237: ولوکاقال رب المال :شرطت لک ثلث الربح الاعشرۃ وقال المضارب لابل شرطت لی ثلث الربح کان القول قول رب المال۔(3)

1: وجیز ، ج:2ص 318

2: ترجیح البینات ص: 143

3: قاضی خان ،کتاب المضاربۃ، ج،3 ص7

مسئلہ نمبر238:　　مضارب اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے کہ تم نے میرے ساتھ سو روپیہ کا وعدہ کیا تھا کہ منافع سے کم دونگا یا اس بات پر تم نے میرے لئے کچھ مقرر نہں کئے تھے اور اب مناسب اجرت کا مطالبہ کرتا ہے تو مضارب کے گواہ معتبر ہیں مالک کے گواہوں سے اس بات پر کہ تیرے لئے منافع کا آدھا حصہ مقرر کیا گیا تھا۔

مسئلہ نمبر239:　　زید نے بکر سے مضاربت پر پیسے لئے تھے ان پیسوں سے تجارت کیا منافع کمایا اور دونوں نے آپس میں بانٹ دیا۔اب دونوں مختلف ہوگئے راس المال میں کہ زید گواہ پیش کرتا ہے کہ بکر نے اقرار کیا تھا کہ زید نے مجھے راس المال منافع کے بعد واپس دیا ہے اور بکر گواہ پیش کرتا ہے کہ زید نے اقرار کیا تھا کہ میں نے راس المال زید کو نہیں دیا ہے،اور دونوں نے اقرار کرنے کے تاریخ تعین کئے تو جو بھی پہلا تاریخ ذکر کرے گا اس کے گواہ معتبر ہونگے ،اور اگر دونوں نے ایک تاریخ ذکر کیا تو مضارب یعنی زید کے گواہ بہتر اور معتبر ہیں۔

مسئلہ238:　　ولوقال رب المال شرطت لک نصف الربح وقال المضارب شرطت لی مائۃ درھم اولم تشترط لی شیئامالی اجرالمثل کان القول لرب المال۔(1)

مسئلہ239:　　برہن المضارب علی اقرار رب المال انہ رد علیہ راس المال بعد الانقسام و برہن رب المال علی ان المضارب اقر انہ لم یرد علیہ رأس المال و ارّخا فا الاسبق اولی و ان ارّخا و تاریخہما سوآء فبینۃ المضارب اولی(2)

1:　ترجیح البینات ص 143

2:　ترجیح البینات ص 144

فصل سوم

شرکت کے مسائل

فصل سوم:

شرکت کے مسائل

مسئلہ نمبر 240: دو آدمیوں نے شرکت معاوضہ کیا، اب ان دونوں میں سے ایک نے دو وکیلوں سے کہا کہ ہمارے لئے ایک غلام خرید لو اور انہوں نے خرید لیا۔ پھر دونوں شرکت ختم کرنے کے بعد مختلف ہو گئے غلام کے بارے میں، تو جس نے خریدنے کا حکم دیا تھا وہ کہتا ہے کہ یہ غلام میرا ہے اور یہ انہوں نے میرے لئے ہمارے راہیں جدا ہونے کے بعد خرید لیا تھا اور دوسرا اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے کہ غلام کو دوران شرکت خرید لیا تھا اس لئے شریک ہے تو جس نے خریدنے کا حکم نہیں کیا تھا اس کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 241: ایک شخص نے گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص کا مال ہمارے درمیان شریک ہے شرکت معاوضہ سے تو مدعی کیلئے نصف مال کا حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر 242 کسی نے دعوی کیا کسی ایسی چیز پر جو کسی اور کے قبضہ میں ہے تو دعوی کیا کہ یہ چیز ہمارے درمیان شریک ہے اور مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ یہ صرف میری ملکیت ہے اور اس نے اپنا حصہ شراکت مجھے ہبہ کیا ہے اور میں نے قبض کیا تھا تو مدعی کے یہ گواہی قبول ہے۔

مسئلہ 240: ولوامراحدالمتفاوضین رجلین یشتریان عبدالھا،وسمی جنس العبد والثمن فاشتریاہ،وقدافترق المتفاوضان عن الشرکۃ،فقال الامیر اشتریاہ بعدالتفرق فھو لی خاصۃ،وقال الاخراشتریاہ قبل التفرق فھوبیننافکان القول قوالامروالبینۃ بینۃ الاخران اقاماالبینۃ۔(1)

مسئلہ 241: اقام المدعی بینۃ انہ معاوضۃ وشھدالشھود و ان ھذاالمال الذی فی یدیہ من شرکتھما فانہ یقضی للمدعی بنصفہ۔(2)

مسئلہ 242: ولون ان المدعی ادعی عینا انہ لہ خاصۃ وھب شریکہ منہ حصتہ ،اقام البینۃ علی الھبۃ والقبض قبلت بینۃ(3)

1: ترجیح البینات ص 143
2: ترجیح البینات ص 143
3: ترجیح البینات ص 144

مسئلہ نمبر243 کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کے ساتھ اس کے غلام میں شریک ہوں۔اور قاضی نے مدعی کیلئے حکم دیا کہ آدھا تیرا ہے۔اس کے بعد مدعی علیہ نے دعوی کیا کہ غلام تو میرے باپ سے مجھے ورثے میں ملا ہے،تو مدعی علیہ کے یہ گواہی قابل قبول نہیں ۔لیکن اگر مدعی کے طرف سے ملکیت کی حاصل کرنے کی دعویٰ کرتا کہ اس نے مجھے اپنا حصہ ہبہ کیا ہے تو پھر مدعی علیہ کے گواہی قبول ہے۔

مسئلہ نمب244: تخصیص کے گواہوں سے اشتراک کے گواہ اولیٰ ہیں۔

مسئلہ 243: ولو ان رجلا ادعی عبدافی ید رجل انہ شریک ذی الید فی ھذالعبد واقام البینۃ وقضی لہ بنصف العبد،فادعی ذوالید بعد ذلک انہ میراث لہ من ابیہ لاتقبل بینۃ الا ان یدعی التلقی من المقضی لہ۔(1)

مسئلہ 244: بینۃ الاشتراک اولی من بینۃ الاستقلال۔(2)

1:ترجیح البینات،ص:144

2:درجہ بالا حوالہ ص:188

فصل چہارم

قسمت اور دعوی کے مسائل

فصل چہارم

قسمت کے مسائل

مسئلہ نمبر245: دوآدمیوں نے ایک بڑاگھر تقسیم کیااوراپنااپناحصہ لیالیکن بعد میں ان میں سے کسی نے دعوی کیاکسی ایسی کمرہ پر جودوسرے کے قبضے میں تھااور گواہ بھی پیش کئے کہ یہ تقسیم میں میرے حصے میں آئی تویہ گواہ قبول ہیں۔

مسئلہ نمبر246:: اگردوافراد کسی ایسی دیوار کے بارے میں مختلف ہوگئے جودونوں کے حصوں کے درمیان میں واقع تھااوران میں سے ہرایک دعویٰ کرتاکہ یہ میراحصہ ہے اوراس کے حصے میں داخل ہوگئی ہے اوردونوں نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ بھی پیش کئے تودونوں کیلئے حکم کیاجائے اس حد کاجودوسرے کے حصہ میں ہے۔

مسئلہ نمبر247: جوگواہ اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ یہ پرانا ہے، معتبر ہیں ان سے جوکہتے ہیں کہ یہ نیا ہے۔

مسئلہ 245: لواقتسمادارا،واخذ کل واحدطائفۃ،وادعی احدھابیتافی یدالأخروقع فی قسمہ واقاماالبینۃ اخذبینۃ المدعی۔(3)

مسئلہ 246: ولواختلف فی حد وحائط بین النصیبین فقال کل واحد ۔ھذانصبی ادکل فی نصب صاحبی واقاماالبینۃ قضی لکل واحد منھا بالحد الذی فی ید صاحبہ۔(1)

مسئلہ 247: ولواختلفافاقام احدھماالبینۃ علی القدوم والاخر علی انہ محدث فبینۃ القدوم اولیٰ۔(2)

1: فتاوی بزازیہ ،ج: 3 ص 75

2: ایضا،ص75۔

3: خلاصۃالفتاوی،ج3،ص230

دعوی کے مسائل

مسئلہ نمبر248 زید پر کسی کے ہزار روپے تھے اب دو گواہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ پیسے زید کو س نے معاف کئے ہیں اور اس کا ذمہ فارغ کیا ہے ان کے گواہی بہتر ہے ان سے جو گواہی کرتے ہیں کہ زید کے ذمے وہ پیسے باقی ہیں اور دونوں نے تاریخ کا ذکر نہ کیا ہو۔

مسئلہ نمبر249: کسی کی موت پر گواہی دینے والا معتبر ہیں اس کے زندہ ہونے کے گواہوں سے۔

مسئلہ 248: اذاتعارضت بینۃ الدین وبینۃ البرآءۃ ولم یعلم التاریخ قدمت بینۃ البرءۃ۔(3)

مسئلہ249: بینۃ الموت اولی من بینۃ الحیوۃ(4)

:1 ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمدبن بکر، الاشباہ و النظائر ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ط 1999۔ ص: 228

:2 بینۃ من لہ الرجحان، ص12۔

مسئلہ نمبر250: مدعیٰ علیہ کے گواہ معتبر ہیں مدعی کے گواہوں سے اس بات پر کہ اس نے مجھے اپنا حق معاف کیا ہے اور مدعی گواہ پیش کرتے ہیں کہ نہیں میرے اب بھی اس کے ذمے اتنا مال باقی ہے۔

مسئلہ نمبر251: مدعی گواہ پیش کرتے ہیں کہ اس شخص کے ذمے میرا اتنا مال باقی ہے ور مدعی علیہ براءت پر گواہ پیش کرتے ہیں (کہ میرے ذمے اس کا کچھ نہیں) تو مدعی کے گواہ معتبر ہیں اگر براءت کا تاریخ پہلا ہو، اور اگر براءت کی تاریخ بعد میں ہو تو براءت کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر252: گذشتہ مسئلے میں اگر دونوں نے تاریخ کاذکر نہ کیا ہو یا دونوں نے ایک تاریخ ذکر کیا ہو یا دونوں میں سے کسی ایک نے تاریخ کاذکر کیا ہو اور دوسرے نے نہ کیا ہو توان سب صور توں میں براءت (یعنی بیزاری ظاہر کرنے والے) کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر253: مدعی بلاقبضہ کے گواہ معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے جب دونوں ملک مطلق کے دعویدار ہوں (یعنی دونوں اپنے اپنے ملک کے دعویدار ہوں) کہ یہ میرا ہے۔

مسئلہ 250: اذا شهدوا على المال و اخرى با الابراء فبينة الابرآء اولى(1)

مسئلہ 251: قامت بينة على المال وبينة على البراءة ،وارخافان كان تاريخ البرآءة سابقا يقضى بالمال وان كان لاحقا يقضى بالبراءة۔ (2)

مسئلہ252: فان لم يؤرخااوارخت احدهم دون الاخرى اوارخاوتاريخهاسوآء فالبراءة اولى۔(3)

مسئلہ 253: حجة الخارج فى الملك المطلق اولى من حجة ذى اليد۔(4

1: جامع الفصولين،ج:1 ص 103

2: ترجيح البينات ص: 147۔

3: ايضا ص 147

4: الدرالحكام فى شرح غررالاحكام خانہ ج2 ص 344

مسئلہ نمبر254: مدعی بلاقبضہ کے گواہ معتبر ہیں قبضہ رکھنے والے کے گواہوں سے جب دونوں ملک مطلق کے دعویدار ہوں۔اور دونوں نے تاریخ ذکر کیا ہو لیکن ایک تاریخ ذکر کیا ہو۔

مسئلہ نمبر255: اگر دونوں (مدعی، مدعی علیہ) ملک مطلق کے دعویدار ہوں تو مدعی بے قبضہ کے گواہ بہتر ہیں لیکن اگر دونوں نے تاریخ ذکر کیا ہو اور صاحب قبضہ کے تاریخ مقدم ہو تو پھر قبضہ رکھنے والے کے گواہ معتبر ہیں تو حکم کیا جائیگا قبضہ کی مالک کیلئے جیسا کہ حکم کیا جاتا ہے پالتو جانوروں یا گھریلو چیزوں کے بارے میں (مثلا مدعی بلاقبضہ گواہ قائم کرتے ہیں کہ یہ جانور میرا پدری ملکیت ہے اور صاحب قبضہ بھی اس پر گواہ پیش کرتے ہیں تو صاحب مال کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر256: دوافراد نے کسی ایسی چیز پر دعویٰ کی اجو کسی اور کے قبضے میں تھا۔تو ایک نے اس پر گواہ پیش کئے کہ چیز دس سال سے میرا ہے اور دوسرے نے اس بات پر کہ یہ پانچ سال سے میرا ہے تو حکم کیا جائیگا مقدم کیلئے (یعنی جس کا وقت مقدم ہو) اور اگر تاریخ ذکر نہ کیا ہو تو پھر دونوں کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر257: وہ مدعی جو قبضہ کی مالک نہ ہو گواہ پیش کرتے ہیں کہ یہ گھر میرا ہے ایک سال سے کے گواہ معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ گھر میرے قبضے میں ہے دو سال سے۔

مسئلہ254: خارج وذوالید ،اقاماالبینۃ علی ملک مطلق وارخاوتاریخھاسواء یقضی للخارج۔(1)

مسئلہ 255: ان الخارج مع ذی الیدلوادعیاملکامطلقا،فالخارج اولی فی کل الصورالااذاارخاوسبق تاریخ ذی الید،فانہ یقضی لہ کما یقضیٰ لہ فی النتاج۔(2)

مسئلہ 256: عین فی ید ثالث ،اقام احدھماالبینۃ انہاملکہ منذعشرسنین واقام الاخرالبینۃ انھاملکہ منذخمس سنین فھولصاحب الوقت الاول،ولولم یؤرخافھوبینھما۔(3)

مسئلہ 257: ولوبرھن الخارج انہ لہ منذبینۃ ،وبرھن ذوالیدانہ بیدہ منذسنین فھوللخارج۔(4)

1: ترجیح البینات ص 151

2: ترجیح البینات ص 159

3: ترجیح البینات ص 148

4: ایضا ص160

مسئلہ نمبر258: دوافراد کے قبضہ میں ایک گھر ہے۔دونوں دعویٰ کرتے ہیں اور گواہ پیش کرتے ہیں کہ یہ گھر میرا ہے۔تو حکم کیا جائیگا ہر ایک کیلئے اس حصے کے بارے میں جو دوسرے کے قبضے میں ہو۔

مسئلہ نمبر259: وہ مدعی جو صاحب قبضہ نہ ہو کے گواہ معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے جب دونوں نے تاریخ کاذکر نہ کیا ہو یادونوں نے ایک تاریخ کاذکر کیا ہو۔

مسئلہ نمبر260: اگردوافراد زید سے کسی چیز کے خریدنے کادعوی کرتے ہو اور گواہ پیش کرے اور دونوں صاحب قبضہ نہ ہو۔ان میں سے ایک تاریخ ذکر کرتا ہے اور دوسرا نہیں تو تاریخ ذکر کرنے والے کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر261: اگردونوں نے تاریخ ذکر کیا تو مقدم تاریخ والے کے گواہ معتبر ہیں اور عوی کے چیز ان کے قبضہ میں ہو۔

مسئلہ نمبر262: اگردومدعیوں نے اپنی اپنی دعوی پر (ملک مطلق یا میراث) کے گواہ پیش کئے اور دونوں کے تاریخ ایک ہو یا دونوں نے تاریخ ذکر نہ کیا ہو، یا صرف اک نے تاریخ ذکر کیا ہو اور ان دونوں میں سے ایک بھی صاحب قبضہ نہ ہو، تو دونوں مدعی برابر ہیں، (یعنی دونوں کیلئے برابر حصے کا حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ 258 صاحبا الید،اقام کل واحدمنھماانھادارہ یقضی لکل واحدبمافی یدصاحبہ۔(1)

مسئلہ 259: فان کان العین فی ید احدھماولم یؤرخااوارخاوتاریخھماسواء فاالخارج اولیٰ۔(2)

مسئلہ 260: وان ارخ احدھماالاالاخرفھوللمؤرخ اتفاقا۔(3)

مسئلہ 262: لوادعیاملکامطلقا والعین فی یدثالث ولم یورخااوارخاتاریخاواحداوبرھنا،یقضی بینھماالاستواء ھمافی الحجۃ۔(4)

1: ترجیح البینات ص 151

2: ترجیح البینات ص 152

3: ایضا ص: 151

4: ایضا ص: 154

مسئلہ نمبر 263: اگر دونوں مدعیوں نے اپنی اپنی دعووں پر گواہ پیش کئے اور تاریخ بھی ذکر کیا تو ان میں سے جس کا تاریخ مقدم ہو اس کے گوا معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 264: صاحب قبضہ نے گواہ پیش کئے کہ یہ چیزیں میں نے مدعی سے خریدی ہے اس کے گواہ معتبر ہیں مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) سے کہ گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ میری ہے۔

مسئلہ نمبر 265: صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) سے اگر دونوں ایک جہت سے دعویٰ کر رہے ہو۔ (مثلا مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) دعویٰ کر رہا ہو کہ گھر میں نے زید سے خرید لیا ہے۔ اور صاحب قبضہ بھی یہی دعویٰ کر رہا ہو، اور دونوں نے تاریخ کا ذکر کیا یا ایک تاریخ ذکر کیا، اور اگر دونوں نے تاریخ ذکر کیا لیکن ایک کا تاریخ مقدم تھا تو وہ معتبر ہے۔ اور اگر ایک نے تاریخ کا ذکر کیا اور دوسرے نے ذکر نہ کیا تو اسی صورت میں صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں اس صورت کے برعکس کہ اگر دونوں کسی ایسی گھر پر دعویٰ کر رہے ہو کہ جو بیچنے والے کے قبضہ میں ہو، اور ان میں سے ایک تاریخ کا ذکر کرے اور دوسرا نہ کریں تو تاریخ ذکر کرنے والے کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 263: وان ارخوتاریخ احدهمااسبق یقضٰی للاسبق ۔(1)

مسئلہ 264: وان برهن خارج علی ملک مطلق وذوالیدعلی الشرآ،منہ فهو اولیٰ ۔(3)

مسئلہ 265: بینة ذي الید اولی ان ادعی کل واحد منهما من جهة واحدة و لم یؤرخا او او ارّخا و تاریخ احدهما اسبق فحینئذ یقضی لاسبقهما،وان ارّخ احدهما و لم یؤرخ الآخرفهو لذي الید، بخلاف ما اذا ادعیاکان في ید المشتري ارّخ اهدهما و لم یؤرخ الآخر فحینئذٍ بینة صاحب التاریخ اولی.(٤)

1: ترجح البینات ص: 154

2: ملتقی الابحر۔ ج2،ص 116

3: فتاوی قاضی خان کتاب الدعوی، ج:2 ص 345

مسئلہ نمبر266:   مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) اس بات پر گواہ پیش کرتا ہے کہ یہ میرا ہے دو سالوں سے معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ میری قبضہ میں ہے تین سال سے، امام اعظمؒ سے روایت ہے کہ یہ چیز صاحب قبضہ کی ہو گی۔

مسئلہ نمبر267:   کسی نے دعویٰ کیا اور گواہ پیش کئے کہ یہ چیزاب میری قبضہ میں ہے معتبر ہیں اس مدعی کے گواہوں جو کہتا ہے کہ یہ میری قبضہ میں ہے ایک مہینے سے۔ اس طرح اگر ایک مدعی دعویٰ کرے کسی چیز پر اور گواہ قائم کرے کہ یہ چیز میری قبضہ میں ہے ایک جمعہ سے معتبر ہیں ان سے جو گواہ قائم کرے کہ میری قبضہ میں ہے ایک مہینے سے۔

مسئلہ نمبر268:   ایک شخص کے قبضے میں ایک غلام تھا اس نے دعویٰ کیا کہ میرا غلام ہے دس سال سے اور گواہ پیش کئے اور کسی دوسرے نے دعوی کیا اور گواہ پیش کئے کہ یہ میرا غلام ہے ایک سال سے میرے قبضے میں تھا پھر صاحب قبضہ نے اسے مجھ سے غصب کیا۔ تو غلام کا حکم صاحب قبضہ کیلئے کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر269:   گواہ اس بات پر کہ اسی راستے میں جانوروں کی جو صحن چراگاہ ہے یہ نیا بنایا گیا ہے معتبر ہیں اس کے گواہوں سے جو کہتے ہیں کہ یہ پرانا ہے۔

مسئلہ 266:   ولوبرهن الخارج انہ لہ منذسنتين وبرهن ذواليدانہ انہ بيده منذثلاث سنتين فهو للخارج وعن ابی حنيفة انہ لذی اليہ۔(1)

مسئلی 267:   ولواقام احدهماالبنية انہ كان فی يده منذ شهرواقام الاخرالبينة انہ كان فی يده منذجمعة هلہ القاضی فی يد مدعی الجمعة۔(2)

مسئلہ 268::   عبد فی يد رجل اقام البينة انہ كان عبده منذعشرسنين،واقام الاخرالبينتانہ عبده وكان فی يده منذسنة حتی اغتصبہ الذی فی يده ،فهولمن فی يده۔(3)

مسئلہ 269:   كنيف فی طريق العامہ ،فزعم غيره انہ محدث،وزعم صاحبہ انہ قديم واقاماالبينة ،فاالبينة بينة من يدعی انہ محدث۔(4)

1:     ترجيح البينات ص 160

2:     فتاوی قاضی خان ،كتاب الدعوی ج2،ص 314۔

3:     ايضا ص: 315

4:     ترجيح البينات۔ ص: 265۔

مسئلہ نمبر270: جبر کے گواہ معتبر ہیں رضا کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر271: مقروض کے گواہ مقبول ہیں قرض چکھانے پر یا ابراء کرنے پر اور اس نے پہلے یہ انکار بھی کیا ہو کہ میرے ذمے اس کا کچھ بھی باقی نہیں۔

مسئلہ نمبر272: صاحب مال کے گواہ بہتر ہیں مقروض کے گواہوں سے اس بات پر صاحب مقروض کے مالدار ہونے کا دعوی کرتے ہو اور مقروض اس بات پر کہ میں مفلس اور غریب ہوں۔

مسئلہ نمبر273: کسی شخص نے کسی اور پر دعوی کیا کہ تم نے مجھے ہزار روپے دینے ہیں اور گواہ پیش کئے اور مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ میرے ذمے تیرا کچھ باقی نہیں یا وہ پیسے تم نے مجھے (ابراء) یعنی معاف کئے تھے۔ تو مدعٰی علیہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 270: بینۃ الاکراہ اولی من بینۃ الطوع ۔(1)

مسئلہ 271: ولوادعی الفا،فقال المدعی علیہ،ماکان لک علیّ شئی قط،فااقام المدعی البینۃ علی المال،ثم اقام المدعی علیہ البینۃ علی القضاء اوالابراءقبلت۔(2)

مسئلہ 272: بینۃ الیسار اولی من بینۃ العسار(3)

273: وان ادعی الفا،فقال المدعی علیہ:ماکان لک علی شئی قط،فاقام المدعی البینۃ علی الالف،ثم اقام المدعی علیہ البینۃ علی القضاء اوالابراء تقبل(3)

1: الدرر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الشہادات، باب القبول و عدمہ، ج:2،ص384۔

2: ترجیح البینات ص 220

3: قاضی خان :کتاب الدعوِی،ج :ص :208

4: ترجیح البینات ص: 221

مسئلہ نمبر274: کسی نے کسے اور پر ہزار روپے کے بارے میں دعوی کیا اور گواہ پیش کئے کہ تم نے ہزار روپے دینے ہیں اب مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ میں تم کو نہیں جانتا یا یہ کہ وہ مال میں نے تم کو واپس کیا ہے یا تم نے ابراء کیا تھا تو جامع صغیر میں ہے کہ مدعی علیہ کے گواہ قبول نہیں اور قدوری میں ہے کہ مدعی علیہ کے گواہ قبول ہیں۔

مسئلہ نمبر275: بیع کے گواہ معتبر ہیں ابراء کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر276: مدعی نے کسی چیز پر گواہ پیش کئے کہ چیز میری ہے۔ پھر مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ مدعی کے گواہوں نے اس چیز کے دعویٰ کیا تھا اپنے لئے تو مدعی کے گواہ قبو{1}ل ہیں۔

مسئلہ نمبر277: مدعی جو صاحب قبضہ نہ ہو کہ گواہ معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے اگر دونوں دعویٰ کرتے ہو کہ یہ پنیر میرا ہے اور میں نے اپنے بکری کی دودھ سے تیار کیا ہے۔

{1} یہ عبارت غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ قبول نہیں لیکن اگر مدعی سے مراد پہلا مدعی علیہ مراد لیا جائے تو پھر ٹھیک ہے۔ ۱۲۔ مترجم

مسئلہ 274: و ان ادعی الفا، فقال المدعی علیہ ما کان لک علیّ شیء قطّ،و لا اعرفک فاقام المدعی البینۃ علی المال ثم اقام المدعی علیہ البینۃ علی القضآء او الابرآء، ذکر فی جامع الصغیر انھا لا تقبل،و ذکر القدوری عن اصحابنا انھا تقبل)(1)

مسئلہ 275 بینۃ البیع اولی من بینۃ الابرآء۔(2)

مسئلہ 276 رجلٌ ادعی عیناً في ید انسانٍ و اقام البینۃ انّہاله، ثم ان المدعی علیہ اقام البیّنۃ انّ الشھود قد ادعوا ھذا العین جازت شھادتہم.(3)

مسئلہ 277: ولو قال المدعی ھذاالجبن لی، صنعتہ من البن شاتی ھذہ،واقام الخارج البینۃ علی مثل ذالک،فانہ یقضی بالشاۃ للخارج (4)۔

1: قاضیخان، کتاب الدعوی، ج:2، ص 309
2: ایضا ص: 308
3: ایضا ص: 309
4: فتاوی قاضی خان ج2 ص 326

مسئلہ نمبر278: صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں مدعی(جو صاحب قبضہ نہ ہو) کے گواہوں سے اگر دونوں گواہ پیش کر رہے ہو کہ یہ میرا غلام میری ملکیت میں میری غلام اور باندھی نے جنا ہے۔

مسئلہ نمبر279: اگر مدعی (بلاقبضہ)اور صاحب قبضہ دونوں نے گواہ پیش کئے کہ یہ پنیر میری ہے اور میں نے اپنی دودھ سے تیار کیا ہے (یعنی ان دودھ سے جو میری ملکیت میں تھی) تو مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر280: اگر مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) اور صاحب قبضہ دونوں نے گواہ پیش کئے اس بات پر کہ یہ میری باندھی ہے اور اس نے اس غلام کو جنا ہے میری ملکیت میں تو مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 278: ولوان عبدافی ید رجل اقام هوالبینۃ انہ عبدہ ،ولدفی ملکہ من امتہ وعبدہ،واقام خارج البینۃ علی مثل ذالک،یقضی بالعبدلذی الید۔(1)

مسئلہ 279: ولواختصمافی جبن،فقال الخارج ،هولی صنعتہ من لبن کان لی،وصاحب الیدادعی مثل ذالک ،فانہ یقضی بہ لذی الید۔(2)

مسئلہ 280: ولو اقام ذوالیدالبینۃ علی امۃ فی یدہ انهاامتہ،ولدت هذالعید فی ملکی واقام خارج البینۃ علی ان هذہ امتہ ولدت هذالعبد فی ملکی فانہ یقضی بالامۃ للمدعی۔(3)

1: فتاوی قاضی خان ج2 ص 326

2: فتاوی قاضی خان ج2ص 326

3: فتاوی قاضی خان ج2 ص 326

مسئلہ 281: اگر صاحب قبضہ اس بات پر گواہ پیش کریں کہ میرا غلام ہے اور میری باندھی نے میرے ملکیت میں جنا ہے۔ معتبر ہیں مدعی غیر قبض کے گواہوں سے کہ یہ میرا غلام ہے،اور میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے۔

مسئلہ نمبر 282: کسی کے قبضے میں غلام تھا۔ دو افراد نے غلام پر دعویٰ کیا اور گواہ پیش کئے کہ یہ غلام میرا ہے میری ملکیت میں میری غلام اور باندھی سے پیدا ہوا ہے تو حکم کیا جائیگا دونوں کیلئے برابر کہ یہ نصف ایک مدعی کا ہے اور نصف دوسرے کا۔

مسئلہ نمبر 283: اگر صاحب قبضہ اور مدعی جو (صاحب قبضہ نہ ہو) دونوں نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ یہ مرغی میری ہے میری ملکیت میں پیدا ہوئی ہے، تو صاحب قبضہ کے گواہ بہتر ہیں۔

مسئلہ نمبر 284: اگر مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) اور صاحب قبضہ دونوں نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ یہ میری باندھی ہے اور اس نے اس غلام کو جنا ہے میری ملکیت میں تو مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 281: ولوان عبدافی یدرجل اقام رجل البینۃ انہ عبدہ ولد فی ملکہ ،واقام ذوالیدالبینۃ انہ عبدہ ولدمن امتہ ھذہ،فانہ یقضی بالعبد للذی فی یدیہ۔(1)

مسئلہ 282: عبدفی یدرجل اقام رجل البینۃ انہ عبدہ ،ولدفی ملکہ من امتہ ھذہ ومن عبدہ ھذا،واقام رجل آخرالبینۃ علی مثل ذالک،فانہ یقضی بالعبدبین الخارجین نصفین۔(2)

مسئلہ 283: و لو ادعى دجاجاً في يد رجلٍ انّه له،خرج في ملكه و اقام ذواليد البينة على مثل ذالك، فانّه يقضى به لذى اليد.(3)

مسئلہ 284: برھن الخارج ان ھذہ امتہ ولدت ھذالقن فی ملکہ وبرھن ذوالیدعلی مثلہ یحکم بھاللمدعی۔(4)

1: قاضی خان، کتاب الدعوی، ج 2،ص 327

2: گذشتہ حوالہ ص 326

3: ترجیح البینات کتاب الدعوی ،ص:237۔

4: جامع الفصولین، ج:1 ص: 108

مسئلہ نمبر 285: صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) کے گواہوں سے اگر صاحب قبضہ اس بات پر گواہ پیش کرے کہ غلام یا جانور میرا ہے یہ پیدا ہوا تھا بائع کی ملکیت میں اور مدعی جو صاحب قبضہ نہ ہو گواہ پیش کرے کہ یہ میرا ہے اور میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے۔

مسئلہ نمبر 286: دو افراد نے اس بات پر گواہ قائم کئے کہ یہ جانور میرا ہے اور میرے گھریلو پیدا ہے اور دونوں نے پیدائش کی تاریخ کو ذکر کیا تو حکم کیا جائے گا اس کیلئے جس کا عمر تاریخ سے مناسبت رکھتا ہو۔ برابر بات ہے کہ وہ جانوران دونوں میں سے کسی ایک کی قبضہ میں ہو یا کسی اور کے قبضہ میں۔

مسئلہ نمبر 287: اگر دونوں مدعی نتاج (یعنی گھریلو پیدائش) کے بارے میں دعوی کر رہے تھے (کہ یہ جانور میرا ہے میری گھر میری جانور سے پیدا ہوا ہے) اور تاریخ کا ذکر کیا ہو اور یہ جانوران میں سے کسی ایک کی قبضہ میں ہو تو حکم کیا جائیگا صاحب قبضہ کیلئے۔

مسئلہ نمبر 288: گزشتہ مسئلے میں اگر دونوں نے تاریخ کا ذکر نہ کیا یا یہ جانوران دونوں کے قبضے میں تھا یا کسی اور کے قبضے میں تھا تو حکم کیا جائیگا کہ دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہے۔

مسئلہ 285: برهن انه له ولد فی ملکه وبرهن ذوالیدانه له ولد فی ملک بائعه حکم لذی الید۔(1)

مسئلہ 286: ان برهناعلی نتاج دآبة وارخا،قضی لمن وافق وقته سنها،ولافرق فی ذالک ان تکون الدآبة فی ایدیهما،اوفی ید احدهمااوفی ید ثالث۔(2)

مسئلہ 287: اذاکانت الدعوی فی النتاج من غیرالتاریخ،حیث یحکم بهالذی الیدان کانت فی یداحدهما۔(3)

مسئلہ 288: ان کانت فی ایدیهمااوفی ید ثالث وان اشکل فلهما۔(4)

1: ترجیح البینات ص 235

2: ترجیح البینات ص 228

3: ترجیح البینات ص 228

4: ایضا ص: 228

مسئلہ نمبر289: اگرصاحب قبضہ گواہ پیش کرے کہ یہ جانور میری گھریلوپیدائش ہے بہتر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے کہ یہ میری ہے،اور میری گھر میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن اگر مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) صاحب قبضہ پر رہن یا غصب کا دعوی کرے تو پھر مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر290: صاحب قبضہ کے گواہ گھریلو پیدائش کے بارے میں کہ یہ جانور میرا ہے میری گھر میں پیدا ہوا ہے معتبر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں سے اس بات پر یہ کہ میرا ہے لیکن میں نے صاحب قبضہ کو بطور رہن دیا ہے یا بطور اجارۃ یا اعارۃ دیا ہے۔

مسئلہ نمبر291: اگر مدعی بلا قبضہ اور صاحب قبضہ دونوں نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ (مثلا یہ جانور) میرا ہے اور میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے تو صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر292: اگر مدعی (جو صاحب قبضہ نہ ہو) غلام کے پیدائش کے ساتھ آزاد کرنے یا یہ کہ یہ میرا بیٹا ہے پر دعوی کرے تو مدعی غیر قابض بہتر ہے۔

مسئلہ 289: ان بینۃ ذی الیدفی النتاج ،انماتترجح علی بینۃ الخارج اذالم یدع الخارج معھاعلی ذی الید فعلا،اما لو ادعی فعلا فان ادعی زو الید نتاجا وادعی الخارج انہ لہ غصبہ منہ و برھنا فھو للخارج ۔(1)

مسئلہ 290: دابۃ بیدہ فبرھن أخرانھالہ اجرھامن ذی الیداواعارھااورھنامنہ وبرھن ذوالیدانھالہ تتبحت عندہ یقضی بھالذی الید۔(2)

مسئلہ 291 اذااقام الخارج بینۃ علی النتاج فی ملکہ وذوالیدکذالک ،قدمت بینہ ذی الید۔(3)

مسئلہ 292 وکذلوادعی الخارج مع النتاج العتق او انہ ابنہ فھواولی۔(4)

1: ترجیح البینات ص: 229

2: جامع الفصولین، ج 1، ص: 107

3: ترجیح البینات ص: 231

4: ایضا ص: 231

مسئلہ نمبر293: گھریلو پیدائش پر گواہ پیش کرنے والے کے گواہ معتبر ہیں ملکیت کی دعوی کرنے والے سے برابر بات ہے اگر غیر قابض یا صاحب قبضہ ہو۔

مسئلہ نمبر294: ایک جانور کسی کے قبضے میں تھا۔ایک نے دعوی کیا اور گواہ پیش کئے کہ یہ میری گھریلو پیدا ہے۔اور دوسرے نے اس بات پر گواہ قائم نہیں کئے تو گھریلو پیدائش والے کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر295: مدعی غیر قابض کے گواہ صاحب قبضہ کے گواہوں سے معتبر ہیں لیکن اگر صاحب قبضہ دعوی کر رہا ہو کہ یہ میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے تو صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر296: اگر مدعی غیر قابض اور صاحب قبضہ دونوں اس بات پر گواہ قائم کرے کہ یہ جانور میری ہے اور میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے تو صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر297: اگر مدعی غیر قابض اور صاحب قبضہ دونوں دعویٰ کر رہے ہو کہ (یہ میرا جانور ہے اور میری گھر میں پیدا ہوا ہے)اور دونوں نے جدا جدا تاریخ ذکر کیا تو مدعی غیر قابض کے گواہ معتبر ہیں اگر مدعی غیر قابض کی تاریخ جانور کی عمر سے مطابقت رکھتا ہو۔

مسئلہ 293: اقام احدهماعلی النتاج ،والاخرعلی الملک فصاحب النتاج اولی خارجاکان اوصاحب ید۔(1)

مسئلہ 294: ولوان رجلین ادعیادابۃ،اقام احدهماالبینۃ علی النتاج والاخر علی الملک فصاحب النتاج اولی۔(2)

مسئلہ 295: انّ بينة الخارج اولى، الاّ اذاادعى ذواليد النتاج فحينئذ بينته اولى.(3)

مسئلہ 296: بيّنة ذي اليد اولى من بيّنة الخارج لو ادعيا و اقاما البيّنتان هذه الدآبّة ولد في ملكه(4)

مسئلہ 297: خارج وذواليد،اقام كل واحدالبينۃ على نتاج حيوان فى ملكہ :قضى لذى اليدولاعبرة للتاريخ مع النتاج الااذاارخاوقتين مختلفين ووافق سن الدآبۃ تاريخ الخارج امانۃ يقضى بہ للخارج۔(5)

1: قاض خان ، کتاب الدعوی، ج:2 ص325

2: ایضا ص: 325

3: ترجيح البينات کتاب الدعوی، ص: 196

4: ترجيح البينات ص 208

5: ایضا ص: 305

مسئلہ نمبر298: گزشتہ مسئلے میں اگر جانور کی عمر صاحب قبضہ کی تاریخ سے مطابقت رکھتا ہو یا عمر کا اندازہ لگانا مشکل ہو یا دونوں کی تاریخ عمر سے مطابقت نہیں رکھتا تو تینوں صورتوں میں جانور کا حکم صاحب قبضہ کیلئے کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر299: گھریلو پیدائش پر گواہ پیش کرنے والے کی تاریخ اگر جانور کی عمر سے مطابقت رکھتا ہو یہ گواہ معتبر ہے خواہ ان دونوں میں سے ایک صاحب قبضہ نہ ہو۔ یا دونوں صاحب قبضہ نہ ہو۔

مسئلہ نمبر300: اگر دو افراد نے دعوی کیا کسی ایسی جانور پر جو کسی اور کے قبضہ میں تھا اور دونوں نے اس بات پر گواہ قائم کئے کہ یہ جانور اس کی ملکیت میں پیدا ہوا ہے اس حال میں کہ دونوں نے تاریخ ذکر کیا لیکن دونوں کی تاریخ جانور کی عمر سے مطابقت نہیں رکھتا تھا یا عمر کا اندازہ لگانا اور معلوم کرنا مشکل تھا تو حکم کیا جائیگا کہ دونوں کے درمیان مشترک ہے۔

مسئلہ نمبر301: کسی کی قبضے میں جانور تھا۔ دو افراد نے دعوی کیا اور دونوں نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کئے کہ یہ جانور میرا ہے اور میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے۔ تو جانور دونوں کے درمیان مشترک ہوگا، برابر بات ہے اگر دونوں نے تاریخ ذکر کی ہو یا نہ ذکر کی ہو۔

مسئلہ 298: وان وافق سن الدآبۃ تاریخ ذی الید،اوکان مشکلااوخالفھا،قضی لذی الید۔(1)

مسئلہ299: ولوادعیانتاج دابۃ یقضی بینھا،فان وقتت کل واحدمن البینتین وقتاوسن الدابۃ یوافق احدی البینتین وھما خارجان اواحدھما۔یقضی الذی وافق لہ سن الدآبۃ۔(2)

مسئلہ 300: فان ادعیاملکامطلقاان کان فی ید ثالث ولم یورخااوتاریخاواحدفھوبینھمانصفان،وان خالف السن الوقتین مثلاان کانت دونہ اوفوقہ مطلقالوکانت مشکلۃ بین الامرین فھی للاقدام،وفی الاصل ان اشکل اوعلی خیرا لوقتین فبینھماانصافا۔(3)

مسئلہ 301: ادعیاملکامطلقاان کان فی ید ثالث ولم یورخااوتاریخاواحدافھوبینھمانصفان الا اذاخالف السن تاریخ احدھما فیقضی للاخر۔(4)

1: ترجیح البینات ص؛ 205

2: فتاوی قاضیخان، کتاب الدعوی ،باب عوی المنقول، ج:' 2،ص: 325

3: فتاوی بزازیہ، کتاب الدعوی ، ج:3 ،ص: 410

4: گذشتہ حوالہ ج:3 ،ص: 410

مسئلہ نمبر302: دوافراد نے گھریلو جانور کی پیدائش کے بارے میں دعوی کیااور دونوں نے گواہ پیش کئے اور دونوں نے مختلف تاریخ پیش کئے تو جانور کا حکم اس کے لئے کیا جائے گا جس کا تاریخ عمر سے مطابقت رکھتا ہو اور اگر عمر کا معلوم کرنا مشکل ہو تو پھر دونوں مدعیوں کے درمیان یہ جانور شریک ہے۔

مسئلہ نمبر303: دو مدعی جو صاحب قبضہ نہ ہو ایک جانور کی گھریلو پیدائش کے بارے میں دعوی کررہے ہو اور جانور کی عمر معلوم کرنا مشکل ہو تو دونوں کے گواہ برابر ہیں لیکن اگر ان دونوں میں سے ایک صاحب قبضہ ہو تو پھر صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر304: اگر ملک مطلق یا گھریلو پیدائش کی دعوی کرنے والے کے خلاف حکم کیا گیا۔ پھر اس نے گواہ قائم کئے کہ یہ چیز میری ہے میری گھریلو پیدا ہے یا یہ کہ میں نے بائع سے خریدلی ہے یا اس نے مجھے ہبہ کیا ہے تو یہ گواہی مقبول ہے۔

مسئلہ نمبر305: مدعی غیر قابض نے گواہ پیش کئے کہ یہ بیل میرا ہے اور میرے گائے سے پیدا ہوا ہے تو قاضی نے اس کیلئے حکم کیا ملکیت کا۔ اب صاحب قبضہ بائع سے پیسوں کا مطالبہ کررہا ہے تو بائع نے گواہ پیش کئے کہ یہ بیل تو میرا ہے میری گھر میں میرے گائے سے پیدا ہوا ہے اور مستحق بھی حاضر ہو جس کیلئے قاضی نے حکم کیا تھا تو بائع کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 306: صاحب قبضہ کے گواہوں سے مدعی غیر قابض کے گواہ بہتر ہیں اگر دونوں کسی غلام یا جانور کی اپنی ملکیت میں پیدا ہونے پر گواہ قائم کریں۔

مسئلہ 302: خارجان اقاماالبینۃ علی حیوان فی یدالاخرانہ نتج فی ملکہ یقضی بینہماارخااولم یورخا،والااذاخالف السن تاریخ احدہمافیقضی للاخروان کان مشکلا ،اوخالفہماقضی بینہما۔(1)

مسئلہ 303: برھناعلی نتاج دابۃ مطلقاوان اشکل فلہماان لم یکن فی یداحدہمافقط والافلہ۔(2)

مسئلہ 304: واذاقضی علی الرجل بنتاج اوملک مطلق ثم اقام ھوالبینۃ علی النتاج اوعلی التلقی من المدعی قبلت ببینۃ۔(3)

مسئلہ 305: ادعی علیہ ثوراانہ نتج من بقرتہ المملوکۃ لہ ،فحکم وسلم الیہ ،واراد ذوالیدالرجوع علی بائعہ الثمن ،فااقام بائعہ بینۃ علی ان ھذالثورنتج عندی من بقرتی المملوکۃ بمحضرمنہ ومن المستحق فبینۃ البائع اولی۔(4)

مسئلہ 306: بینۃ الخارج اولیٰ من بینۃ ذی الید اذا ادعی کل واحد منہما علیٰ انہ لہ ولد فی ملکہ۔(5)

1: ترجیح البینات 226

2: الدررالحکام شرح غرر الاحکام، ج:2 ص 348

3: ترجیح البینات ص 226

4: ترجیح البینات ص 266

5: ایضا ص: 266

مسئلہ نمبر 307:	اگر کسی نے گواہ قائم کئے کہ میں فلاں میت کی باپ اور ماں دونوں کی طرف سے چچازاد بھائی ہوں اور اس کے خصم نے گواہ پیش کئے کہ مدعی اس کا چچازاد بھائی ہے لیکن صرف ماں کی جانب سے، تو اگر پہلے گواہوں پر حکم نہیں کیا جا چکا ہوں تو معاملہ دفع ہو جائیگا اور حکم نہیں کیا جائیگا خصم کے گواہوں پر۔

مسئلہ نمبر 308:	ایک مدعی نے گواہ پیش کئے کہ فلاں میت کے چچازاد بھائی ہو اور گواہوں نے دادا تک نام ذکر کئے، تو جس کے ساتھ مقدمہ ہے انہوں نے گواہ پیش کئے کہ اس مدعی نے اقرار کیا ہے کہ میں کسی اور فلاں کا بیٹا ہوں تو مدعی کا جھگڑا دفع ہو جائے گا اور گواہ بھی باطل ہو جائینگے۔

مسئلہ نمبر 309:	گزشتہ مسئلے میں اگر صاحب مقدمہ نے مدعی پر یہ گواہ پیش کئے کہ اس میت کا باپ فلاں تھا اور وہ نہیں تھا جو مدعی نے ذکر کیا تو مدعی کے گواہان باطل نہیں ہو جائینگے۔(یعنی اس کے گواہ معتبر ہیں)۔

مسئلہ نمبر 310:	ایک شخص نے اپنے نسب پر گواہ قائم کئے کہ یہ میرا نسب ہے اور گواہوں نے نسب کے مطابق باپ دادا کے نام ذکر کیے اور مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ اس میت کا دادا فلاں تھا اور غیر تھا اس سے جو مدعی ثابت کر رہے ہو، تو مدعی علیہ کے گواہان قبول نہیں۔

مسئلہ 307:	برهن انہ ابن عمہ لابیہ وامہ،وبرهن الدافع انہ ابن عمہ لامہ فقط قبل القضآء با الاوّل لا بعدہ یندفع۔(1)

مسئلہ 308:	اثبت بنوہ العم بذکرالاسامی الی الجد،فبرهن انہ اقرانہ فلان بن فلان أخریندفع المدعی۔(2)

مسئلہ 309:	ولوبرهن ان اباالمیت فلان بن فلان بن فلان ،غیرمااثبتہ المدعی لایندفع المدعی۔(3)

مسئلہ 310:	اقام البینۃ علی النسب ،وذکرالشهوداسم ابیہ وجدہ واسم المیت وجدہ،والمدعی علیہ اقام البینۃ ان جدالمیت کان فلاناغیرمااثبتہ المدعی ،لاتقبل بینۃ المدعی علیہ۔(4)

1:	ترجیح البینات 255
2:	ترجیح البینات ص 252
3:	ترجیح البینات ص 252
4:	ترجیح البینات ص 253

مسئلہ نمبر 311: اگر کوئی دعوی کر رہا تھا اپنے باپ کے میراث پر کہ میں اس کا وارث ہوں تو مدعی علیہ نے گواہ قائم کئے کہ اس کا باپ کوئی اور ہے اور غیر ہے اس سے جو یہ مدعی ثابت کر رہا ہے تو مدعی علیہ کے گواہان مقبول نہیں۔

مسئلہ نمبر 312: اگر کسی نے دعوی کیا کہ میں فلاں میت کی باپ کی جانب سے چچازاد بھائی ہوں، اور باپ دادا کے نام اوپر تک ذکر کئے، اور مدعا علیہ گواہ قائم کریں کہ اس مدعی کا باپ کوئی اور شخص ہے، اور یا اس بات پر گواہ قائم کئے کہ اس مدعی کے باپ نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ میں (مذکورہ میت) کی چچا ہوں لیکن ماں کی جانب سے، تو ان دونوں صورتوں میں مدعا علیہ کی گواہی قبول نہیں {1}، لیکن اس بات پر گواہ قائم کریں کہ فلاں قاضی نے مدعی کا نسب کسی اور شخص سے ثابت کیا ہے تو پھر قبول ہیں۔

کی مسئلہ نمبر 313 : اگر کسی نے دعوی کیا کہ میں فلاں میت کا عصبہ ہوں (مثلا اس کا چچازاد بھائی ہوں)، تو خصم نے اس کا نسب کسی اور سے ثابت کیا اور گواہ قائم کئے، تو اگر مدعی کے گواہوں پر فیصلہ ہو چکا ہوں، تو مدعا علیہ کے گواہوں پر اب حکم نہیں کیا جائیگا اور اگر حکم نہیں ہوا ہو تو دونوں کے گواہ ساقط ہو جائینگے۔

{1} اصل کتاب میں کاتب نے غلطی کی ہے کہ اسی طرح گواہی قبول ہے لیکن صحیح یہ ہے جو ہم نے لکھا ہے کہ قبول نہیں۔۱۲۔ مترجم

مسئلہ 311: وکذالوادعی میراثاعن ابیہ ،فاقام المدعی علیہ البینۃ ان ابالمدعی رجل أخر ،غیرالذی یدعیہ المدعی لاتقبل بینۃ المدعی علیہ۔(1)

مسلہ 312: لوادعی میراثاعن رجل ،وذکرانہ ابن عم المیت لابیہ وزکرالاسامی الی الجدالاعلی،فاقام المدعی علیہ بینۃ ان ابالمدعی ھذاکان یقول فی حیاتہ ،اناأخوفلان لامہ لالابیہ ،لاتقبل بینۃ المدعی علیہ ،الااذااقام المدعی علیہ البینۃ ان قاضیاقضی باثبات نسب ابیہ من فلان أخرغیرالذی ادعاہ المدعی۔(2)

مسئلہ 313: ادعی العصوبۃ وبیّن النسب وبرھن الخصم ان النسب بخلافہ ان قضی بالاول لم یقض بہ والاتساقطا۔(3)

1: ترجیح البینات ص: 253

2: قاضی خان، کتاب الدعوی، ج 2 ص322

3: الدرر الحکام شرح غرر الاحکام، ج2 ص 355

مسئلہ نمبر314:اگر مدعی نے گواہ قائم کئے کہ میں فلاں میت کاماں اور باپ دونوں کی طرف سے چچازاد بھائی ہوں،اور اس کے خصم نے گواہ قائم کئے کہ مدعی میت کا چچازاد بھائی ہے لیکن ماں کی جانب سے (یعنی دونوں کی ماں ایک تھی لیکن باپ جدا جدا تھے)اور یا اس بات پر گواہ قائم کئے کہ اس میت نے اپنی زندگی میں یہ اقرر کیا تھا کہ میں اس مدعی کا ماں کی جانب سے چچازاد بھائی ہوں،تو قاضی کی حکم کرنے سے پہلے مدعی کے گواہ باطل ہیں،اور حکم کے بعد نہیں۔

مسئلہ نمبر315: مدعی نے دعوی کیا کہ میں فلاں میت کا چچازاد بھائی ہوں اوراپنے نسب کو ذکر کیا،تو خصم نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میت کادادا کوئی اور تھا،تواگر قاضی نے مدعی کے گواہوں پر حکم نہیں کیا ہو،تواب کوئی حکم نہیں کریگا اور تعارض کی وجہ سے دونوں کے گواہ ساقط ہو جائینگے،اور اگر حکم نہیں کیا ہو تو اب کوئی حکم نہیں کریگا۔

مسئلہ نمبر316: کسی نے دعوی کیا کہ میں فلاں میت کی چچازاد بھائی ہوں اور اکیلا وارث ہوں،اور کسی دوسرے شخص نے دعوی کیا کیا کہ میں اس کا بھائی ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی وارث نہیں،اور کسی تیسرے نے دعوی کیا کہ میں اس میت کا بیٹا ہوں اور میرے سوا اس کا کوئی اور وارث نہیں،تو نسب کا حکم تینوں کیلئے جائیگا،لیکن میراث صرف بیٹے کو ملے گا۔

مسئلہ 314: برھن ابن عمہ لابیہ وامہ وبرھن الدافع انہ ابن عمہ لامہ فقط اوعلی اقرارالمیت بہ ای بانہ ابن عمہ لامہ فقط،کان دفعاقبل القضاء بالاول لابعدہ ۔(1)

مسئلہ 315: برھن علی انہ ابن عم المیت وذکرالنسب،فبرھن خصمہ ان جد المیت فلان،غیرمابینہ المدعی ،ولم یقض بالاول لایقضی بشئی للتعارض ،ولوقضی بالاول ،لایقضی بالثانی۔(2)

مسئلہ 316: ادعی انہ ابن عم المیت ووارثہ، لاواث لہ غیرہ ،وادعی أخر انہ اخوہ لاوارث لہ غیرہ وادعی ثالث انہ ابنہ لاوارث لہ غیرہ ،وان اقامو البینۃ عندالحاکم جمیعایقضی بنسب الکل وان کان المیراث للابن لاغیر۔(3)

1: دررالاحکام شرح غررالاحکام جلدنمبر2 ص 355

2: ترجیح البینات ص 257

3: ترجیح البینات ص 27

مسئلہ 317: مدعی غیر قابض نے کسی مجہول النسب کو اپنا بیٹا قرار دیا اور ماں کی طرف نسبت بھی کیا اس کے گواہ بہتر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ میرا بیٹا ہے لیکن ماں کی طرف نسبت نہ کر دے۔

مسئلہ نمبر 318: ایک بالغ لڑکا اس بات پر گواہ قائم کرتا ہے کہ میں فلاں عورت اور فلاں مرد کا بیٹا ہوں، معتبر ہے کسی اور شخص اور عورت کے گواہوں سے کہ یہ ہمارا بیٹا ہے۔

مسئلہ نمبر 319: ایک شخص نے گواہ پیش کئے فلاں میت نے یہ چیز میری ماں کو وارثت میں دی تھی اور اب میری ماں سے مجھے وارثت میں ملا ہے تو قاضی نے حکم کیا اس کیلئے، تو جس کے ساتھ مقدمہ ہے اب وہ گواہ پیش کرتا ہے کہ تیری ماں اس شخص سے پہلی مر چکی ہے جس سے تم وارثت کا دعوی کرتے ہو تو بعض علماء کہتے ہیں کہ مدعی کے گواہان باطل ہو جائینگے اور بعض کا موقف ہے کہ باطل نہیں ہو جائینگے، کیونکہ موت کا زمانہ قاضی کے حکم کے زمرے میں نہیں آتا۔

مسئلہ نمبر 320: ورثاء مختلف ہوگئے اپنے رشتہ داروں کے موت کے بارے میں (کہ کون پہلے مر چکا ہے اور کون بعد میں) تو جو میراث کے زیادہ حصے کے مدعی ہو اسی کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 321: مدعی نے کسی کے مقبوضہ گھر پر دعوی پیش کیا کہ یہ گھر میرا ہے، اور مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ یہ گھر فلاں غائب شخص کا ہے اس نے مدعی سے خرید لی ہے اور مجھے اس کی حفاظت پر وکیل بنایا ہے تو مدعی کے گواہ مقبول ہیں۔ تو یہ مدعی کے جھگڑے سے بری ہو جائیگا اور اسے غائب کا وکیل تسلیم کیا جائیگا ار غائب کیلئے قیمۃ خریدنے کا حکم نہیں کیا جائیگا۔

مسلہ 317: مجهول النسب ،اقام أخرالبينة انه ابنه من هذه المراءة،واقام ذواليدبينة انه ابنه ولم ينسبه الى ام قضى للخارج۔(1)

مسئلہ 318: غلام احتلم ،اقام بينة على رجل وامراءة انه ابنها،واقام رجل أخروامراءة البينة ان الغلام ابنها فبينة الغلام اولىٰ۔(2)

مسلہ 319: برهن على انه مات وترك هذاميرثالامى وماتت امى وتركته لى، وحكم له ،وبرهن خصمة ان امك التى تدعى ارثها، فاتت قبل فلان الذى تدعى انه مات اولا،قيل تندفع وقيل:لا،لان زمان الموت لايدخل تحت الحكم۔(3)

مسلہ 320: اختلف الورثة فى تاريخ موت الاقارب،واقامو البينة ،فبينة من يدعى زيادة الارث اولىٰ۔(4)

مسئلہ 321: رجل ادعى دارافى يدرجل انهاله ،واقام البينة،واقام المدعى عليه البينة انهالفلان الغائب،اشتراهامن المدعى،ووكلنى بها،تقبل بينة،وتندفع عنه الخصومة،والايقضى بالشراء على الغائب من هذالمدعى،(5)

1: ترجيح البينات ص 260

2: فتاوى بزاريه جلدنمبر1 ص 386

3: جامع الفصولين جلدنمبر1 ص 155

4: ترجيح البينات ص 270

5: ايضا ص: 273

مسئلہ نمبر322: کسی نے کسی چیز پر دعوی کیا کہ یہ میری باپ کی میراث ہے تو صاحب قبضہ نے کہا کہ یہ کسی اور شخص کی تھی اس نے مجھ پر بیچ دیا ہے تو قاضی، صاحب قبضہ کی یہ گواہی نہیں سنے گا۔

مسئلہ نمبر323: مدعی غیر قابض کے گوا اس بات پر کہ چیز میری ہے معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ مدعی نے مجھ سے خرید لیا ہے لیکن بعد میں ہم نے اقالہ کیا تھا اور بعض علماء کا موقف ہے کہ اس صورت میں صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر324: مدعی نے کسی پر دعوی کیا کہ میں نے اس شخص کو فلاں تاریخ کو فلاں جگہ پر پیسے قرض دئے ہیں اور مدعی علیہ گواہ پیش کرے کہ اسی دن میں کسی اور جگہ میں تھا تو یہ گواہی قبول نہیں اور اس سے مدعی کا دعوی دفع نہیں ہوگا۔

مسئلہ نمبر325: مدعی غیر قابض دونوں دعوی کرتے ہو کہ یہ فلاں چیز مجھ کو باپ سے ورثے میں ملی ہے اور دونوں نے تاریخ ذکر کیا ہے اور ان میں سے ایک کا تاریخ مقدم ہو امام محمدؒ کہتا ہے کہ میراث کی دعوی میں تاریخ کیلئے کوئی اعتبار نہیں لہذا حکم کیا جائے گا دونوں کیلئے برابر۔

مسئلہ 322: ادعی داراومیراثاعن ابیہ ،فقال ذوالید:کان ملکالفلان الاخروباعۃ منی لایسمع۔(1)

مسئلہ 323 ادعی ملکامطلقاوبرھن،فبرھن ذوالیدانک شتریتہ منی ثم اقلناہ لایندفع ،وقیل ینبغی ان تقبل بینۃ ذی الید۔(2)

مسئلہ 324: ادعی انہ اقرضہ الف درھم فی یوم کذافی مکان کذافبرھن خصمہ انہ کان فی ذالک الیوم فی مکان أخرعند ذالک المکان فانہ لایقبل۔(3)

مسئلہ 325: وان ادعی کل واحدمنھماالارث من ابیہ وارخاوتاریخ احدھمااسبق۔قال محمدؒ ولاعبرۃ للتاریخ فی الارث فیقضی بینھما نصفین۔ (4)

1: ترجیح البینات ص 273

2: ایضا ص: 272

3: جامع الفصولین، الفصل العاشر، ج:1، ص: 152

4: ترجیح البینات ص: 211

مسئلہ نمبر326: گزشتہ مسئلے میں اگر دونوں نے تاریخ کا ذکر نہیں کیا یا دونوں کا تاریخ ایک ہو تو پھر بھی دونوں کیلئے حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر327: اگر میراث کے دعوی کرنے والے دونوں مدعیوں نے اپنی مورث کی ملکیت کا تاریخ ذکر کیا مثلاً ایک کہہ رہا تھا یہ چیز مجھے میری باپ سے ورثے میں ملی ہے اور وہ اس کا پندرہ سال سے مالک تھا اور دوسرا مدعی بھی یہی دعوی کرے لیکن دس سال ذکر کریں ۔تو ہمارے آئمہ کے نزدیک مقدم تاریخ ذکر کرنے والے کی تاریخ معتبر ہے۔

مسئلہ نمبر328: ایک عیسائی عورت (جس کا شوہر مسلمان نہ ہو) کے گواہ معتبر ہیں اس بات پر کہ میں نے اپنے شوہر کے مرنے کے بعد اسلام قبول کیا ہے میت کے ورثاء سے کہ تم نے اس کے موت سے پہلے اسلام قبو کیا تھا۔(تو تیرے لئے میراث نہیں)

مسئلہ نمبر329: ایک عورت جس کا شوہر مسلمان ہو اور وہ اس بات پر گواہ پیش کریں کہ میں نے اپنے شوہر کے مرنے سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اس کی گواہ معتبر ہیں شوہر کے ورثاء سے کہ تم نے اسلام قبول کیا اس کے مرنے کے بعد لہذا تمہارے لئے میراث میں حصہ نہیں۔

مسئلہ 326: وکذالک ان لم یورخااوارخاسوآء فھوبینھمانصفان۔(1)

مسئلہ 327: لو کان لملک المورثین تاریخ یقضی لاسبقھما اجماعاً(2)

مسئلہ 328: مات نصرانيٌ فقالت زوجته، اسلمت بعد موته، وقال وارثه بل قبله و اقاما البيّنة فبيّنة المرأة اولی۔(3)

مسئلہ 329: و لو مات مسلم فقالت زوجتہ اسلمت قبل موتہ و اقامت البینۃ، و قال الوارث بل بعده و اقام البینۃ، فبینۃ المراءة اولی۔(4)

1: ترجیح البینات ص 210

2: ترجیح البینات ص 211

3: مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر، ج:3،ص248

4: مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر،ج:3،ص:248

مسئلہ نمبر330: مدعی غیر قابض کے گواہ معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے اگر مدعی غیر قابض اس بات پر گواہ پیش کرے کہ یہ کپڑا آدھا میرا ہے اور میں نے بنُا ہے اور وہ صاحب قبضہ بھی یہی دعوی کرے اگر دونوں کے حصے واضح نہ ہو۔اور اگر دونوں کے حصے واضح ہو تو ہر ایک کیلئے اس کے بُنے ہوئے حصے کا حکم کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر331: اگر صاحب قبضہ اور مدعی غیر قابض دونوں اس بات پر گواہ پیش کرے کہ بال میرے ہیں میں نے اپنی بکری سے کاٹ دیئے ہیں تو صاحب قبضہ کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر332: صاحب قبضہ اور مدعی بے قبضہ دونوں نے گواہ پیش کئے کہ یہ میری بکری ہے اور یہ بال میں نے اس سے قینچی کئے ہیں تو مدعی غیر قابض کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر333: اگر مدعی غیر قابض اور صاحب قبضہ دونوں اس بات پر گواہ قائم کرے کہ قرآن کریم میرا ہے میں نے لکھا ہے اپنی ملکیت میں تو مدعی غیر قابض کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 330: واذاتنازعا فی ثوب ھو فی ید احدھما ،اقام احدھما البینۃ انہ نسج نصفہ واقام الذی فی یدیہ البینۃ انہ نسج نصفہ ۔قال محمدؒ ان کان یصرف النصفان فلکل واحد منھما النصف الذی نسجہ۔(1)

مسئلہ 331: ولواقام خارج البینۃ علی شاۃ فی یدہ غیرہ انھاشاتہ،وجز ھذالصوف منھا،واقام البینۃ ذوالید ان الشاۃ التی ید عیھالہ وجز الصوف منھافانہ یقضی بالشاۃ للمدعی۔(2)

مسئلہ 332: ولو تنازعافی صوف،اقام ذوالیدالبینۃ انہ ملکہ جزہ من شاۃ یملکھا،یقضی بہ لذی الید۔(3)

مسئلہ 333: اذااقام کل وحدمنھاالبینۃ انہ مصحفہ کتبہ ،فانہ یقضی بہ للمدعی۔(4)

1: ترجیح البینات ص 232

2: فتاوی قاض خان، ج:2 ص: 325

3: فتاوی قاضی خان ج2 ص 325

4: فتاوی قاضی خان ج 2 ص 326

مسئلہ نمبر334: مدعی غیر قابض کے گواہ معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے اگر دونوں کسی زمین کے بارے میں مختلف ہو گئے ہو اور دونوں گواہ قائم کرتے ہو کہ میری زمین ہے میں نے اس میں کپاس کا فصل کیا یا میں نے اس میں آبادی کی ہے۔

مسئلہ نمبر335: اگر دو افراد نے کسی ایسی زمین پر دعوی کیا کہ اس میں فصل موجود تھا اور دونوں نے گواہ پیش کئے کہ یہ زمین میری ہے اور اس میں فصل میں نے بویا ہے تو زمین اور فصل دونوں کا حکم کیا جائیگا مدعی غیر قابض کیلئے۔

مسئلہ نمبر336: اگر عورت غیر قابضہ مدعیہ اس بات پر گواہ پیش کرے کہ یہ (روئی یا اون) میری ہے اور میں نے انہیں کاتی ہوئی ہے اور تم نے مجھ سے غصب کئے ہیں معتبر ہیں صاحب قبضہ عورت کی گواہوں سے کہ میں نے کات لئے ہیں۔

مسئلہ 334: وکذالواختصمافی ارض ،فقال الخارج:هذه ارضی زرعت فیهاهذاالقطن،اوبنیت فیهاهذاالبناء،فانه یقضی بهاللمدعی۔(1)

مسئلہ 335: واذااختصم رجلان فی ارض فیها زرع ،اقام کل واحدمنهماالبینة ان الارض والزرع له هوالذی زرعها،فانه یقضی بها للمدعی۔(2)

مسئلہ 336: ویماثل النتاج ماهوفی مناه کغزل امراءة قالت هولی غزلته،وغصبته منی ،وقالت صاحبة الیدهولی غزلته وبرهنتا:حکم ببینة الخارجة۔(3)

1: فتاوی قاضی خان ج2 ص 326

2: فتاوی قاضی خان ج2 ص 226

3: جامع الفصولین ج1ص 107

مسئلہ نمبر 337:   عورت جو صاحب قبضہ ہو اس کے گواہ معتبر ہیں عورت غیر قابضہ مدعیہ سے اگر دونوں گواہ قائم کریں کہ یہ میری کاتی ہوئی روئی ہے۔

مسئلہ نمبر 338:   ایک شخص نے کسی ایسی زمین پر گواہ قائم کئے جس میں آبادی تھی اور قاضی نے اس کیلئے حکم کیا پھر مدعی علیہ نے دعوی کیا کہ اس زمین میں یہ آبادی میں نے کی ہے، تو جس مدعی کیلئے قاضی نے حکم کیا ہے اگر اس کے گواہ صرف زمین کے بارے میں گواہی کر رہے تھے تو یہ مدعی علیہ کے دعوی سنا جائیگا، اور وہ زمین کے ساتھ آبادی کے بارے میں بھی گواہی دی ہو تو پھر مدعی علیہ کے دعوی نہیں سنا جائے گا۔

مسئلہ نمبر 339:   مدعی کے گواہ معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے اگر مدعی گواہ قائم کرے کہ یہ گدھا میرا ہے جو مجھ سے آٹھ مہینے پہلے گم ہو گیا تھا، اور صاحب قبضہ گواہ قائم کرے کہ یہ میں خرید لیا ہے اور میرے پاس سترہ مہینے ہو گئے۔

مسئلہ نمبر 340:   مدعی غیر قابض کے گواہ اس بات پر کہ یہ چیز میں نے صاحب قبضہ کے باپ سے خرید لیا ہے معتبر ہیں صاحب قبضہ کے گواہوں سے کہ یہ چیز میری باپ کے وفات ہونے کے وقت تک اس کی ملکیت میں تھی۔

مسئلہ 337:   ولوتنازعت امراءتان فی غزل،وکل وحد منہا،تدعی انہاغزلتہ ،فانہ یقضی نہ للتی الغزل فی یدھا۔(1)

مسئلہ 338:   لوادعی ارضافیہابناء،واقام البینۃ ،فقضی لہ ،ثم ان المقضی علیہ ادعی انہ احدث النباء وقدکانوشہدوبالارض لاغیر،تسمع دعواہ، ولو شہدوبالارض والبناء ایضالا۔(2)

مسئلہ 339   ادعی حماراانہ ملکی،غاب عنی منذ ثمانیۃ اشہر،وقال ذوالید،اشتریتہ،منذسبعۃ عشرشہرا،واقام البینۃ فبینۃ المدعی اولیٰ۔(3)

مسئلہ 340:   ولوادعی الی اشتریتہ من ابیک ،وبرھن ذوالیدانہ ملک ابیہ الی موتہ ،فبینۃ الشراء اولیٰ۔(4)

1:      فتاوی قاضی خان ج2 ص 326

2:      جامع الفصولین ج 1ص 87

3:      ترجیح البینات ص 266

4:      ترجیح البینات ص 273

مسئلہ نمبر 341:   بیوی کے گواہ بہتر ہیں شوہر کے گواہوں سے اگر دونوں ایک گھر کی ملکیت کی دعوی کر رہے اور دونوں اسی گھر میں رہ رہے ہو، اس لئے کہ بیوی معنًی بے قبضہ ہے۔

مسئلہ نمبر 342:   صاحب قبضہ کے گواہ اس بات پر کہ یہ میرا غلام ہے میری ملکیت میں پیدا ہوا ہے، معتبر ہیں مدعی غیر قابض کے گواہوں کہ یہ میری ملکیت ہے اور میری ہاں پیدا ہوا ہے۔

مسئلہ نمبر 243:   اگر دو مدعی کسی چیز پر دعوی کریں اور ایک گواہ قائم کرے کہ یہ سارا میرا اور دوسرا گواہ قائم کرے کہ یہ آدھا میرا ہے تو چیز کا حکم اس مدعی کیلئے کیا جائیگا جو مکمل چیز کی دعویدار ہو۔

مسئلہ نمبر 344:   اگر دو مدعی کسی باندگی کے بارے میں مختلف ہو گئے تو ایک نے گواہ قائم کئے کہ یہ باندھی میری ہے مجھے اپنے باپ سے وارثت میں ملی ہے اور دوسرا گواہ قائم کر رہا تھا کہ یہ میری، تو باندھی دونوں کی ہو گی برابر۔

مسئلہ 341:   اذا اختلفا الزوجان فی البیت الذی یسکنان فیه،کل واحد منهما یدعی انّه له و اقاما البیّنة قُضي ببيّنة المرأة، لانها خارجة معنىً.(1)

مسئلہ 342:   عبدفی یدرجل ،اقام أخرالبینۃ انہ لہ ،،ولدفی ملکہ ،واقام ذوالیدعلی مثل ذالک بینۃ یقضی بہ لذی الید۔(2)

مسئلہ 343:   وان کانت الدارفی ایدهمایقضی بالکل لصاحب الجمیع۔(3)

مسئلہ 344:   امة في يد رجلين اقام احدهما البيّنة انها له انّه ورثها من ابيه، و اقام الآخر البيّنة على الملك المُطلق، فا الامة بينهما.(4)

1:   ترجیح البینات، ص: 38

2:   فتاوی بزاریہ ج1 ص 394

3:   فتاوی بزازیہ ج1 ص 391

4:   فتاوِی بزازیہ، باب تنازع الرجلین، ج:2، ص: 372۔

مسئلہ نمبر 345: قیمۃً خریدنے والے کے گواہ معتبر ہیں ہبہ کے صدقہ اور رہن کے گواہوں سے۔

مسئلہ نمبر 346: زیادت کے دعوی کرنے والے کے گواہ معتبر ہیں کمی کے دعوی کرنے والے کے گواہوں سے (مثلاً زید بکر سے کہتا ہے کہ تم نے ایک کپڑا دس میں مجھے بیچا ہے اور وہ کہتا ہے کہ پندرہ میں تو زیادت کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر 347: مدعی نے کسی جانور کی گھریلو پیدائش یا ملک مطلق پر گواہ قائم کئے اور قاضی نے اس کیلئے حکم کیا، پھر مدعی علیہ نے گواہ قائم کئے کہ مدعی نے مجھے اس جانور کی ملکیت دی ہے (مثلاً کہتا ہے کہ مجھے ہبہ کیا ہے) تو یہ گواہ قبول ہیں۔

مسئلہ نمبر 348: چار افراد نے کسی چیز پر دعوی کیا۔ ایک مدعی نے اس چیز کے خریدنے پر گواہ پیش کئے کہ یہ میں نے خرید لی ہے دوسرے نے ہبہ کا دعوی کیا، تیسرے نے وراثت کا دعوی کیا کہ مجھے اپنے والد مرحوم سے وراثت میں ملی ہے، اور چوتھے مدعی نے گواہ پیش کئے کہ یہ فلاں نے مجھے صدقہ کی ہے اور میں نے قبض کیا ہے تو وہ چیز چار حصے کیا جائے گا اور ہر ایک ایک حصہ لے گا۔

مسئلہ 345: و ان ادعی احدھما شرآءً، والآخر ھبةً او صدقةً او رھناً و کلّه من واحدٍ، فالشرآء اولی.(1)

مسئلہ 346: وان برھناحکم لمثبت الزیادة ،وران ختلفافیھااى الثمن والمبیع جمیعابان قال قالابائع بعت العبدالواحدبالفین وقال المشترى لابل بعت العبدین فالف۔(2)

مسئلہ 347: واذاقضى على الرجل بنتاج اوملک مطلق،ثم اقام ھوالبینة على النتاج اوعلى التلقى من المدعى قبلت بینة۔(3)

مسئلہ 348: ولوبرھن خارج على الشراء من شخص ،وأخرعلى الھبة والقبض من غیره،وأخرعلى الارث من ابیه وأخرالصدقة والقبض من رابع قضى بینھم ارباعا۔(4)

1: فتاوِی بزازیہ، باب تنازع الرجلین، ج:2، ص: 372۔

2: الدرر الحکام شرح غرر الاحکام، ج2، ص 339

3: فتاوی قاضی خان جلدنمبر2 ص 325

4: ملتقی الابحرص 484 فی دعوی الرجلین

مسئلہ نمبر 349:　اگر کسی شخص نے گواہ پیش کئے کہ یہ گھر میرا ہے اور یہ عورت میری باندھی ہے اور اس عورت نے گواہ پیش کئے کہ یہ میری گھر ہے اور یہ شخص میرا غلام ہے اور گھر ان دونوں میں سے کسی کی قبضہ میں نہیں تھا، تو گھر دونوں میں تقسیم کیا جائیگا۔

اور اگر یہ گھر ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبضہ میں تھا تو اس کے قبضے میں چھوڑ دیا جائیگا۔ اور کسی کی غلام ہونے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔ اور بعض علماء کا موقف ہے کہ اگر گھر کسی ایک کے قبضہ میں ہو تو اس مخالف کے گواہ معتبر ہیں تو گھر کا حکم مدعی غیر قابض کیلئے کیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر 350:　اگر دو مدعی کسی گھر کے قبضہ کے دعوی کر رہے تھے تو گھر کو دونوں کے قبضے میں چھوڑ دیا جائیگا۔

مسئلہ نمبر 351:　ایک شخص مر گیا اور اس کے دو بیٹے تھے تو ایک نے گواہ پیش کئے کہ زید کے ذمے میرے باپ کے ایک ہزار روپے باقی ہے کیونکہ زید نے اس سے کوئی چیز خریدی تھی، اور دوسرا گواہ پیش کر رہا تھا کہ زید کے ذمے جو ہزار روپے تھے وہ بطور قرض تھے۔ تو دونوں کیلئے برابر تقسیم پر حکم کیا جائیگا۔ (یعنی پانچ پانچ سو روپے)۔

مسئلہ 349:　واذاتنازع رجل وامراءة ،فاقام الرجل البینۃ ان الدارداره والمراءة امتہ ،واقامت المراءة البینۃ ان الدارلھا،وان الرجل عبدھا،ولیست الدارفی یدیھما،فالدار بینھمانصفان ،فان کانت فی ید احدھما،تترک فی یده ،ولاتقبل بینۃ احدھماعلی صاحبہ بالرق۔

وقال مولانارضی اللہ عنہ ینبغی اذاکانت الداريد احدھماان یقضی بینۃ الخارج۔(1)

مسئلہ 350:　رجلان تنازعا في دار كل واحد منهما يدعي انّها له، و في يده، و اقاما البينة يَجعل القاضي الدار في ايديهما۔(2)

مسئلہ 351:　رجل مات وترک ابنین ،فادعی احدھماان لابیھماعلی ھذالرجل الف درھم من ثمن مبیع،وادعی الاخرانہ کان قرض ،واقام کل واحدمنھماالبینۃ علی ماادعی ،فانہ یقضی لکل واحدمنھمابخمس مائۃ۔(3)

1:　ترجیح البینات ،کتاب الدعوی ، ص: 224

2:　ترجیح البینات، کتاب الدعوی، ص: 237۔

3:　ترجیح البینات ص 243

مسئلہ نمبر352: کسی شخص کی قبضہ میں گھر تھااس کے بھائی نے دعوی کیاکہ یہ گھر ہماری باپ کی ملکیت تھی اور ہم دونوں کو ورثے میں ملاہے،اور کسی تیسرے شخص نے دعوی کیااور گواہ قائم کئے کہ یہ میراگھر ہے،اور صاحب قبضہ دونوں کے دعوؤں سے انکار کر رہے ہو۔توگھر چار حصے کیاجائیگا تین حصے وہ پرایا تیسر حصہ شخص لے گااور ایک حصہ دعوی کرنے والااور صاحب قبضہ کیلئے کچھ بھی نہیں۔

مسئلہ نمبر353: کسی شخص نے زید کے گھر پر دعوی کیاکہ یہ گھر فلاں شخص کی ہے جو دوسال پہلے مر چکاہے اوراس سے مجھے ورثے میں ملاہے۔اور دوسرے مدعی نے گواہ قائم کئے کہ وہ مر گیاہے ایک سال پہلے اور گھر مجھے ورثے میں ملاہے،اور زید دونوں دعوؤں سے انکار کر رہاتھااور کہہ رہاتھاکہ یہ میراگھر ہے،توامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ گھر دونوں مدعیوں کے درمیان برابر تقسیم کیاجائیگااور موت کے مسئلوں میں تاریخ کو اعتبار نہیں۔

مسئلہ نمبر354: کسی کے قبضہ میں ایک بڑاگھر تھااور اوپر والا حصہ کسی اور کا تھااور اوپر چڑھنے کا راستہ گھر کے صحن میں تھا تو دونوں مختلف ہوگئے صحن کے بارے میں توگھر اور صحن نیچے حصے والے کا ہوگااور اوپر چڑھنے کا راستہ اوپر حصے والے کیلئے ہوگا۔اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوی پر گواہ قائم کئے تو ہر اک کیلئے حکم کیاجائیگااس حصے پر جو دوسرے کے ہاتھ میں ہو۔

مسئلہ 352: دارفی یدرجل ،اقام اخوہ البینۃ انہاکانت دارابیہ ،مات وترکھامیراثالہ ولاخیہ ذی الید،لاوارث لہ غیرھما،واقام رجل اجنبی البینۃ انہا دارہ،والذی فی یدیہ الداریجحددعواھماویقول:الدرلی لم ارثہا من ابی،فان القاضی یقضی بثلاثۃ ارباع الدارللاجنبی وبالربع للابن المدعی،ولاشئی لذی الید۔(1)

مسئلہ 353: رجلان ادعیادارافی یدرجل اقام احدھماالبینۃ ان ھذالدارکانت دارفلان،مات منذ سنتین وترکھامیراثالہ،واقام أخرالبینۃ ان فلان مات منذسنۃ واحدۃ وترکھامیراثالہ والذی فی یدیہ ینکردعواھماویدعی لنفسہ ۔قال محمدؒ :ھی بینھمانصفان ،ولایعتبرالتاریخ فی الموت۔(2)

مسئلہ 354: دارفی یدرجل وعلوھافی یدأخر،وطریق العلوفی ساحۃ الدارا،ادعی کل واحدمنھماساحۃ الدار،فان الدارمع الساحۃ یکون لصاحب السفل والعلو وطریقہ لصاحب العلو۔

فان اقاماالبینۃ:یقضی لکل واحدمنھمابمافی یدالاخر۔(3)

1: ترجیح البینات ص 239

2: ترجیح البینات ص 239

3: ترجیح البینات ص 244

مسئلہ نمبر355: ایک شخص نے کسی اور کے گھر پر گواہ پیش کئے کہ یہ میرا گھر ہے اور مدعی علیہ نے گواہ پیش کئے کہ یہ مدعی پہلے یہ اقرار کر چکا ہے کہ یہ گھر میرا نہیں ہے یا میرا نہیں تھا۔ تو مدعی کے گواہ ساقط یعنی باطل ہو جائینگے۔

مسئلہ نمبر356: پانچ لوگوں کے گھر تھے اور پانچوں کی گزر ایک ڈیوڈی پر تھی، تو ان میں سے کس ایک نے اس کا چھت بلند کیا، اور دعوی کیا کہ یہ میرا ہے، اور باقی چاروں نے بھی اپنی اپنی ملکیت کا دعوی کیا، تو اگر چھت کا راستہ ان میں سے ایک کی ملکیت ہو یا اس کا سامان اس میں مشغول ہو تو چھت معناً اس کیلئے ہو گا، اور قسم کیساتھ اس کی بات معتبر ہو گی، اور اگر راستہ ان میں سے کسی کی بھی ملکیت نہ ہو تو مناسب کیلئے ہو گا۔ اور ہر کیلئے جائز ہے کہ اپنے حصے کے بابت کسی اور کو قسم دیں جبکہ گواہ نہ ہو، اور اگر کسی ایکل نے گواہ قائم کئے تو اس کیلئے حکم کیا جائیگا، اور اگر سب نے گواہ پیش کئے تو ہر ایک کیلئے اس حصے کی بابت حکم کیا جائیگا جو دوسری کے قبضے میں ہے۔

مسئلہ نمبر357: کسی نے دعوی کیا کہ فلاں گھر میں نے صاحب قبضہ سے خرید لیا ہے اور صاحب قبضہ نے بیع س انکار کیا تو مدعی نے بیع پر گواہ قائم کئے اور صاحب قبضہ نے گواہ پیش کئے کہ یہ گھر مدعی نے کسی عیب کے بناء پر واپس کیا تھا۔ تو مدعی علیہ کے گواہی قبول کی جائیگی۔

مسئلہ 355: رجل ادعی دارا فی ید رجل ،فاقام المدعی علیہ البینۃ ،ان المدعی قال قبل الدعوی:ھذہ الدارلیست لی ،اوقال: ماکانت ھذہ الدار ،تبطل بینۃ المدعی۔(1)

مسئلہ 356: دورلخمسۃ،مرورھم فی الزقیقۃ،فرفع سقفھا،وادعی ان السقف لہ،وادعی کل واحد منھم انہ لہ ،فان کان طریق السقف الی ملک احدھم اومشغول بمتاعہ:کان لہ فی الحکم ،ویکون القول قولہ مع یمینہ۔

وان لم یکن طریق السقف الی ملک احدھم،اوھومشغول بمتاعہ،فھوجمیعا،ولکل واحدمنھم ان یحلف الاخرعلی نصیب الاخر عنددعدم البینۃ،وان اقامو جمیعا:یقضی لھم ،لکل منھم بمافی یدغیرہ۔(2)

مسئلہ 357: دارٌ في يد رجلٍ ادعیٰ رجلٌ انّه اشتراها منه، فقال ذواليد لم أَبِع، فاقام المدعي البيّنة على الشرآء، اقامُ هو البيّنة انّ المدعي ردّ عليه الدار تقبل بيّنته.(3)

1: ترجیح البینات ص 246

2: ترجیح البینات ص 244

3: ترجیح البینات، کتاب الدعوی، ص: 237۔

شہادت کے مسائل

فصل پنجم:

شہادت کے مسائل

مسئلہ نمبر 358: اگر ایک گواہی کرنے والے کی تعدیل ایک جماعت نے کی اور دو افراد نے جرح کیا تو جرح اولیٰ ہے۔

مسئلہ نمبر 359: مدعی کے گواہ اپنے گواہوں کے عدالت پر معتبر ہیں مدعیٰ علیہ کے گواہوں سے جو جرح کے دعویدار ہو۔

مسئلہ نمبر 360: اگر نکاح کے گواہ، طلاق کے گواہ، ملکیت کے گواہ اور عتاق کے گواہ جمع ہو گئے تو طلاق اور عتاق کے گواہ معتبر ہیں۔ مثلاً عورت نے گواہ پیش کئے اس شخص نے مجھے طلاق دی ہے اور شوہر نے گواہ پیش کئے کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے تو طلاق کے گواہ معتبر ہیں۔

اسی طرح اگر غلام نے اپنے آقا پر آزاد کرنے کے بارے میں گواہ پیش کئے اور آقا نے غلام کی ملکیت کے بارے میں گواہ پیش کئے تو غلام کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ 358: وان عدلہ جماعۃ،وجرحہ اثنان فالجرح اولیٰ۔(1)

مسئلہ 259: اذاقام المدعی البینۃ علی العدالۃ،فاقام المدعی علیہ البینۃ علی جرح مجردفبینۃ العدالۃ اولیٰ۔(2)

مسئلہ 360: ولواجمعت بینۃ النکاح وبینۃ الطلاق اوبینۃ الملک وبینۃ العتق فبینۃ الطلاق والعتق اولیٰ۔

واذاجتمعت بینۃ الرق وبینۃ حریۃ الاصل فبینۃ الحریۃ اولیٰ۔(3)

1: ترجیح البینات ص 171

2: ترجیح البینات ص 278

3: ترجیح البینات ص 279

سرقہ کے مسائل اور خاتمۂ کتاب بینۃ من له الرجحان

فصل ششم:

سرقہ کے مسائل

مسئلہ نمبر360: مدعی غیر قابض نے گواہ قائم کئے کہ یہ سامان مجھ سے چوری کی گئی ہے ڈیڑھ مہینہ پہلے ،اور صاحب قبضہ نے گواہ قائم کئے یہ سامان ایک سال سے فلاں کی ملکیت تھی جواس کواس کے باپ سے وراثت میں ملی تھی اور پھر میں نے اس سے خرید لیاہے۔تو یہ دفع صحیح ہے، شیخینؒ کے نزدیک اس سے مدعی کے گواہ ساقط ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر361: اس شخص کے متعلق جو خرید وفروخت سے منع کیا گیاہو۔

قاضی نے ایک شخص کو خرید وفروخت سے منع کیا تھا، تووہ مجور شخص اور مشتری دونوں مختلف ہوگئے۔مجور کہہ رہاتھاکہ تم نے مجھ سے بیع کیاہے حجر کی حالت میں اور مشتری کہہ رہاتھاکہ نہیں میں نے تم سے بیع کیا تھا مجور ہونے سے پہلے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کئے تو مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔

مسئلہ نمبر362: اس غلام یالڑکے کے متعلق جسے تجارت کرنے کی اِذن دی گئی ہو۔

اگر کسی غلام یالڑکے نے کسی کے حق میں اقرار کیا تھا،اب وہ گواہ پیش کرتاہے کہ اس غلام یالڑکے نے یہ کام کیا تھااجازت ہونے کے بعد تو یہ گواہ معتبر ہیں اس غلام یالڑکے کے گواہوں سے کہ ہم نے یہ کام ماذون ہونے سے پہلے کیا تھا۔

مسئلہ 360: ولواقام الخارج بینۃ علی ان ھذالمتاع سرق منی منذشھرونصف واقام ذوالید البینۃ انہ ملک فلان ورثہ من ابیہ قبل ھذابسنۃ ثم اشتریتہ منہ فھذارفع عندابھی حنیفۃ وابی یوسف۔(1)

مسئلہ 361: ولوحجرعلیہ بعدصلاحہ فاختلف ھومع المشتری،فقال ھواشتریتہ منی حال الحجر،وقال المشتری لابل حال صلاحک،فالقول للمحجور۔وان اقاما البینۃ فبینۃ المشتری اولیٰ۔(2)

مسئلہ 362: وان اقام العبدوالصبی البینۃانھافقلاقبل الاذن واقام المقرلہ البینۃ انھافعلابعدالاذن فبینۃ المقراولیٰ۔(3)

1: قنیۃ المنیۃ ص 316

2: قنیۃ المینۃ ص 338-337

3: الفتاوی البزازیہ،المعروف با الجامع الوجیز للکردری، ج3 ص 69

کاغذ کی سطروں میں قلم کی رفتار یہاں پر پورا ہے۔ یہ ایک ایسا رسالہ ہے جس کے جمع کرنے سے میرا مقصد عوام کو فائدہ پہنچانا ہے،اور خاص اللہ سے دعااور التجاء ہے کہ یہ کوشش اور سعی قبو فرمالیں۔اور قیامت کے دن میری تقصیرات معاف فرمائیں۔اللہ پاک بہت زیادہ غنی اور کریم ذات ہے ،رحمان اور رحیم ہے ،نیک عمل کی توفیق بھی اس کی مدد سے حاصل ہوتا ہے،اور صرف اسی پر میرا توکل اور بھروسہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا بے حد ثناخوان ہو کہ یہ کتاب،اللہ کی فضل و کرم سے پوری ہوئی اور درود ہو اس نبی ﷺ پر جس کا نام مبارک حضرت محمد ﷺ ہے اور خاتم المرسلین ہے۔

پشتو کا رسالہ اس بیان میں کہ مدعی اور مدعاعلیہ کے علاوہ کس کس کی حضور ضروری ہے، اور کس کہ قسم نہیں دیا جاسکتا

فصل اول: نکاح کے متعلق احکام

فصل دوم: سزا اور جنایت کے متعلق احکام

فصل سوم: بیع اور اس کے مشابہ معاملات کے احکام

فصل چہارم: اجارہ، غصب اور وکیل کرنے کے متعلق احکام

فصل پنجم: قسم کے متعلق احکام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالی کیلئے حمد وثناء ہے اور درود وسلام ہو اس ذات اقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور اس کے آل واصحاب پر سلام ہو۔

اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ رسالہ ہے ایسے مسائل کے بارے میں جس کا علم قاضی کیلئے بہت ضروری ہے، کہ مدعی اور مدعا علیہ کے علاوہ اور کس کی حضور ضروری ہے۔ اور مقدمات میں کس کو قسم دی جائیگی اور کس کس کو نہیں۔ میں خاص اللہ سے اجر طلب کرتا ہوں اسی دن جس دن لوگوں کیلئے ان کے اچھے اور برے اعمال ظاہر کئے جائینگے۔ اور بے شک اللہ تعالی بہت زیادہ رحم وکرم فرمانے والا ہے۔

فصل اول:

نکاح کے متعلق احکام

نکاح کے متعلق کس کس کی حضور ضروری ہے۔

(جب شوہر یا وکیل کی حضور ضروری ہو)

مسئلہ نمبر362: اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے منکوحہ عورت پر دعوی کیا (کہ یہ میری منکوحہ ہے) تو اس مقدمے کے وقت اس عورت کے شوہر کا حاضر ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر363: اگر لڑکی بالغہ ہو گئی اور اس لڑکی کا شوہر بھی بالغ تھا، اور یہ اس کو اس کے والد یا دادا کے علاوہ کسی اور نے نکاح پر دی تھی اور جب یہ بلوغت کی حد تک پہنچی تو اس نے اپنے لئے اس شوہر کے علاوہ کسی اور چُنا (یعنی پہلے شوہر پر راضی نہ تھی) اور اس کی شوہر غائب تھا حاضر نہیں تھا تو قاضی اس وقت تک ان دونوں کی جدائی کا حکم نہیں دے سکتا جب تک اس لڑکی کی شوہر کی طرف سے کوئی وکیل حاضر نہ ہو۔ کیونکہ یہ غائب پر جدائی کا حکم ہے اور غائب پر حکم دینا جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر364: اگر کسی نے دوسرے شخص کے بیوی پر دعوی کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور اس عورت کی شوہر موجود تھا تو مقدمے کے وقت اس کی حاضری لازم ہے، اور اگر کسی نے دعوی کیا کہ مجھ کو اس کی والد نے دی تھی تو والد کا حاضر ہونا لازمی نہیں ہے۔

مسئلہ 362: لوادعی نکاح امراۃ و لھازوج ظاھریشترط حضرۃ ھذالزوج۔(1)

مسئلہ 363 غیرالاب والجداذازوج صبیۃ من صبی فادرکت قبل ادراک زوجھافاختارت الفرقۃ ودفعت امرھاالی القاضی کان للقاضی ان یفرق بینھماولوبلغت واختارت نفسھاوزوجھاغائب، اشار فی الجامع انہ لایفرق بینھمالم یحضر الغائب لانہ قضاء علی الغائب۔(2)

مسئلہ 364: ولوادعی نکاح امراۃ و لھازوج ظاھر ،یشترط حضورھذالزوج ایضا، ودعوی النکاح بتزویج ابیھابدون حضورابیھاصحیحۃ۔(3)

1: منیۃ المفتی، للامام السجستانی، ص 182 ۔ مخلوط الازھریہ۔رقم عام 758 رقم خاص 285

2: الاشرونی،محمدبن محمود بن الحسین الحنفی المتوفی 636ھ۔جامع احکام الصغار۔اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاون کراچی ۔مسائل النکاح ص 36

3: فتاوی بزازیہ ج2 ص 203

(لڑکی کی حضور ضروری نہیں)

مسئلہ نمبر 365: اگر کسی نے دعوی کیا کہ میں نے اپنی جوان بیٹی کو اس کی اجازت سے زید کی نکاح میں دی تھی اور اب اس کی مہر مانگتا ہوں اور زید نے نکاح کا اقرار کر لیا لیکن یہ نہیں بولا کہ میں اس کی ساتھ ملا ہو (یعنی جماع کیا ہے یا نہیں) تو قاضی زید کو مہر دینے کا حکم دے گا۔اور مقدمے کی وقت لڑکی کی حاضری لازمی نہیں۔

مسئلہ نمبر 366: اگر کسی نے دعوی کیا کہ یہ میری لونڈی ہے،اور اس کی شوہر موجود ہو لیکن حاضر نہ ہو تو اس شخص کے دعوے کے صحیح ہونے کیلئے اس کی شوہر کی حاضری لاازمی نہیں۔

(معتدہ عورت کی نکاح کے دعوی میں اس کی حضور لازمی ہے۔)

مسئلہ نمبر 367: اگر کسی نے طلاق کے بعد عدت {1} گزارنے والی عورت پر نکاح کا دعوی کیا تو اس کی پہلے والے شوہر کا حضور لازمی ہے۔خواہ اس شوہر نے طلاق بائین دیا ہو یا طلاق رجعی۔

{1}: یہ مطلب نہیں کی میں نے اس کے ساتھ عدت میں نکاح کیا ہے، بلکہ یہ دعوی کر رہا ہے کہ یہ میری منکوحہ ہے ۱۲مترجم

مسئلہ 365 ادعی انہ زوج منہ بنتہ البالغۃ برضاھاوارادقبض صداقھاواقرالزوج بالنکاح ولم یدع الدخول فاالحاکم یامرالزوج بتسلیم المھرولایشترط حضورھا۔(1)

مسئلہ 366:

ادعی علی امراءۃ انھاامتہ وھی تحت زوج،والزوج غائب،فدعواہ صحیحۃ ولایشترط حضرۃ الزوج۔(2)

مسئلہ 367:

ادعی نکاح معتدۃ تشترط حضرۃ الزوج المطلق بائناکان الطلاق اوررجعیا۔(3)

1: فتاوی بزاریہ ج:2 ص: 203

2: الحنفی، احمدبن ابی بکرالمتوفی 522ھ، مجمع الفتاوی،مخطوط،الجامعہ الملک السعود ص 240

3: واقعات المفتین ص 182

مسئلہ 368:　　اگر عورت کے سامنے دو افراد نے اس بات پر گواہی دی کہ تیری شوہر نے تجھے تین طلاق سے طلاق دی ہے تو اگر اس کی شوہر غائب تھا تو وہ دوسری نکاح {1} کر سکتی ہے اور اگر حاضر تھا تو وہ پھر نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اگر شوہر نے انکار کیا تو پھر قاضی کے حکم کی ضرورت پیش آئے گی کہ دونوں میں جدائی لائی جائے اور عورت طلاق ہو جائیگی۔ پر یہ حکم شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں جائز نہیں۔

مسئلہ 369:　　اگر عورت نے دعوی کیا کہ اس کی شوہر نے اس کو بولا تھا کہ اگر میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا تو تو مجھ پر طلاق ہے۔ اور اب حال یہ ہے کہ اس نے اس عورت سے نکاح کی ہے تو پہلی طلاق ہو گئی تو اس صورت میں شوہر کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ عورت جس سے اس نے نکاح کی ہے (اس کی بیوی کے مطابق) کی حاضری لازمی ہے۔

مسئلہ 370:　　اگر ایک آدمی نے دو گواہوں کے سامنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر وہ دونوں گواہ وفات پا گئے اور عورت نے نکاح سے انکار کرتے ہوئے دوسری نکاح کی تو اس صورت میں اس کا پہلا شوہر اس پر مقدمہ کر سکتا ہے پر اس کا پہلا شوہر سے یہ حلف یعنی قسم لیا جائے گا یہ ان کو اس کی پہلی شوہر کے بارے میں پتہ تھا یا نہیں۔ تو اگر اس نے پہلے نکاح سے بے خبری ظاہر کی تو وہ بری ہے اور اگر حلف اٹھانے سے انکار کر دیا تو پہلا شوہر اس عورت پر مقدمہ چلا سکتا ہے او اسے قسم دیا جائیگا {1} یہ صاحبین کا قول ہے اور امام صاحبؒ کے ہاں نکاح میں قسم نہیں، لیکن فتوی صاحبین کے قول پر ہے۔

{1}　　یعنی عدت گزارنے کے بعد۔ ۱۲ مترجم

{2}: شوہر مدعی ہے اور بیوی مدعاعلیہا، اور شوہر کے گوہ مر گئے ہیں تو عورت کو قسم دیا جائیگا اور دور دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو گی۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ 368:　　اذاشهد الشاهدان على الطلاق والزوج غائب لايقبل شهادتهم وان كان الرجل حاضراوالمراءة غائبة ،لوكان لامراءته الغائب ان زوجک طلقک واخبربابذالک عدل فاذا انقضت عدتها حل لهاان يتزوج أخر۔(1)

مسئلہ 369:　　علق طلاق امرءته بتزويج عليهافبرهنت انه تزوج عليهافلانة الغائبة على المجلس هل يسمع حال غيبة فلان فيه روايتان والاصح انه لايقبل۔(2)

مسئلہ 370:　　تزوج بشهاده شاهدين ،فانكرت المراءة النكاح وقد مات الشهود وتزوجت أخرليس للاول ان يخاصمها ولاان يحلفهامالم يحلف الزوج الثانى على علمه ، فان حلف برئ، وان نكل فحينئذ يخاصم المراءة ويحلفهاوهذاعندهما، وعندابى حنيفه لايمين فى باب النكاح قال والفتوى على قولهما۔(3)

1:　مجمع الفتاوى، ص 231

2:　نورالعين فى اصلاح جامع الفصولين، الفصل، الثالث فيمن يكون خصما،ص 9

3:　الحصيرى ،محمدبن ابراهيم بن انوش الحصيرى البخارى۔ فتاوى الامام الحاوى الحصيرى،مخطوط الازهريه، كتاب النكاح، ص: 79۔

(لڑکی دینے والے کے نسب کا بیان ضروری ہے)

مسئلہ 371: فوائد شیخ الاسلام میں ذکر ہے کہ : اگر ایک نابالغ لڑکی کو اس کی والد اور دادا کے علاوہ کسی دوسرے نے نکاح میں دی تھی اور جب وہ بالغ ہو گئی تو نکاح کو رد کیا تو مقدمے کے وقت جیسا کہ ادب القضاضی میں ذکر ہے کہ اس کا ذکر کرنا لازمی ہے کہ مجھ کو کس نے اس کے نکاح میں دیا تھی یعنی بھائی یا چچا وغیرہ نے۔ اور اس طرح کے مسائل میں یہ ذکر کرنا لازمی ہے۔

(نکاح میں قاضی کے حکم کے دوران گواہوں کی حضور لازمی ہے۔)

مسئلہ نمبر 372: اگر شوہر نکاح میں گواہوں کا دعوی دار ہو اور بیوی کہتی ہے کہ تم نے مجھ سے عدت میں نکاح کی ہے تو شوہر کی بات معتبر ہے۔ قاضی جس وقت نکاح کے صحیح ہونے کا حکم دے رہا ہو تو اس دوران میں گواہوں کا حضور لازمی ہے یا نہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ ضروری ہے۔ اور اگر بیوی کہتی ہے کہ تم نے مجھ سے عدت میں نکاح کیا ہے اور خاوند تردید کرتا ہو تو خاوند کی بات معتبر ہے لیکن اگر در حقیقت وہ قاضی کے حکم کے دوران عدت میں تھی تو اس کیلئے اس شوہر سے جماع کرنا، یا میراث لینا درست نہیں۔ اور اگر سے پتہ ہو کہ عدت ختم ہو گئی تھی تو پھر یہ باتیں جائز ہیں، کیونکہ قاضی نئی نکاح کا ثبوت کر رہا ہے اور اگر صورت مسئلہ ی یہ تھی کہ اس نکاح میں گواہ نہیں تھے اور عورت نکاح کی صحیح ہونے کا دعوی کر رہی تھی اور شوہر انکار کر رہا تھا تو قاضی ان دونوں کے درمیان جدائی کا حکم صادر فرمائے گا اور شوہر کے ذمے بیوی کیلئے آدھا مہر مقرر ہو گا اگر غیر مدخول بہا ہو۔

مسئلہ نمبر 371: وفی فوائدشیخ الاسلام برھان الدین صغیرۃ بلغت وقدزوّجھاغیرالاب والجدفاختارت نفسھا وادعت عندالقاضی یشترط ان تقول زوّجنی اخی اوعمی قال یشترط وھل یشترط ان یذکرنسب الزوج قال علی ھذالقیاس ماذکرفی ادب القاضی یشترط وکذالک فی کل عمل۔

مسئلہ نمبر 372: قال الزوج ، النکاح کان بشھود ،وقالت بغیر شھود اوفی العدۃ القول للزوج، ویقضی بالنکاح بینھما، وان تدعہ یجامعھاوحل میراثہ، وان کانت صادقۃ وقال محمدلایسعھاالمقام معہ الاان یرجع عنہ ھذالقول قبل موت الزوج فحینئذیحل لھامیراثہ، والافلایحل۔ وھل یشترط حضرۃ الشھود عندالقضاء حتی تصیرالمراۃ حلالالہ ،قال المشائخ یشترط۔ولوکان علی القلب ،بان ادعی الزوج ان النکاح بغیرشھودونحوھا،وھی تدعی الصحۃ اوانکرت ماقال الزوج یفرق بینھما،وعلیہ لھانصف المھر المسمی ان کان قبل الدخول۔

1: جامع الحکام الصغار ج1 ص 38

2: خلاصۃ الفتاوی۔الفصل الرابع عشرفی دعوی النکاح وفی اختلاف بین الزوجین ۔ص 76۔مخطوط الازھریہ

(اگر لڑکی نے بلوغت کو پہنچنے پر نکاح رد کیا تو غائب شوہر کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 373: نابالغ لڑکی کو (والد اور دادا) کے علاوہ کسی اور نے نکاح میں اور جب وہ بالغ ہو گئی تو نکاح کو رد کیا اور شوہر غائب تھا اور اور شوہر بھی نابالغ تھا تو اس کی بلوغت کو پہنچنے کا انتظار نہیں کیا جائیگا بلکہ قاضی باپ یا وصی کے حضور میں نکاح فسخ کرے گا اور جدائی کا حکم کرے گا۔

(شوہر کی حضور ضروری ہے جب قاضی نکاح فسخ کرتا ہو نامردی کی وجہ سے)

مسئلہ نمبر 374: اگر عورت نے اپنے شوہر پر نامردی کا الزام لگایا تو قاضی {1} شوہر کو ایک قمری سال مہلت دے گا۔ اگر ایک سال میں بھی جماع کرنے پر قادر نہیں ہوا تو قاضی شوہر کو طلاق دینے کا حکم دے گا۔ اگر شوہر نے طلاق بھی نہیں دی اور عورت نے جدائی کا مطالبہ کر دیا تو قاضی جدائی کرے گا۔ لیکن اس وقت شوہر کیلئے حاضر ہونا لازمی ہے۔

مسئلہ 375: طلاق یا لونڈی کی آزدی کے اگر برائے ثواب گواہی دی جائے تو بھی قبول ہے، اس دوران شوہر اور مالک کا حضور لازمی ہے تاکہ شاہدین بوقت شہادت ان کو اشارہ کر سکے کہ فلاں نے عورت کو طلاق دی اور فلاں نے لونڈی کو آزادی دی۔ تاہم اس دوران لونڈی یا عورت کا حضور لازمی نہیں ہے۔

{1}: بیوی نے شوہر پر نامردی کا دعوی کیا اور معلوم ہوا کہ ابھی تک غیر مدخول بہا ہے تو قاضی شوہر کو ایک سال کی مہلت دیگا، اگر اسی دوران بھی جماع پر قادر نہ ہوا تو قاضی شوہر سے طلاق کا کہے گا، اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کریں اور بیوی جدائی طلب کر رہی ہو تو قاضی جدائی کا حکم دیگا، اور جدائی ایک طلاق بائن کی صورت میں ہو گی۔ اس مسئلہ میں نامرد سے عنین ہے، یعنی وہ شخص جس کا آلہ تناسل ہو لیکن جماع پر قادر نہیں ہو۔

مسئلہ 373: غیرالاب والزوج اذازوج صبیۃ من صبی فادرکت قبل ادراک زوجھافاختارت الفرقۃ فاختارت امرھا الی القاضی لاینتظر کبر الزوج وکان للقاضی ان یفرق بینھماغیر انہ ان کان لہ والداووصی احضرہ۔(1)

مسئلہ 374: سئل عن مراءۃ ادعت عنۃ زوجھاواجل لہ القاضی سنۃ ھلالیۃ رغاب الزوج عن خوف الحکم الشرعی فماالحکم ؟فقال فی جوابہ یشترط حضرۃ الزوج فی جمیع الصورلانہ ان کان الزوج غائباًلایقضی علیہ بالفسخ انتھی کلامہ۔(2)

مسئلہ 375: تقبل شھادۃ الحسبۃ بلادعوی فی طلاق المراءۃ وعتق الامۃ لکن یشترط حضرۃ الزوج والمولی عندالشھادۃ لیشارالیھما۔(3)

1: الجامع لاحکام الصنعار ،کتاب النکاح، ج1 ص 36 ۔

2: البحرالرائق، کتاب النکاح، ج 4 ص 381

3: رد المحتارعلی الدرالمحتار، کتاب الشہادات،ج: 8 ص: 186

مسئلہ نمبر 376: جامع الفصولین کے بارہویں فصل میں مذکور ہے کہ اگر دو افراد نے یہ گواہی دی کہ فلاں نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا فلاں نے لونڈی کو آزاد کیا اور وہ شوہر یا مالک غائب تھے تو یہ شہادت قبول نہیں ہوگی۔ تاہم اگر وہ لونڈی یا بیوی غائب تھی تو شہادت قبول ہوگی کیونکہ ان کی تکذیب کوئی معنی نہیں رکھتی۔

(مجبوب کے بلوغ کا انتظار نہیں کیا جائیگا جبکہ عنین کی بلوغت کا انتظار کیا جائیگا)

مسئلہ نمبر 377: امام محمدؒ نے کتاب جامع صغیر میں لکھا ہے اگر ایک نابالغ لڑکے کی بیوی نے یہ الزام (اپنے شوہر) پر لگایا کہ اس کا "آلہ تناسل" (یعنی ذکر) بالکل جڑ سے موجود نہیں۔ اور جدائی کا مطالبہ کی تو قاضی اس لڑکے کے بلوغ کا انتظار کئے بغیر جدائی لائے گا۔

اور اگر شوہر کو عنین پایا تو اس کی تو قاضی فی الحال جدائی کا حکم نہیں کرے گا، بلکہ بلوغت کا انتظار کرے گا۔ اگر بعد از بلوغ بھی یہ نقص اس میں پایا گیا لیکن یہ لڑکا غائب تھا تو اس کے طرف سے اس کا باپ یا وصی وکیل مقرر ہوگا۔ اور باپ نہ ہو تو دادا پر اگر دادا بھی نہ ہو تو قاضی لڑکے کیلئے کوئی وکیل مقرر کرے گا۔ اگر مذکور بالا میں سے کوئی بھی وکیل نے یہ شہداء کے شہادت کے ساتھ ثابت کر دی کہ یہ عورت اس نقص سے باخبر ہونے کے باوجود نکاح پر راضی ہوگئی تھی تو جدائی نہیں ہوگی۔ پر اگر ثابت بذریعہ شہداء نہ کر سکے اور عورت کو قسم کا کہا اور اس نے قسم سے انکار کیا تو بھی جدائی کا حکم نہیں دیگا، اور اگر قسم اٹھالیا تو جدائی واقع ہوگی۔ اسی طرح ذخیرہ اور قاضی ظہیر الدین کی فتاوی میں مذکور ہے۔

مسئلہ376: شهدا ان الغائب اعتق اوطلق امراءة لايقبل ،وان كانت الامة غائبة اوالزوجة غائبة يقبل لانهالو حضرتا وكذ بتالايلتفت الى قولها۔(1)

مسئلہ 377: قال محمدفی الجامع: امراءة الصبی اذاوجدت الصبی مجبوبا ، فالقاضی يفرق بينهابخصومتها،ولاينتظربلوغ الصبی ،بخلاف ماذاوجدت امراءة الصبی عنينالايصل اليها، لا يفرق بينهافی الحال ، وينتظربلوغ الصبی ، فان كان للصبی اب اووصی كان خصما عن الصغير فی ذلک ،كماكان خصمافی جميع ماللصبی وعليه ،وان لم يكن له جد ولاوصی فالقاضی ينصب عنه خصما،فاذا جاء الخصم بحجة، تبطل حق المراءة من بينة يقيمهاعلى رضاهابهذالعيب،اوعلمها۔لهذالعيب وقت النكاح لم يفرق بينهما،وان لم يكن للخصم بينة على ذالک وطلب يمين المراءة،تحلف المراءة فان نكلت لم يفرق بينهما،وان حلفت يفرق بينهما،هذاه الجملہ فی الذخيرة، وفی فتاوى القاضی ظهيرالدينؒ ۔(2)

1: فتاوى بزاريہ كتاب الدعوى ،فيمن يشترط حضره فی الدعوى، ج2 ص 204)

2: الجامع لاحكام الصغار، كتاب النكاح، ج:1 ص108

مسئلہ نمبر378: میں کہتاہوں اوراسی طرح وہ مسئلہ بھی ہے جو قاضی ابوجعفر استروشنی نے اپنی کتاب جامع کے کتاب النکاح میں ذکر کیاہے کہ اگر باپ داداکے علاوہ کسی نے نابالغ کولڑکی نکاح میں دی اور لڑکی نے بلوغت پر نکاح رد کیاتولڑکے کے وکیل یاسے دلیل طلب کیاجائے گا۔پر اگر دلیل نہ پیش کرسکاتوجدائی کاحکم ہوگا۔اور لڑکے کے بلوغت کی انتظار کی ضرورت نہیں۔اوراگر بالغ تھالیکن موجود نہیں تھاتع قاضی جدائی کاحکم دے گاکہ نہیں توامام محمدؒ جامع میں اس کی طرف اشارہ کیاہے کہ جب تک لڑکے کے طرف سے خصم حاضر نہ ہوتوجدائی پر حکم نہیں کرے گا،امام محمدؒ کے قول کی وجہ یہ کہ غائب پر حکم ہے۔(اور غائب پر حکم کرناجائز نہیں)۔

(لڑکی کی بلوغت کاانتظار کیاجائیگا)

مسئلہ379: اگر والدنے اپنی نابالغ لڑکی کوکسی کے نکاح میں دی پھر اس لڑکی نے اپنے شوہر کودیوانہ یعنی پاگل پایاتو قاضی جدائی کاحکم نہیں کرے گا،بلکہ اس لڑکی کی بلوغت کاانتظار کرے گا۔کیونکہ ممکن ہے بلوغ کے بعد لڑکی راضی ہوجائے۔

مسئلہ 378: قلت ونظیر هذاماذکرالقاضی "ابوجعفرالاستروشنی)فی نکاح "الجامع"غیرالاب والجداذازوج صبیۃ من صبی فادرکت قبل ادراک زوجها،فاختارت الفرقۃ ورفعت امرهاالی القاضی،لاینتظرکبرالزوج وکان للقاضی ان یفرق بینهما،غیر انه ان کان له والد اووصی احضره وامره بان یاتی بالحجۃ للصغیر ان کان له حجۃ ،والافرق بینهمابحضرۃ ولیه ،هذااذاکان زوجهاصبیا،فان ادرکت الصغیرۃ،وزوجهاکبیرغائب، وقدزوجهاغیرالاب الجد واختارت نفسها،هل یفرق القاضی بیهاحال غیبۃ الزوج، اشارفی الجامع الی انه لایفرق مالم یکن عنه خصم اووکیل لانه قضاءعلی الغائب بالفرقۃ۔(1)

مسئلہ 379: ولوکانت المرءۃ صغیرۃ ، زوجهاابوها،ووجدت زوجهامجبوبا،لایفرق القاضی بینهمابخصومۃ الاب متی تبلغ، لاحتمال انهاترضی بعدالبلوغ۔(2)

1: الجامع لاحکام الصغارج1 ص 109

2: ایضا،ص 109

مسئلہ نمبر380: اگردوذمیوں {1} نے اپنے رشتہ داروں کے وساطت سے نکاح کیاپھران دونوں میں ایک میاں بیوی مسلمان ہوگئے تواس دوسرے پر بھی اسلام پیش کیاجائے گا۔اگراس نے اسلام قبول کیاتوٹھیک ورنہ قاضی جدائی کافیصلہ کرے گا۔اس مسئلے میں امام شافعیؒ نے اختلاف کیاہے۔

مسئلہ نمبر381: قاضی ابوزیدنے کتاب الاسرار میں ذکر کیاہے کہ اگرکسی پاگل کی بیوی مسلمان ہوگئی(پہلے دونوں کافرتھے)تواس پاگل کے باپ پراسلام پیش کیاجائے گا۔اور باقی مسئلہ درج بالاکی طرح ہوگا۔

(مجنون کااسلام قبول نہیں اور ہوشیار لڑکے اور معتوہ عاقل کااسلام صحیح ہے)

مسئلہ 382: فخرالاسلام بزدویؒ نے لکھاہے کہ اگرمسئلہ بالاکے دوران پاگل خود مسلمان ہواتواس کااسلام قبول نہیں بلکہ اس دوران اس کامسلمان ہونااس والدین کی تباعت ہے۔

مسئلہ 383: آپؒ نے پھر لکھاہے کہ نابالغ چھوٹے لڑکے کے مثال اول میں پاگل کی طرح ہے جب اس میں عقل نہ ہو،اور جب ہوشیار ہوجائے توپھر وہ اور معتوہ برابرہیں،لیکن مجنون اور نابالغ چھوٹے لڑکے میں فرق ہے۔وہ اسی طرح کہ مجنون کی بیوی اگر مسلمان ہوگئی تواس کے والدین کوفی الفور اسلام پیش کیاجائیگا،اوراگرنابالغ کی بیوی مسلمان ہوگئی تواس کی بلوغت کاانتظار کیاجائیگاکیونکہ بلوغت کیلئے حد ہے اور جنون کیلئے کوئی حد نہیں۔

{1} :ذمی وہ کافرہے جومسلمان بادشاہ کے سائے میں رہ رہاہواور جزیہ دے رہاہو،اس کی جان ومال کی حفاظت مسلمانوں کی طرح کیجاتی ہے۔

مسئلہ نمبر380: اذاعقدالنکاح علی صبین من اهل الذمہ، زوجهاولیهما، فاسلم احدهماوهولعقل الاسلام یصح ،اسلامہ عندناخلافاللشافعی، ثم ان کان الاخریعقل الاسلام یعرض علیہ الاسلام فان اسلمایترکان علی النکاح وان لم یسلم یفرق بینهما۔(1)

مسئلہ 381: وذکر القاضی ابوزیدؒفی الاسرارفی مسائل تزویج غیر الاب والجد ان امرءة المجنون اذا اسلمت وهما کافران یعرض الاسلام علی ابی المجنون ،فان اسلم والایفرق بینهما۔

مسئلہ 382: وذکرفخرالاسلام البزدویؒ فی باب الامور المعترضہ من اصول الفقہ، ان اسلام المجنون لایصح، واسلام المعتوہ العاقل ،والصبی العاقل یصح، ولواسلمت امراء ة المجنون یعرض الاسلام علی ولیہ ویصیر مسلماتبعالابویہ، وکذایصیرتبعالهما۔

مسئلہ 383: ثم قال رحمہ اللہ:۔ والصغیر فی اولہ مثل المجنون یعنی اذاکان عدیم العقل والتمیز فامااذا عقل ، فهو والمعتوہ سواء ،غیر ان بین المجنون والصغیر فرق، وهو ان فی المجنون اذا اسلمت امرءتہ یعرض الاسلام علی ابیہ وامہ فی الحال ولایوخر،وفی الصغیریوخرلانہ محدود،فوجب تاخیرہ الی غایۃ العقل والمعتوہ کاصبی العاقل۔(2)

1: جامع احکام الصغار ج1ص: 113

2: جامع احکام الصغار جلدنمبر2 ص 204

میاں بیوی کا بچے کے بارے میں اختلاف:

مسئلہ نمبر 384: نکاح کے بعد بچہ پید ہوا شوہر اور بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہوا نکاح کے وقت میں اگر شوہر ایک مہینے سے نکاح کا دعوی کر رہا ہے اور بیوی ایک سال سے تو اسی صورت میں کا نسب باپ سے ثابت ہے اور اگر دونوں ایک ماہ سے نکاح کرنے کے دعویدار ہوں تو پھر بچے کیلئے اس باپ سے نسب ثابت نہیں ہوگا۔ اور اگر بیوی گواہ پیش کرے کہ اس نے مجھ ایک سال سے نکاح کیا ہے تو یہ گواہی قابل ہوگی اسی صورت میں اگر بچہ بڑا ہونے کے بعد گواہ پیش کریں اور اگر بچے نے نابالغ ہونے کی حالت میں گواہ پیش کئے تو بعض علماء کے نزدیک گواہی قبول نہیں جب تک اس کی طرف سے کسی خصم مقرر نہ کرلیں کیونکہ وارثت بچے کا حق ہے تو قاضی خصم مقرر کرے گا کہ گواہی خصم کی جانب سے ہو اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس تکلیف کو ضرورت نہیں بلکہ قاضی خصم کے مقرر کئے بغیر سنے گا کیونکہ نسب پر گواہی کرنا بطور ثواب بھی قابل قبول ہے۔ (اگر کہ گواہی کی طلب بھی نہ کی گئی ہو) تو یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں علماء اختلاف رکھتے ہیں، بعض گواہی کو قابل قبول سمجھتے ہیں اور بعض نا قابل قبول سمجھتے ہیں۔

مسئلہ 384: رجل تزوج امراءة وجاءت بولد،فاختلفا،فقال الزوج تزوجتک منذشهر وقالت لابل منذ سنة ، فالولدثابت النسب من الزوج، فان تصادقا على انه تزوجهامنذشهر لم يثبت النسب منه ، فان اقامت البينة على تزوجه اياهامنذسنة قبلت۔وهذاالجواب صحيح مستقيم فيمااذااقام الولد البينة بعد ماكبر، واما اذاكان قيام البينه حال صغرالولد فقد اختلف فيه المشائخ رحمهم الله۔

قال بعضهم : لاتقبل البينة مالم ينصب القاضى خصما عن الصغير، فينصب عنه خصما لتكون البينة قائمامن هوخصم ، وقال بعضهم لاحاجة الى هذالتكلف ،والقاضى يسمع البينة من غير ان ينصب عنه خصمابناء على ان لشهادة على النسب تقبل حسبة بدون الدعوى، وهذا فصل قداختلف فيه المشائخ رحمهم الله قال بعضهم تقبل وقال بعضهم لاتقبل۔(1)

1: جامع احکام الصغار،ج: 1 ص: 112

(شوہر اگر مجبوب ظاہر ہوا تو لڑکی کے بلوغت کا انتظار کیا جائیگا۔)

مسئلہ 385: اگر کسی نے اپنا دس سالہ بیٹی کو کسی کے نکاح میں تو اس کا شوہر مجبوب نکلا تو قاضی فی الحال جدائی کا حکم نہیں کرے گا بلکہ لڑکی کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔اب اگر لڑکی معتوہہ ہونے کی حالت میں بلوغت کو پہنچی اور اس کی صحیح ہونے کی امید نہ ہو تو باپ لڑکی کے طرف سے دعوی کرے گا اور قاضی دونوں کے درمیان جدائی کا حکم صادر کرے گا۔

مسئلہ 385:

ولوزوج ابنته الصغيره من رجل وهى ابنة عشرسنين فاذ الرجل مجبوب، فلم يفرق القاضى فبينو قف حتى بلغت ، فان بلغت معتوهة لايرجى زواله ،يخاصم عنه الاب فيفرق القاضى ۔(1)

1: الجرجانی،ابو یعقوب یوسف بن علی،المتوفی522ھ،خزانة الاكمل فی الفروع الحنفی، دار الكتب العلمية بيروت لبنان 1437ھ، ج 1 ص 445

فصل دوم:

سزا اور جنایت سے متعلق احکام

(یعنی سزا اور جنایات کے متعلق کس کس کی حضور ضروری ہے)

فصل دوم:

سزااور جنایت کے متعلق احکام

مسئلہ نمبر386: جب چور کا ہاتھ کاٹا جارہا ہو تو اس وقت گواہ اور وہ شخص جس نے دعوی کیا ہو، دونوں کی حاضری لازمی ہے۔ حتی کہ اگر یہ دونوں مر جائے تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یہ حکم سنگسار اور قصاص کے علاوہ ہر مسئلے میں جاری ہوتا ہے۔
دمشق (شام) کے مفتی علاؤالدین نے تنویر الابصار کی شرح میں لکھاہے کہ درج بالا مسئلہ میں گواہان کی حضور ضروری نہیں۔

مسئلہ 387: حکم قصاص کے وقت اگر قتل پر گواہ رہنے والا گواہ موجود نہ بھی ہو تو قصاص کا حکم دیا جائے گا۔ یہ حکم استحسانی ہے یہ مسئلہ کافی الحاکم میں بھی ذکر ہے۔ مسئلہ سنگسار میں شہداء کی ذات ضروری ہے اور زانی یعنی زنا کے مرتکبین کو پہلی کنکر بھی گواہاں ماردیں گے۔

مسئلہ نمبر388: اگر کسی شخص پر گواہی سے زنا کی ثبوت کی گئی اور وہ شادی شدہ ہو تو اس کو ایک کھلے میدان میں سنگسار کیا جائے گا۔ تاہم پہلے پتھر وہ گواہان ہی ماردیں گے۔ یہ اس لئے کہ اگر بعض (یاسارے) گواہان نے کسی کے کہنے پر (یا خود سے) جھوٹی گواہی دی ہو تو کنکر مارنے کی حالت میں وہ اپنی گواہی سے مر جائے گا۔

امام قویمیؒ نے کنز کی شرح میں بیان فرمایاہے کہ سارے یا بعض شہداء نے شہادے دینے سے انکار کر دیا کہ ہم پہلے نہیں ماریں گے یا غائب ہو گئے، یا وفات پا گئے، یا ان میں سے کوئی پاگل ہو گیا، یا اندھا ہو گیا، یا گونگا ہو گیا، یا مرتد ہو گیا، یا کسی کو زنا کی گالی دی، یا سزا کی طور پر اسی درے مارا گیا، تو ان سارے صورتوں میں طرفین کے نزدیک حد ساقط ہو جاتا ہے۔ (اور مجرم کو رجم نہیں دی جائیگی)

مسئلہ 386: لوثبت علیہ بالبینۃ فانہ یقطع لکن یشترط حضرۃ المولی عنداقامۃ البینۃ عند ابی حنیفۃ ومحمد وقال ابویوسف لیست بشرط۔

واماحضرتہ عندالاقرار بالحدود فلیست لیشترط اتفاقا۔

مسئلہ نمبر387: اس مسئلے کی تخریج تک مقالہ نگار کی رسائی نہیں ہوئی۔

مسئلہ388: رجمہ وھوالمحصن فی فناء ائ فی مکان واسع حتی یموت یبدء بہ بالرجم شھودہ وعندالشافعیؒ لایشترط بدائہ وھوروایۃ عن ابی یوسف،فان ابواہ عندالبدایہ کلا اوبعضا اوغابوااوماتواکذالک اوجن بعض اوصاراعمیٰ اواخرس اوارتد او حد فی قذف سقط الحد عند ابی حنیفہ ومحمد رحمھم اللہ وھوروایۃ عن ابی یوسف۔(3)

1: (شرح مجمع البحرین۔ابن الملک علامہ عبداللطیف الشھیربابن فرشتامخطوط رقم عام 7927 رقم خاص 4427 ص 120)

2: قنیۃ المنیۃ ،کتاب السرقۃ ص: 316

3: ابی المکارم، شرح مختصر الوقایہ،مخطوط الازہریہ،ص:83

مسئلہ نمبر 390: اگر کسی آبق غلام پر چوری کی ثبوت ہو گئی تو اس کا ہاتھ تب تک کاٹا نہیں جائے گا جب تک مولا حاضر نہ ہو اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ نمبر 391: اگر غلام نے اپنے اوپر کسی ایسی بات کی شہادت جس سے اس پر حد لازم آتا ہے مثلاً آواز کیا کہ میں نے چوری کیا یا میں نے کسی کی بیوی سے زنا کی تو اس پر حد نافذ ہو گا۔اور اگر شہداء نے گواہی دی تو پھر مولا کی حضور تک حد نافذ نہیں ہو گا۔یہ طرفین کی نزدیک ہے۔

مسئلہ :392: اگر کسی مأذون غلام پر گواہی سے ثابت کیا گیا کہ اس نے قتل کیا ہے، یا زنا کیا ہے یا کسی پر زنا کی تہمت لگایا ہے یا شراب پیا ہے اور وہ انکار کر رہا تھا اور اس کا مولیٰ حاضر تھا تو یہ گواہی جائز ہے،اور اسی پر اجماع ہے،اور اگر مولیٰ غائب تھا تو طرفین کے ہاں قبول نہیں اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں قبول ہے کیونکہ ان کے ہاں قصاص اور حدود میں مأذون اور مجور پر گواہی قبول ہے۔اور اگر گواہ غلام پر چوری کی گواہی دے رہے تھے تو اگر اس کا مولیٰ حاضر تو قطع بلا خلاف ہو گا،اور اگر موجود نہ ہو تو طرفین کے نزدیک اسطرح گواہی قبول نہیں،اور ضامن ہونے کی حالت میں قبول ہے اور اگر چوری موجب حد نہیں تھی تو پھر اجماعاً قبول ہے۔اور اگر اس پر خالص حدود اللہ کی بابت گواہی دی گئی تو یہ قبول نہیں۔ اور قصاص و قذف میں اگر مولی حاضر تو قبول ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ 390: ان اثبت علی الابق سرقۃ لایقطع حتی یحضرہ مولاہ قال ابو یوسف یقطع۔(1)

مسئلہ 391: یعنی اذااقربمایوجب الحداوالقصاص لزماہ فی الحال الا ان حضرۃ المولی لیست بشرط فی اقرارہ،ولم یقر لکن اقیمت علیہ البینۃ فحضرہ المولی شرط عند ابی حنیفہ ومحمد رحمہم اللہ۔(2)

مسئلہ 392: ولوشھدواعلی عبد ماذون فی التجارۃ ، بقتل عمد، اوقذف اوزنا، اوشرب خمر، فانکرالعبد ان کان مولاہ حاضرا،جاز بالاجماع، وان کان غائبالاتقبل عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمہم اللہ ، وتقبل عند ابی یوسف لان عندابی یوسف لوقامت البینۃ علی العبد الماذون بقصاص اوحد تقبل وکذ المحجور۔ولوشھدوعلی العبد الماذون بالسرقۃ ، ان کان موجبۃ القطع ، تقبل اذا کان المولی حاضرامعہ ، ویقطع بلاخلاف ، وان کان المولی غائبا ،لاتقبل فی حق القطع فی قول ابی حنیفۃ ومحمد وتقبل فی حق الضمان ، وعند ابی یوسف تقبل فی حق القطع،وان کانت السرقۃ موجبۃ للمال تقبل بلاخلاف حضرالمولی اوغاب، قصاص و الزناوشرب خمر الحدود الخالصۃ للہ تعالی لاتقبل،
وفی القصاص والقذف ان کان مولاہ حاضراتقبل ، وان کان مولاہ غائبا لاتقبل فی قول ابی حنیفۃ ومحمد ۔(3)

1: فتاوی التاتارخانیہ،ج: 7 ص:447۔

2: (فتاوی قاضی خان ج2 ص 320)

3: (فتاوی قاضی خان ج2 ص 320)

مسئلہ نمبر 393: اگر چھوٹے لڑکے یا ایک احمق شخص، جس کو ولی نے تجارت کی اجازت دی ہو پر شہداء نے شہادت کی کہ اس شخص نے چوری کی ہے یا زنا کی ہے یا کسی پر قذف لگایا ہے تو اس پر حد ثابت نہیں ہو گی خواہ ولی حاضر ہو یا نہیں۔ اور قتل کے معاملے میں یہ گواہ جائز ہے بشر طیکہ ولی حاضر ہو کیونکہ قتل کے معاملے میں دیت ولی کو ہی دیتا ہے لہذا اگر ولی غیر حاضر ہو تو پھر جائز نہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور سرقہ میں قبول خواہ ولی حاضر ہو کہ نہ ہو۔

غلام کی حضور ایک حال میں ضروری ہے

مسئلہ نمبر 394 ایک شخص نے دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ اس نے میرے غلام کی آنکھ اندھا کیا ہے اور مدعا علیہ نے انکار یا تو اگر غلام زندہ ہے تو اس کی حضور ضروری ہے اور اگر غلام مر گیا ہو یا اتنا چھوٹا ہو کہ اپنا حال بیان نہیں کر سکتا تو پھر حضور لازمی نہیں اور اگر مدعی نے گواہاں پیش کئے تو اس سے ضمان لیا جائے گا۔

(چھوٹے بچے اور چوپائے کی حضوور ضروری نہیں)

مسئلہ 395: فتاوی بزازیہ میں ہے کہ گدھے یا کسی دوسرے جانور کی حاضری لازمی نہین جب کہ اس کے آنکھ کے تاوان لینے کا معاملہ ہوں اسی طرح اگر کسی نے دعوی کیا کہ فلاں نے میرے جانور (گھریلو) یا کپڑا (چادر وغیرہ) کو زخمی کیا ہے (یا پھاڑ دیا ہے) تو ان اشیاء کا حضور ضروری نہیں کیونکہ جس چیز کے متعلق وہ دعوی کرتا ہے وہ واقع صورت میں وہ جز ہے جو غائب ہے۔

اگر کسی دوسرے چیز کے بابت دعوی ہو تو حاضر ہونا لازمی ہے۔

مسئلہ393: ولوشهدواعلی الصبی الماذون ، اومعتوه الماذون بقتل العمد، اوبالزنا اوشرب الخمر اوالقذف ، فی الزنا وشرب الخمروالقذف لاتقبل، حضرالولی اوغاب، وفی القتل ان حضرالولی ، جاز لان موجبہ هوالدیۃ علی العاقلۃ ، وان کان الولی غائبا ، لاتقبل بلاخلاف ، وان شهدو علی الاقرار بهذه الاسباب لاتقبل حضرة المولی اوغاب ۔(1)

مسئلۃ394: رجل ادعی انہ فقاء عین عبدلہ یساوی الفاوالعبد حیی وانکره المدعی علیہ یشترط حضرة العبد الاان یکون العبد میتااوصغیرا لایعبر عن نفسہ فلا یشترط حضرتہ ویحکم بالارش لوبرهن۔(2)

مسئلہ 395: وفی البرذون والحمار وغیرهمالایشترط حضرة الحیوان فی طلب ارش عینہ، وکذ الوادعی جرحا فی دابۃ اورخرقافی ثوب لایشترط احضارهما، لان المدعی فی الحقیقۃ الجزء الغائب ۔(3)

1: (فتاوی قاضی خان ج2 ص 320۔-321)

2: (فتاوی بزاریہ ج11 ص 204)

3: (فتاوی بزاریہ ج 11 ص 204)

(جب غلام کی حضور ضروری ہو صرف ایک حالت میں)

مسئلہ نمبر 396: اگر کسی نے دعوی کیا کہ فلاں نے میرے غلام جس کی قیمت ایک ہزار روپے تھا، کی آنکھ کو اندھا کیا ہے اور مدعی علیہ انکار کرتا تھا۔ مدعی نے اپنے حق میں گواہان بھی پیش کئے تو جب تک غلام حاضر نہ ہو قاضی گواہی نہیں سنے گا، اور غلام مر گیا تھا یا بہت چھوٹا تھا تو پھر سنے گا اور مدعی علیہ پر تاوان کا حکم کرے گا ور غلام کا حضور ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر مدعی نے دعوی کیا کہ فلاں نے میرے گھوڑے کی آنکھ اندھا کیا ہے جس کی قیمت ایک ہزار روپے ہیں اور مدعاعلیہ نے انکار کیا، مدعی نے گواہان پیش کئے تو اگرچہ گھوڑا حاضر نہ بھی ہو تو قاضی مدعی علیہ پر تاوان چکانے کا حکم کرے گا۔

مسئلہ نمبر 397: مجور غلام اپنے فعل پر مأخوذ ہے ہے اور اپنی قول پر نہیں۔

مسئلہ 396:

ادعی علی رجل انہ فقاءعین عبدلہ یساوی ایضاوالعبد حیی لاتسمع الدعوی والبینۃ الابحضرۃالعبد، ولولم یکن العبد حیاتسمع ویقضی بالارش للمدعی، واذاکان العبد صغیرا اولایعبر عن نفسہ فالقاض یقضی بالارش للمدعی علی القاضی، ولاتشترط حضرۃ العبد، وکذا لواقام البینۃ انہ فقاعین برزونی ترکی تقبل وارادۃ البرذون للقاضی لیست بشرط لصحۃ الدعوی وان کااقام البنیۃ فاالقاضی یعضی بالارش للمدعی علی القاضی۔(1)

مسئلہ 397 والعبدالماذون یؤخذ بفعلہ ولایؤخذ بقولہ(2)۔

1: (فتاوی الھندیہ، ج 4 ص 42)

2: (فتاوی قاضی، خان ج2 ص 321)

فصل سوم

بیع اور اس کے مانند معاملات کے متعلق احکام

(یعنی بیع اور اسی طرح اور معاملات میں کس کس کی حضور ضروری ہے)

فصل سوم:

بیع اور اس کے مانند معاملات کے متعلق احکام

(بیچنے اور خریدنے والے کا حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 398: اگر بکر نے زید سے لونڈی خریدی اور قبضی کرنے سے پہلے کسی اور نے اس پر اپنی ملکیت کا دعوی کیا اور دعوی کی تائید میں گواہان بھی پیش کئے، تو قاضی تب تک اس تیسرے شخص کی حق میں فیصلہ نہیں کرے گا جب بکر اور زید حاضر نہ ہو۔ کیونکہ اس تیسرے شخص کے دعوے سے بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کے بیع فاسد ہوتا ہے۔ تو یہ اس طرح ہوا جیسا کہ رہن کا دعوی (مثلاً کسی نے دوسرے سے پالتو جانور کو گروی رکھ دیا۔ پھر تیسرے نے دعوی کیا اور شاھدین پیش کئے تو رہن رہنے اور لینے والے دونوں کا حضور لازمی ہے) اور اگر مسئلہ ایسا تھا کہ زید نے بکر سے خریدی ہوئی لونڈی اپنے قبضے میں لائی ہو تو اور اس کے بعد اس لونڈی کا کوئی مستحق پیدا ہو تو اس صورت میں خریدنے والے کا حضور لازمی ہے اور بیچنے والے کی نہیں اسی طرح حکم شفعہ میں بھی ہے۔ مثلاً کسی نے زمین خریدلی پر ابھی اپنے قبضے میں نہیں لائی تھی، اور کسی تیسرے شخص نے شفعے کا دعوی کیا تو دونوں (خریدنے اور بیچنے والے) کی حضور لازمی ہے لیکن اگر قبضہ کیا ہو تو صرف خریدنے والے حضور ضروری ہے۔

اور رشید الدین صاحبؒ نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے کسی دوسرے شخص کا کوئی چیز بغیر اس کے اجازے کی بیچ لی تو اصل مالک کو دعوی کرنے حق حاصل ہے۔

اس طرح اگر کسی شخص نے دوسرے کی چیز غصب کی اور پھر بیچ دی تو دعوی پہلے غاصب پر ہو گا۔ اور اگر اجارہ پر دے دی ہو تو دونوں (یعنی پہلے غاصب اور اجارہ گر) کا حضور لازمی ہے۔

مسئلہ 398: اشتری بکر من زید جاریۃ وقبل قبضهااستحقهارجل لاتسمع بنیۃ المستحق مالم یحضرالبائع والمشتری اذالملک للمشتری والیدللبائع لان الانقضاء بہ یستلزم ابطال الید فصار کدعوی الرھن وبعد قبضہ یشترط حضرۃ المشتری لاالبائع والاخذ بالشفعۃ نظیر الاستحقاق۔

کذا ذکرفی فتاوی رشیدالدین للمستحق ولایۃ الدعوی علی البائع وان لم یکن المبیع فی یدہ لانہ غاصب والمشتری غاصب الغاصب ویصح الدعوی علی الغاصب وان المستاجریشترط حضرۃ العاتدین اذالملک للموخروالیدللمستاجرفیشترط حضرتهاکرھن۔(1)

1: (جامع الفصولین ج 1 ص 38)

مسئلہ نمبر399: اگر کسی نے کوئی چیز بیچ دی لیکن قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور نے استحقاق کا دعوی کیا تو دونوں یعنی بائع اور مشتری کا حضور لازمی ہے اسی طرح حکم شفعہ میں بھی ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی چھوٹے بچے پر دعوی کیا اور اس لڑکے کا وصی حاضر ہوں تو "تتمہ" کتاب میں شیخ الاسلام امام خواہر زادہؒ صاحب نے لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے اور لڑکے کا حضور لازمی نہیں۔

امام ناطفیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ قرضہ اس لڑکے پر وصی کے ذریعہ عائد ہوئی ہو (یعنی وصی نے اس لڑکے کیلئے کوئی معاملہ کیا ہو اور اس میں یہ لڑکا مقروض ہوا ہو) تو اس دعوی کے وقت لڑکے کا حضور لازمی نہیں ہے۔

(چھوٹے لڑکے کا حضور لازمی ہے ولی یا وصی کے ساتھ)

اور اگر دعوی ایسے قرضے کا ہو جو اس پر وصی کے ذریعے لازم ہو چکا ہو، (مثلاً کسی کا کوئی چیز ضائع کی تھی اور اب مالک دعوی کر رہا ہو) تو اس صورت میں لڑکے کا حضور ضروری ہے تاکہ بوقت دعوی اس کی طرف اشارہ کر سکیں۔

اور علامہ خصافؒ نے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی مجور نابالغ لڑکے پر کسی نے مال یا غصب کا دعوی کیا ،اور مدعی نے گواہان کھڑا کئے تو دعوی سنا جائیگا اور لڑکے کا حضور بمع والد یا وصی ضروری ہے، تو اگر کسی چیز کی ثبوت کی گئی تو والد یا وصی کو ادا کرنے کا حکم دیا جائیگا پس اگر اس لڑکے کا والد یا وصی نہیں تھا اور مدعی نے قاضی سے عرض کیا کہ اس کے لیے وصی مقرر کر دے تو قاضی منظور کرے گا، لیکن وصی کے تقرر کے وقت لڑکے کا حضور لازمی ہے۔اور بعض متأخرین علماء کا مؤقف ہے کہ اس دعوی کے وقت لڑکے کا حضور خواہ وہ مدعی ہو یا مدعا علیہ،اور خصافؒ نے فرمایا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ بچے کے حضور کو ضروری نہ سمجھا جائے جیسا کہ شیخ الاسلام المعروف بخواہر زادہ نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ نمبر399: ولوباع شیئاولم یسلم الی المشتری حتی ادعاہ رجل فانہ یشترط حضرۃ البائع والمشتری وکذا لوارادالشفیع ان یاخذ الدار باشفعۃ وھی فی یدالبائع ، یشترط حضرہ البائع والمشتری۔

ولوادعی علی صغیرشیئابحضرۃ وصیہ ، ذکرالشیخ الامام المعروف بخواھرزادۃؒ فی شرح القسمۃ انہ لایجوزولایشترط حضرۃ الصغیر۔وذکرالناطفی: و ان کان دینا وجب لا بمباشرۃ الوصی کضمان الاستہلاک نحو ذالک یشترط حضرۃ الصغیر للاشارۃ الیہ۔

وذکر الخصافؒ: انہ لو ادعی علی صبیّ محجور مالا ، باستھلاک او غصب ان کان المدعی یقول: لی بینۃ حاضرۃتسمع دعواہ و یشترط حضرۃ الصغیر، و یحضر معہ ابوہ او وصیہ، حتی اذا قضا القاضی بالمال یومر الاب والوصی بالاداءو ان لم یکن لصبیّ اب و لا وصی، اطالب المدعی من القاضیان ینصب للصغیر وصیا، اجابہ القاضی الی ذالک لکن یشترط حضرۃ الصغیر عند نصب الوصی،و عند بعض المتاخرین حھرۃالصغیر عند الدعوی،سواء کان الصغیر مدعیا اومدعی علیہ۔قال مولانا رضی اللہ عنہ: و ینبغی ان لا یشرط حضرۃ الاطفال عند الدعوی، کما ذکر الشیخ الامام المعروف بخواھر زادہ رحمہ اللہ تعالی ۔(1)

1: (فتاوی قاضی خان کتاب الدعوی، ج: 2 ص 319،320)

مسئلہ نمبر 400:　　اگر کسی نے کوئی چیز خرید لی اور قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور نے اپنی استحقاق کا دعوی کیا کہ یہ چیز میری ہے تو خریدنے اور بیچنے والے دونوں کا حضور لازمی ہے اور اس مستحق یعنی جس نے دعوی کیا اس کیلئے لازمی ہے کہ گواہان پیش کریں (یہ مسئلہ رہن کے مسئلے کی طرح ہے) اور اگر خریدنے والے نے مال کو اپنے قبضے میں لیا تھا تو صرف خریدنے والے کا حضور لازمی ہوتا ہے اور پھر یہ مسئلہ "شفعہ" کے مسئلے کی طرح بن جاتی ہے۔

(پہلے خریدنے والے کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 401:　　اگر زید نے بکر سے لونڈی خرید لی اور روپے (یعنی قیمت) ادا نہیں کی پھر زید نے بکر کے اجازت کے بغیر یہ لونڈی اپنی قبضے میں لی اور پھر خالد کو بیچ دی۔ پھر زید غائب ہو گیا۔ اب بکر خالد سے بکری واپس اپنے قبضے میں لینے آیا۔ تو اگر خالد نے تصدیق کی کہ زید نے مجھ سے تم دونوں کے مسئلے کے بارے میں بتایا تھا تو خالد کو چاہیئے کہ بکر کو لونڈی واپس کر دے اور اگر تکذیب کی کہ مجھے نہیں پتہ تو بکر کو کوئی حق حاصل نہیں لونڈی واپس لینے کی جب تک کہ زید واپس نہ آئے۔

مسئلہ 400:　وفی المبیع قبل قبضہ لاتسمع بینۃ المستحق مالم یحضرالبائع والمشتری، اذالملک للمشتری والیدللبائع لھماالبینۃ ، فصار کدعوی الرھن وبعد قبضہ یشترط حضرۃ المشتری لاالبائع والاخذ بالشفعۃ نظیر الاستحقاق۔(1)

مسئلہ 401:　رجل اشتری من أخر جاریۃ بالف درھم ولم ینقد عنھاوقبضھابغیر اذن البائع ، وبایعھا من من رجل اخر بمائۃ دینار وتقابضا، وغاب المشتری الاول ، وحضر بایعہ وارد استردادھا من یدالمشتری الثانی، فان صدق المشتری الثانی البائع الاول فان کان للبائع ولایۃ الاسترداد وان کذبہ وقال لاادری مایقول فلاخصومۃ بینھماالی ان یحضرالمشتری۔(2)

1: جامع الفصولین، الفصل الثالث، فیمن یصلح خصما،ج:1 ص 38۔

2: البخاری، ابو بکرمحمد بن احمد البخاری، المتوفی 619ھ الفتاوی الظھیریہ،مخطوط الازھریہ،الفصل الرابع عشر، فیمن یکون خصما،ج:2 ص: 229۔

(وارث اور وصی کا حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر402: اگر زید نے بکر کے ساتھ ایک ہزار روپے امانت رکھے یا قرض دیئے یا بکر نے زبردستی چھین لئے اور یہ روپے بکر کے قبضے میں تھیں۔ پھر اچانک کسی نے یہ دعوی کیا اور گواہان حاضر کر دیئے کہ زید مر چکا اور اس نے میرے حق میں روپوں کا وصیت کی ہے۔ اور بکر نے یہ مان لیا کہ ہاں میرے پاس زید کے ہزار روپے ہیں پر مجھے زید کے موت کا پتہ نہیں تو قاضی زید کے وصی کے حضور کا حکم دے گا اور اگر بکر نے کہا کہ میرے پاس تو زید کے ہزار روپے نہیں ہے تو بکر مدعی کیلئے خصم ہے۔

(بائع اور مشتری کا حضور ضروری ہے)

مسئلہ 403: اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے لونڈی خریدی اور ابھی تک قبضہ نہیں کی پھر کسی تیسرے شخص نے اس لونڈی کے ملکیت کا دعوی کیا تو اس صورت میں خریدنے اور بیچنے والوں دونوں کا حضور لازمی ہے۔

یہ حکم "شفعہ" کے مسئلے میں بھی ہے اور اگر کسی سے گھر خرید لیا اور ایسا صورت سامنے آیا تو بھی یہ حکم ہے۔

مسئلہ 402: رجل لہ علی رجل الف درہم قرض اوکان غصب منہ الف درہم وھی قائمۃ بعینھا فی یدالمودع فاقام رجل البینۃ ان صاحب المال توفی واوصی لہ بھذالذی قبل ھذالرجل، والرجل مقربالمال لکنہ یقول لاادری امات فلان اولم یمت ،لم یجعل القاضی بینھاخصومۃ حتی یحضروارثااووصیا،ھذالذی ذکرنااذاکان الذی قبلہ المال مقرابالمال ، فان قال الذی بیدہ المال ھذاملکی ، ولیس عندی من مال المیت شئی صارخصما للمدعی۔(1)

مسئلہ403: باع جاریۃ ولم یقبضھالاتسمع بینۃ المستحق علی انھاجاریتہ مالم یحضرالبائع والمشتری اذالملک للمشتری والید للبائع فتشترط حضرتھا۔(2)

:1 (فتاوی ظھیریہ ج2 ،ص 230)

:2 (جامع الفصولین ج1، ص 38)

(مستحق کا حضور ضروری ہے)

مسئلہ 403:　　زید نے بکر سے کوئی جانور خریدا تھا پھر خالد گواہوں کے ذریعے اس جانور کا مستحق ٹھہرا۔ تو زید نے بکر سے روپے واپس لینے کا ارادہ کیا تو بکر نے اس جانور کے گھریلو ہونے، یا خریدنے اور یا یہ کہ خالد نے مجھے ہبہ کیا ہے اور گواہ بھی پیش کئے تو کیا اس صورت میں یہ گواہی خالد کے غائب ہونے کی حالت قابل قبول کہ نہیں؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض حضور کو ضروری سمجھتے ہیں اور بعض ضروری نہیں سمجھتے اور یہ آخری قول {1} زیادہ ظاہر ہے۔

{۱} : جامع الفصولین کی سولہویں فصل میں ذکر ہیں کہ گواہی کی وقت مستحق کی حضور ضروری نہیں، اور تیسری فصل میں اختلاف ذکر کیا ہے لیکن پھر آخری بات کو ترجیح دی ہے۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ نمبر403: لواستحق المبیع من یدالمشتری بملک مطلق ورجع المشتری علی بائعہ بالثمن فبر ھن البائع علی النتاج اوعلی وصولہ الیہ من جگۃ المستحق ببیع اونحوہ، وان الحکم للمستحق باطل ولیس لک الرجوع علی ھذا تقبل ھذہ البینۃ بغیبۃ المستحق ، اختلف المشائخ فیہ قال بعضھم شرط وقال بعضھم لاتشترط وھذ القول اظھر واشبہ۔(1)

1: (جامع الفصولین جلد نمبر 1 ص 39)

مسئلہ نمبر 403:   اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے لونڈی خریدی اور اس لونڈی نے اس کے ساتھ بچے کو جنم لیا پھر کوئی اور شخص نے اس لونڈی کے ملکیت کا دعوی کیا اور گواہ پیش کئے (یعنی مستحق نے گواہ پیش کئے اور قاضی نے اس کیلئے حکم کیا) تو وہ شخص لونڈی اور بچہ دونوں لے گا۔

(بچہ ماں کی تابع ہے اور پھل درختوں کے)

مسئلہ 404   اور اگر لونڈی کے مالک نے کسی کیلئے اقرار کیا (کہ یہ تیری لونڈی ہے) تو وہ صرف لونڈی کا ملک ہو جائے گا بچے کا نہیں، اور اسی طرح حکم ہے اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص کے کھجور کے درخت جس میں پھل موجود ہو کے ملکیت کا دعوی کیا اور پیش کئے کہ یہ درخت میری ملکیت ہے تو مدعی کیلئے درخت اور پھل دونوں کا حکم کیا جائے گا۔

اور کیا اس بچے کے بارے میں قاضی کا حکم ضروری ہے کہ نہیں؟ (کہ یہ بھی مدعی کی ملکیت ہے) تو بعض علماء کا قول ہے کہ ضروری نہیں (بچہ ماں کی تابع ہوگا) اسی طرح ذکر کیا ہے امام محمدؒ نے قضا کے مسائل میں۔ اور اسی طرح منتقیٰ میں بھی مذکور ہے اور امام محمدؒ نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ بچے کے بارے میں قاضی کا حکم ضروری ہے۔ اور اگر بچہ کسی اور کی ملکیت میں تھا تو پھر اس شخص کی حضور لازمی ہے یہ حکم تب ہے جب لونڈی نے بائع کے ساتھ بچہ جنم لیا ہو لیکن بچہ اس کا نہیں ہو۔ اور اگر بچہ بھی اس بائع کا ہو (یعنی لونڈی نے بائع سے بچہ جنا ہو) تو پھر کوئی اور شخص گواہوں کے ذریعے لونڈی کی ملکیت کا دعوی کیا تو امام محمدؒ نے جامع صغیر اور جامع کبیر میں ذکر کیا ہے کہ مدعی کیلئے بائع پر حکم کیا جائے گا بچے کے قیمت پر مشتری بائع سے بچے کے قیمت وصول کرے گا اور اگر بچہ مر گیا تو پھر بائع پر کچھ بھی نہیں۔

مسئلہ 403:   شری امۃ فولد ت عندہ ثم استحقت بالبینۃ یتبعھا الولد۔(1)

مسئلہ 404:   لالواقربھاالفرق انہ بالبینۃ یستحقھا من الاصل ، ولذا قلناان الباعۃ یتراجعون فیما بینھم بخلاف الاقراء فان الباعۃ لایتراجعون فیما بیعھم ثم فی فصل البینۃ ھل یشترط القضاء بالولد قیل لا، لانہ تبع للاصل فیدخل فی الحکم ، وھذا اذالم یکن الفرع فی یدہ وکان فی یداخرفان کانت ولدت من المشتری فھو حر بقیمۃ یوم الخصومۃ ویرجع علی البائع بہ وقد مرا ، ولومات الولد لا شئی علیہ۔(2)

:1   جامع الفصولین ج1 ،ص 100

:2   جامع الفصولین ج،1 ص 100

مسئلہ نمبر 405:   زید نے بکر سے گدھا خرید لیا تھا پھر خالد نے دعوی کیا اور گواہ پیش کئے کہ یہ گدھا میرا ہے۔اور بخارا کے قاضی نے اس کیلئے حکم کیا۔اور زید نے بکر سے لکھا ہوا سند لیا۔پھر زید نے بکر کی تلاش شروع کی تو سمرقند میں پایا اور بکر نے اقرار کیا کہ میں نے تم پر گدھا بیچ دیا تھا۔لیکن وہ اس بات سے انکار کر رہا تھا کہ یہ سند بخارا کے قاضی کا نہیں۔تو زید کیلیے حکم کیا جائیگا۔لیکن سمرقند کے قاضی کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ بکر پر حکم کرے کہ تم زید کو گدھے کا پیسے واپس کرو۔بلکہ اگر زید نے اس بات پر گواہ پیش کیا تو یہ حکم کرے گا کہ بخارا کے قاضی نے زید کیلئے حکم کیا ہے اور گدھا اس سے خرید لیا ہے اور یہ بات کہ خرید لیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اگر زید سے گدھا نہیں لیا گیا (تو وہ قیمت کس طرح واپس کرے گا) پھر تو عوض اور عوض علیہ دونوں کا جمع ہونا ایک شخص کے ملکیت میں آجائے گا (اور یہ جائز نہیں) اور اگر بکر نے زید کے دعوی کے جواب میں کہا کہ یہ گدھا میں نے جس شخص سے خرید لیا تھا یہ تو اس کی ملکیت میں پیدا ہو گیا تھا تو تیرے لئے میرے اوپر کوئی حق نہیں اور س بات پر گواہ قائم کئے تو یہ گواہی قبول ہے لیکن تب جب خالد حاضر ہو اور گدھا بھی حاضر ہو۔اور امام ظہیر الدین نے کہا ہے کہ گدھے کا حضور لازمی نہیں۔

مسئلہ :405   استحق حمارمن یدہ ببخاری والبائع بثمر قند ، فجاء بسجل من قاضی بخاری، فانکر البائع بخاری لایقبل مالم یقولوا ان حاکم البخاری قضی بالحمارللمستحق واخذہ المستحق منہ ، لانہ اذالم یقولوا واخذہ المستحق منہ لایحکم بالرجوع علی البائع لئلایلزم اجتماع البدل والمبدل فی ملک واحد، فان قال البائع الاول ولیس لک الرجوع وبرھن یقبل ان بحضرۃ المستحق اوالحمار اولعبد ، وقال الامام ظھیرالدین لایشترط حضرۃ الحمار۔(1)

1:   فتاوی بزاریہ کتاب الدعوی، ج2 ص 111

(مبیعہ کی حضور ضروری نہیں)

مسئلہ 406: کسی شخص نے بیع فاسد ہونے کی وجہ سے اپنی قیمت واپس وصول کرنے کا دعوی کیا اور مشتری نے بیع سے انکار کیا یا اقرار کیا تو مبیعہ کی حضور ضروری ہے۔ کیونکہ بیع کا فاسد کرنا ایسا ہے کہ نیا بیع کرنا اور نئی بیع میں مبیعہ کی حضور ضروری ہے۔ مبیعہ تیار ہو مقدور التسلیم ہو، بر خلاف اس صورت کے کہ حکم کیا جائے کسی غلام کے آزاد ہونے پر۔ (یعنی قاضی حکم کرے کہ یہ غلام نہیں حر الاصل ہے) پھر زید نے مثلاً جس نے بکر سے غلام خرید لیا ہے۔ گواہ پیش کئے کہ غلام غلام نہیں آزاد ہے (تو تم نے کیسے مجھ پر بیچ دیا ہے اور میں اپنا قیمت واپس چاہتا ہوں تو اس وقت غلام کی حضور ضروری نہیں اور زید کیلئے حق ہے کہ بکر سے اپنے پیسے وصول کریں۔

مسئلہ نمبر 407: کسی نے کسی کے ساتھ بیع کیا اور مبیعہ کی اوپر کسے تیسرے بندے کا اجارے کا دعوی ہے یا رہن کا دعوی ہے تو یہ مدعی بائع کا حکم نہیں بن سکتا، جب تک بائع حاضر نہ ہو اور اگر بائع حاضر ہو اور مشتری نے گواہ پیش کئے تو گواہی قبول ہو گی۔

مسئلہ نمبر 408: اگر کسی یتیم کی وصی {1} نے وکیل کیا کہ یتیم کے مال سے کسی چیز کو بیع پر لیا جائے گا تو جائز نہیں ہے جب تک کہ وصی موجود نہ ہو۔

{1} وصی اپنے لئے یتیم کی مال کوئی چیز خرید سکتا ہے لیکن اسی شرط پر کہ اس میں یتیم کا فائدہ ہو۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ 406: ادعی استردادالثمن بعلۃ ان الملک وقع فاسداوانکرالبائع البیع او اقر یشترط حضرۃ المبیع از للفسخ حکم ابتداء البیع وفیہ یشترط کون المبیع موجدا مھیا مقدور التسلم معلوما بخلاف مالوحکم بحریۃ الاصل فی القن فبرھن مشتریہ علی بائعہ انہ حرالاصل لایشترط حضرۃ القن ولہ اخذ الثمن۔(1)

مسئلہ407: تلاش بیسیار کے باوجود مقالہ نگار اس مسئلہ کی تخریج تک نہیں پہنچ سکا۔

مسئلہ 408: وکل الوصی رجلا بشراء شئی من مال الیتیم لایجوز الا بحضرۃ الوصی۔(2)

:1 جامع الفصولین فی فصل من یشترط حضرتہ فی الدعوی جلدنمبر1 ص 29

:2 آفندی، علامہ فضیل آفندی الحنفی، ادب الوصیاء، مخطوط الازھریہ ص : 43

فصل چہارم:

اجارہ غصب اور وکیل کرنے کے متعلق

احکام

(یعنی اجارہ غصب اور وکیل کرنے کے متعلق کس کس کی حضور ضروری ہے)

فصل چہارم:

اجارہ، غصب اور وکیل کرنے کے متعلق احکام

مسئلہ 409: زید نے بکر سے تین چوپائے کرایہ کئے تھے۔ بکر نے زید کے غیر موجودگی میں ایک چوپائے کو بیع پر دوسرے کو اجارہ پر اور تیسرے کو بطور عاریت کسی اور کو دے دی۔ اگر کوئی عذر اور وضاحت پیش کی جاسکتی ہے تو اس صورت میں بیع نہیں ٹوٹے گا اگر کوئی عذر اور وضاحت نہیں پیش کی جاسکتی تو بیع ٹوٹے گا۔ اجارہ بھی فاسد ہو جائے گا البتہ زید کا اعارے والے کے ساتھ جھگڑا نہیں ہے جب تک کہ بکر موجود نہ ہو (کیونکہ اعارے والے کا قبضہ ضامن والا قبضہ نہیں) اگر کسی کو ایک چوپائے بخش دی گئی ہے تو زید دعوی کرنے میں حق بجانب ہونگے۔ (اگر کہ بکر حاضر نہ ہو)

مسئلہ 410: اور مستاجر اجارے کی مدت تک چوپائے کا مستحق ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کے رائے میں اس سے مراد پہلا مستاجر ہے اور دوسرا مستاجر اس کا خصم ہے (یعنی زید اسے س مقدمہ کر سکتا ہے) اگر کہ بکر حاضر نہ ہو لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ دوسرے مستاجر کے ساتھ بھی مقدمہ نہیں لڑ سکتا جب تک کہ مالک حاضر نہ ہو جیسا کہ اعارہ کے مسئلے میں ضروری ہے۔

مسئلہ 409: اجرثلاث دواب ثم المالک اجر دابۃ من غیرالاول واعارۃ اخری اووھب اخری اوباع فوجد المستاجر الدواب فی ایدیھم فلوباع بذر جاز بیعہ ولوبلاعذر فلاتصح البیع ۔ والذی اعار لیس بخصم مالم یحضر المالک(1)

مسئلہ 410: و ان کان المدعی یدعی الاجارۃ، قال فی الکتاب المستأجر احق بھا حتی یستوفی الاجارۃ،قال المتأخرون ،الصحیح ان المستأجر الثانی، لا یکون خصما للمستأجر الاول، حتی یحضر صاحد الدآبۃ بمنزلۃ المستعیر (2)

1: (جامع الفصولین ج 1 ص 37)

2: فتاوی قاضی خان، کتاب الدعوی، ج:2 ص: 338

(مستأجر کی کی حضور غصب کی دعوی میں)

مسئلہ 411: زید نے بکر سے ایک گھر کرایہ پر لیا تھا۔ کسی تیسرے شخص نے زید سے غصب کیا اب بکر اس شخص پر دعوی نہیں کر سکتا، جب تک کہ زید حاضر نہ ہو۔ کیونکہ گھر بکر کا قبضہ نہیں۔ اور زید کا دعوی کرنا جائز ہے اگرچہ بکر حاضر نہ ہو کیونکہ بکر نے اس کو مالک بنایا ہے کہ اس کے ساتھ اجارہ کا معاملہ کیا ہے تو بکر کے غیر موجودگی میں بھی خصم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر 412: زید نے بکر سے گھر اجارہ پر لیا تھا۔ اب خالد کا ملکیت کا دعوی کرنا صحیح نہیں جب تک زید اور بکر دونوں حاضر نہ ہوں۔ کیونکہ بکر گھر کا مالک ہے اور زید کی قبضہ میں ہے تو دونوں کا حضور لازمی ہوا۔

مسئلہ نمبر 413: زید نے اپنا گھر بکر کو اجارہ پر دیا اور اس کے حوالے کیا۔ پھر وہ گھر بکر سے کسی نے غصب کیا اور ملکیت کا دعوی کیا تو یہ دعوی صحیح نہیں جب تک بکر حاضر نہ ہو۔ کیونکہ ملکیت زید کی ہے اور قبضہ بکر کا ہے تو بکر کا حضور ضروری ہے۔ جیسا کہ شفیع زمین خریدنے کا ارادہ کرے شفع کی وجہ سے (اس حال میں کہ زمین بیچنے والے نے بائع کو زمین حوالہ نہ کی ہو تو ضروری ہے بائع اور مشتری کا حضور کیونکہ ایک کی ملکیت اور دوسرا قابض ہے تو یہ بھی اجارے اور رہن کے دعوی کی ہوا۔)

مسئلہ 411: غصب دارامن ید مستاجرہ فدعوی ربہ علی غاصبہ لم یجز بلاحضرۃ المستاجراذاالیدلہ ، ودعی المستاجر علی الغاصب بلاحضرۃ المالک تسمع اذ ملک المنفعۃ لہ بعقدالاجارۃ فلہ خصوءمۃ بلاحضرۃ المالک،(1)

مسئلہ 412: وفی دعوی المستاجر یشترط حضرۃ العاقدین اذالملک للموجر والید للمستاجر فیشترط حضرتھا۔(2)

مسئلہ 413: اجر دارہ وسلمھا ثم غصبھا من المستاجر غاصب لایصح دعوی الملک علی الغاصب ، بلاحضور المستاجر، لان الید لاحدھما والملک للاخر فیشترط اجتماعھا کدعوی شفعۃ یشترط حضرۃ العاقدین لان الیدلاحدھما والید للاخر فصارکدعوی الرھن والا جارۃ ۔(3)

:8 جامع الفصولین ج1 ص 38

:2 جامع الفصولین ج 1 ص 38

:3 جامع الفصولین ج: 1 ص 38

(مزارع کی حضور لازمی ہے)

مسئلہ 414: زمینی دعوؤں میں کیا مزارع کی حضور ضروری ہے کہ نہیں؟(مثلاً زید نے بکر سے زمین مزارعت پر لی ہے اب خالد اس زمین پر ملکیت کا دعوی کر رہا ہے تو اسی صورت میں کیا زید کی موجودگی ضروری ہے کہ نہیں؟) تو اگر تخم مزارع کی جانب سے تھا تو اجارہ کی طرح اس میں بھی زید کی حضور ضروری ہے اور اگر تخم مزارع کی طرف سے نہ تھا اور زمین نے فصل کی ہو تو بھی یہی مسئلہ اور اگر زمین نے فصل نہ کی ہو تو پھر حضور لازمی نہیں (یہ حکم تب ہے کہ دعوی ملک **مطلق** کا ہو اور اگر دعوی کسی فصل یعنی غصب وغیرہ کا ہو اور زمین مزارع کے قبضے میں ہو تو پھر مزارع کی حضور ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ خالد بکر پر **فعل** کا دعوی کر رہا ہے۔

مسئلہ 414: واما حضرة المزارع هل هو شرط فی دعوی الضیاع ان کان البزر من المزارع فهو کالمستاجر یشترط حضرته وان لم یکن البزرمنه ان نبت الزرع فکذالک ، وان لم ینبت لایشترط هذا فی دعوی الملک المطلق ، امااذا ادعی علی اخر غصب ضیعه وانها فی یدالمزارع لایشترط حضرة المزارع لانه یدعی علیه الفعل۔(1)

1: خلاصة الفتاوی، کتاب الدعوی ج: 4 ص: 84

(مولی کی حضور ضروری نہیں)

مسئلہ 415: غلام نے کسی کیلئے اقرار کیا تو اقرار کے وقت مولی کا حضور ضروری نہیں ہے۔اور اگر غلام اقرار نہیں کر رہا تھا بلکہ اس کے خلاف کسی دعوی میں گواہ پیش کئے گئے تو مولی کی حضور ضروری ہے طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ضروری نہیں۔

میں کہتا ہوں اگر مولی نے اپنے غلام کیلئے کسی پر دعوی کیا تو اس دعوی کے وقت میں غلام کی حضور ضروری ہے کہ نہیں؟ فقہاء کہتے ہیں کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا اور اگر مالک ہوا تو اس کی مولی کی ملکیت ہے۔اس ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام کی حضور ضروری نہ ہو کیونکہ مجحور کا غلام کا قبضہ نہیں ہے۔اور فقہاء سے یہ جو منقول ہیں کہ غلام نے اگر کسی کے ساتھ امانت رکھ لیا اور غلام غائب ہو گیا تو اس کا مولیٰ یہ امانت نہیں لے سکتا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام کی حضور ضروری ہو۔اور میں نے اس مسئلے کے بارے میں کبھی کسی صحیح روایت کو نہیں دیکھا۔لیکن پھر میں نے فتاویٰ عمادی کے تیسرے جلد میں پایا جس میں تصدیم کی گئی ہے کہ غلام نے اگر کسی کے ساتھ امانت رکھا، یا غلام سے ہزار روپے غصب کئے تھے یا بطور قرض لئے تھے یا اگر غلام نے اسے کوئی چیز بیچ دیا ہے تو اگر جس کے پاس غلام کا مال ہے اس نے اقرار کیا کہ یہ مال جس سے میں نے لیا ہے وہ زید کا غلام ہے اور زید نے تصدیق کی تو اس صورت میں قاضٰی اس شخص کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ یہ مال غلام کے مالک یعنی زید کو دے دیں اور اس کا اطلاق پیسوں کے علاوہ کسی بھی چیز پر کی جاسکتی ہے۔کیونکہ مقدمے کا حق غلام کو حاصل ہے اس چیز کی بابت میں جو اس شخص کے قبضے میں ہے۔یہ حکم اس صوت میں ہے کہ یہ شخص اقرار کرتا ہے کہ یہ مال مجھے مدعی کے غلام کے ذریعے پہنچا ہے۔اور یہ اقرار نہیں کرتا کہ یہ مدعی کا ہے۔اور اس صورت میں کہ وہ یہ اقرار کریں کہ یہ مال مدعی کا ملکیت ہے اور اس کے غلام سے زبردستی لیا گیا ہے یا اس نے دیا ہے اور مدعی اس بات کی تصدیق کریں تو قاضی صاحب قبضہ کو مجبور نہیں کر سکتا کہ مال کو زید کے حوالے کیا جائے۔

کیونکہ اگرچہ وہ اقرار کرتا ہے کہ یہ مال مولی کی ہے لیکن دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ یہ مال کسی غائب (غلام) کی جانب سے اس شخص کو پہنچا ہے تو لہذا دونوں تسلیم کرتے ہیں کہ صاحب قبضہ خصم نہیں۔(یعنی صاحب اور مولی کے درمیان کوئی مقدمہ نہیں ہے جب تک کہ غلام حاضر نہ ہو۔

"فتاوی عمادیہ کی مضمون یہاں پر اختتام پذیر ہوا"

مسئلہ 415:

فانہ یصح اقرارہ فیھا، وحضرۃ المولی لیس بشرط فان لم یقرلکن اقیمت علیہ البینۃ مخضرۃ المولی شرط عندھما وعندابی یوسف لیس بشرط (1)۔

1: خلاصۃ الفتاوی ج 4 ص 209

(مولی کی حضور ضروری نہیں)

مسئلہ نمبر416: کسی کے غلام کو ہبہ کیا گیا پھر واپس لینے کا ارادہ کیا تو غلام اگر ماذون ہو تو اپنا مال واپس لے سکتا ہے اگرچہ مولی حاضر نہ ہو اور اگر مجور ہو تو جب تک مولی حاضر نہ ہو جائے اپنا مال واپس نہیں لے سکتا۔

مسئلہ نمبر417: زید نے کسی کے غلام کو اپنا لونڈی ہبہ کیا۔اور اس نے قبضہ کیا۔اب زید اپنا لونڈی واپس لینا چاہتا ہے اسی حال میں کہ غلام کا مولی غائب تھا تو لونڈی اگر مولی کی قبضہ میں تھی تو ہبہ میں رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ لونڈی اس کے قبضے میں نہیں کیہ اس کے ساتھ مقدمہ کیا جا سکے۔اور اگر لونڈی غلام کی قبضہ میں تھی تو اگر غلام ماذون ہو ہبہ کر سکتا ہے اور اگر مجور ہو تو رجوع نہیں کر سکتا جب تک کہ مولیٰ حاضر نہ ہو۔

مسئلہ 416: وھب لعبد غیرہ شیئا، اذااراد الرجوع ان العبد ماذونایصح الرجود بغیبۃ المولی وان کان محجورا لایصح بلاحضوالمولی (1)۔

مسئلہ 417: رجل وھب لعبد جاریۃ فقبضھاثم اراد الواہب ان یر جعھافیھاوالمولی غائب ، فان کان المال فی یدالمولی لیس لہ ان یرجع فیھا لانہ لیس فی یدالخاضرحتی یخاصمہ وان کان المال فی یدالعبد فان کان العبد ماذونا فی التجارۃ فلہ ان یرجع وان کان محجوراعلیہ فلیس لہ ان یرجع۔(2)

1: فتاوی بزاریہ کتاب الدعوی فیمن یشترط حضورہ فی الدعوی، ج: 11 ص: 203

2: مجمع الفتاوی،کتاب الدعوی، ص 279

(غلام کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 418: کوئی شخص غلام کے غلام ہونے کا دعوی کر رہا تھا تو غلام کی حضور ضروری ہے۔اسی طرح غلام کی حضور ضروری ہے جب غلام کی وکیل آزاد ہونے کا دعوی کر رہا ہو۔اور اگر قاضی نے غلام کے آزاد ہونے کا حکم دیا تو قیمت واپس لینے کی صورت میں اس غلام کی حضور ضروری نہیں۔

(مستأجر کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 419: کسی نے دعوی کیا ایسے گھر یا چوپائے پر جو کسی اور نے اجارہ پر لیا ہو تو جب تک آجر اور متاجز دونوں حاضر نہ ہو مدعی کا دعوی کرنا صحیح نہیں ہے۔اسی طرح اگر دعوی کیر رہا تھا کسی ایسی چیز پر جو بطور رہن لیا گیا ہو۔تو راہن اور مرتہن دونوں کی حضور ضروری ہے۔

مسئلہ 418: رجل ادعی رق عبدیشترط حضرتہ، وکذ لواعی وکیل العبد حریتہ یشترط حضرتہ ، ولو قضی القاضی بالحریۃ الاصلیۃ لایشترط حضرتہ عندالرجوم بالثمن۔(1)

مسئلہ 419: رجل ادعی دابۃ اودارا فی اجارۃ الغیر، لاتقبل بینۃ المدعی الأ بحضرۃ الاجروالمستاجر جمیعا،کذا لرھن۔(2)

1: خلاصۃ الفتاوی ج: 4 ص 110

2: فتاوی قاضی خان ج:2 ص: 319

(اجارہ دار کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 420: اور تصریح کی گئی ہے اس میں (یعنی شرح الاصل) میں کہ بائع مستاجر کی خصم ہے (جیسا کہ فوائد ظہیر الدین میں ذکر ہے، مثلاً زید نے بکر سے چوپایہ اجارے پر لیا پھر بکر نے وہ چوپایہ خالد پر بیچ دیا تو زید خالد کے ساتھ مقدمہ کر سکتا ہے اگر چہ بکر حاضر نہ ہو) لیکن یہ حکم مخالف اس کے جو ذکر ہے (فتاوی صغریٰ اور ذخیرہ میں) اور وہ یہ ہے کہ بائع، مستاجر اور راہن کا خصم نہیں ہو سکتا۔ (یعنی مقدمہ نہیں کر سکتا جب تک کہ پہلا مالک حاضر نہ ہو) مدعی نے دعوی کیا مبیعہ غیر مقبوضہ پر اور مشتری غائب تھا تو کیا یہ مدعی بائع کا خصم ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ مقدمہ لڑ سکتا ہے کہ نہیں؟ تو (شیخ الاسلام برہان الدین) اور ثمر قند کے علماء کا موقف ہے کہ مشتری کا حضور ضروری ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ضروری نہیں۔ اور اگر شے موہرن پر دعوی تھا تو اس میں ضروری ہے راہن اور مرتہن کا حاضر ہونا اس بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح ذکر ہے (ذخیرہ میں) اور اس کے بعد بیان کرتا ہے کہ مدعی غیر قابض نے اگر صاحب قبضہ پر دعوی کر رہا تھا کہ یہ گھر میں نے فلاں غائب شخص سے خرید لیا تھا اور صاحب قبضہ اپنے ملکیت کا دعوی کر رہا تھا تو یہ خصم (یعنی اس کے ساتھ مدعی مقدمہ کر سکتا ہے اگر چہ وہ غائب شخص حاضر نہ ہو) اسی طرح فتوی رہا ہے (شیخ الاسلام برہان الدین) نے اس کی مثال ایسی ہوئی کہ جیسے صاحب قبضہ نے دعوی کیا ہو تو (غائب کی حضور کی ضرورت نہیں)۔

{1}: اصل کتاب میں یہاں پر بہت سے ناموں کو چھوڑا گیا ہے، جس کی وجہ سے عبارت میں ربط ظاہر نہیں ہوتا، میں نے جامع الفصولین کی مدد سے وہ قوسن میں ذکر کئے ہیں، اب عبارت بالکل واضح ہے۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ 420: وقد صرح فيه ان المشترى يكون خصما للمستاجر كماذكر فى فوائد ظهيرالدين وهو خلاف مازكر فى ذخيره والفتاوى الصغراى ان المشترى ليس بخصم للمستاجر والمرتهن۔

والمشترى شراء جائزاهل يصلح خصماللمدعى قبل القبض بلاحضرة البائع اجاب الشيخ برهان الدين وكثيرمن المشائخ سمرقندانه يشترط حضرة البائع وقيل لايشترط، فحصل فيه اختلاف المشائخ وفى دعوى المرهون يشترط حضرة الراهن والمرتهن وفاقا،وكذ اذكر فى ذخيرة ،وياتى بعده لوادعى شيئا على ذى اليدانه اشتراه من فلان للغائب شداء جائزا وذواليديدعيه لنفسه فهو خصم كذ افتى شيخ الاسلام برهان الدين كمالوادعى على البيع البات۔ (1)

1: جامع الفصولين الفصل الثالث فيمن يصلح خصما ج: 1 ص 37-38

مسئلہ نمبر 421:   زید بکر پر کسی ایسی چیز کی غصب کا دعوی کر رہا تھا جو زید کے قبضہ میں نہیں تو قاضی یہ دعوی نہیں سنے گا۔ اور اگر صرف ملکیت کا دعوی ہو اور صورت مذکور ہو تو بھی قاضی دعوی نہیں سنے گا۔ کیونکہ ملکیت کی دعوی میں مدعاعلیہ تب خصم بن سکتا ہے جب وہ چیز اس کے قبضے میں ہو۔ اور غصب کے دعوی میں مدعاعلیہ فعل کے ساتھ خصم بن سکتا ہے۔ (یعنی مدعاعلیہ پر کسی نے فعل کا دعوی کہ تم نے مجھ سے فلاں چیز غصب کیا ہے تو اسی صورت میں مدعاعلیہ خصم بن جاتا ہے اگرچہ وہ چیز اس کے قبضے میں نہ ہو۔

(غلام کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ 422:   ایک غلام نے اپنے مالک کے ساتھ مال کمایا اور کسی کے پاس بطور امانت رکھ دیا۔ پھر وہ مال مودّع سے ہلاک ہو گیا۔ تو مولی کیلئے جائز ہے کہ مودع سے وہ مال لے لے کیونکہ یہ اس کے غلام نے بغیر اجازت کے بطور ودیعت دیا تھا۔ تو ایسا ہوا کہ کسی سے مال غصب کیا ہو۔ اور خزانۃ کتاب میں ذکر ہے مولیٰ نے کسی پر دعوی کیا کہ میرے غلام نے تمہارے ساتھ اتنا مال ودیعت پر رکھ دیا تھا میں وہ واپس لینا چاہتا ہوں۔ یہ دعوی صحیح نہیں ہے اسی وجہ سے کہ غلام غائب ہے تو مالک کا دعوی قاضی نہیں سنے گا۔

مسئلہ 421:   وفی الغصب مسموعۃ علی غیر ذی الید ودعوی الملک لا،لان دعوی الملک فی عقاء لایقبل الا علی صاحب الید وفی دعوی الغصب یجعل الخصم بالفعل ۔(1)

مسئلہ 422:

وفی المحیط اکتسب فی بیت المالک شیئاواودعہ عنداخر وھلک فی یدالمودع للمولی ان یصمن المودع لانہ مالت اودعہ عندہ بلااذنہ فکان کمودع الغصب ، وفی الخزانۃ ادعی علی مودع العبد ودیعۃ العبد لایصح مع ان قال العبد لمولاہ لانہ لما وصلت الودیعۃ الید من العبد لایسمع دعوی مولاہ۔(2)

1:    مجمع الفتاوی کتاب الدعوی۔ ص 239

2:    فتاوی بزاریہ ،کتاب الماذون ج:2، ص: 382

(غلام کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 423: ایک غلام نے ایک ہزار روپے کسی کے پاس امانت رکھے یا قرض پر دیئے یا کسی نے اس سے غصب کئے اور غلام غائب ہو گیا۔ اب غلام کے مولی نے مودّع یا مقروض پر پیسوں یا کسی اور چیز کا دعوی کر رہا تھا اور غلام غائب تھا تو قاضی یہ دعوی نہیں سنے گا۔ یہ حکم تب ہے جب مدعا علیہ اس بات کا دعوی کرے کہ وہ مال مجھے اس مدعی کے غلام کے ذریعے پہنچا ہے یعنی یہ تیرا مال ہے لیکن تیرے غلام نے مجھے بطور امانت دیا تھا یا میں نے غصب کیا تھا یا بطور قرض لیا تھا۔ تو مدعا علیہ مجبور نہیں کیا جائیگا اس مال کے واپس دینے پر جب تک کہ غلام حاضر نہ ہو۔

مسئلہ نمبر 424: غلام نے اپنے مالک کا مال کسی کو دیا (پھر مالک اس شخص سے اپنا مال طلب کر رہا تھا) اور مالک اقرار کر رہا تھا کہ وہ میرا ے غلام نے آپ کو دیا تھا تو مولی کیلئے مال لینے کا حق نہیں اور اگر اس شخص نے مالک کو مال دیا تو یہ بھی جائز نہیں۔ اور اگر مدعی (یعنی مالک) انکار کر رہا تھا کہ میرے غلام نے تم کو مال نہیں دیا ہے اور وہ میری مال ہے اور اپنے دعوی پر گواہ قائم کئے تو پھر مال واپس لے سکتا ہے ۔ لیکن اگر صاحب قبضہ نے گواہ پیش کئے کہ یہ مال مجھے تیرے غلام نے دی ہے تو مالک کا دعوی دفع ہو جائیگا۔

مسئلہ 423: اودع العبد الفا عند انسان وغاب اواقرض الفا وغاب،او غصب من عبد الفا وغاب ثم حضر مولاہ فادعی علی الغاصب اوالمودع اوالمدیون،لایسمع بلاحضورالعبد عینا کان اودینا، سواء اقر بالملک للمدعی بان قال: ھذ مالک اشترہ منک عبدک ، اواودعہ عندی او اقرضہ منی اوغصبتہ منہ ، لانھمااتفقاعلی الوصول من یدالعبد فکانت یدہ ید امانۃ فلایجبرعلی الدفع۔(1)

مسئلہ نمبر 424: قن دفع مال مولاہ الی رجل واقر المولی بدفعہ لیس لہ اخذہ، ولودفع ذلک الرجل الیہ لم یجز، ولو انکرالمدعی دفع القن الیہ وادعی انہ ملکہ وبرھن فلہ اخذہ الابرھن ذوالید ان قنک دفع الی فیندفع عندالدعوی۔(2)

1: فتاوی بزاریہ فیمن یشترط خصما۔ج: 11ص 203

2: جامع الفصولین ج1 ص 43

(مودِعؔ کا حضور ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 425: اور "الاصل" کتاب میں ذکر ہے کہ مالک کیلئے یہ جائز نہیں کہ اپنے غلام کا امانت پر دیا ہوا مال امانت دار سے طلب کریں، چاہے غلام ماذون یا مجور جب تک غلام حاضر نہ ہو اور اس بات کی جانچ پڑتال نہ ہو جائے کہ یہ مال غلام کا اپنا کمایا ہوا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ مال کسی اور کا ہو اور غلام کے ساتھ بطور ودیعت رکھی ہو۔ تو اگر شہادت سے معلوم ہوا کہ یہ مال غلام کا ہے تو لے سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر 426: زید کی قبضہ میں کوئی چیز ہے خالد دعوی کر رہا ہے ہ اور گواہ پیش کر رہا ہے کہ یہ چیز میں نے بکر سے خرید لی ہے اور زید کہتا ہے کہ یہ مجھے بکر نے جو غائب ہے امانت کے طور پر دی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زید خصم نہیں بن سکتا (کیونکہ زید اور خالد دونوں بکر کی ملکیت کو تسلیم کرتے ہیں) اور اگر زید انکار کر رہا تھا کہ یہ چیز بکر کی نہیں ہے تو پھر زید اور غائب بکر پر حکم کیا جائیگا (خالد کیلئے) اور اگر زید اقرار کر رہا تھا کہ کہ بکر کا ہے اور خالد تصدیق کر رہا تھا کہ تم نے بکر سے خرید لیا ہے تو قاضی زید کو حکم نہیں دے سکتا کہ یہ چیز خالد کے حوالہ کر دیں۔

مسئلہ 425: وفی الاصل لیس للمالک ان یقبض ودیعۃ عبدہ مازوناکان اومحجورامالم یحضر ولیظھرانہ کتبہ لانہ یحتمل انہ مال الغیر وفی یدالعبد ودیعۃ فان ظھرانہ للعبد بالبینۃ فحینئذ یأخذ۔(1)

مسئلہ426: المقربان مافی یدہ لفلان لم یکن خصماللمشتری لاتفاقھما انہ للغیر ولوانکر ذوالید انہ ملک الغائب قضی علیہ وعلی ذالک الغائب ولواقر ذوالید انہ للغائب وصدّق المشتری فی شرائہ لا یومر بالتسلیم۔(2)

:1 خلاصۃ الفتاو فی کتاب الودیعۃ الفصل الرابع فی طلب الودیعۃ ۔ ج4 ص 288

:2 جامع الفصولین ج:1 ص 39

(بائع اور مشتری کا حضور لازمی ہے)

مسئلہ 427: زید نے کسی سے تین دن کے خیارِ شرط پر کوئی چیز خریدلی۔ پھر کوئی اور اس چیز کی ملکیت کا دعوی کر رہا تھا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس وقت بائع اور مشتری دونوں کے حاضر ہونا ضروری ہے۔

اور اگر کسی نے کوئی چیز بیع فاسدہ کے ذریعے خریدلی (مثلاً غلام سے کوئی ایسا غلام خرید لیا جو مالک سے بھاگا ہوا تھا اور پھر کوئی اس کی ملکیت کا دعویدار نکلا) تو مدعی بائع کے ساتھ مقدمہ نہیں کر سکتا (بلکہ خصم مشتری ہے)

مسئلہ نمبر 428: زید نے وکیل کیا کہ تم میری لونڈی کو فلاں جگہ پہنچادو پھر لونڈی نے اپنے آزاد ہونے پر گواہ پیش کئے تو وکیل کے لیجانے میں یہ گواہی قبول ہے اور آزادی کے بارے میں یہ گواہی قبول نہیں جب تک زید حاضر نہ ہو۔

مسئلہ نمبر 429: کسی نے دعوی کیا کسی اور پر، مدعا علیہ نے کسی سفر کا ارادہ کیا تو مدعی نے وکیل طلب کیا تو اس نے کسی کو وکیل کیا۔ اب اگر مدعا علیہ اپنا وکیل معزول کرنا چاہتا ہے تو معزول نہیں کر سکتا جب تک مدعی حاضر نہ ہو۔ اور اگر مدعی کے غائب ہونے کے حالت میں معزول کیا تو معزول نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے ساتھ مدعی کے حق کا تعلق ہے

مسئلہ 427: شراہ بخیارفادعاہ أخر یشترط حضرۃ البائع والمشتری عندابی حنیفۃ، والمشتری بالبیع الفاسد لم یکن خصما للمستحق۔(1)

مسئلہ428: وکل وکیلابنقل امتہ فاقامت البینۃ بانہ اعتقها تقبل، قصرت ید الوکیل عنها ولا تقبل فی وقوع العتاق مالم یحضر الغائب (2)۔

مسئلہ 429: رجل لہ علی اخر دعوی فارادالمدعی علیہ ان یسافر فوکل وکیلا بطلب المدعی ثم عزلہ لایعزل الا بحضرۃ الخصم فان عزلہ فی غیبۃ لاینعزل لتعلق حق الغیر بهذا الوکالۃ انتهی۔(3)

1: جامع الفصولین جلدنمبر 1 ص 39

2: شرح مجمع البحرین : ابن الملک العلامہ عبداللطیف الشهیر بابن فرشتا(مخطوط)ص 287

3: صرۃ الفتاوی ۔الساقزی ،محمد بن علی مخطوط بدون رقم ص 191

(جس کے جانب سے ضامن ہوا ہے اس کی حضور)

مسئلہ 430: زید بکر کے کہنے پر بکر کی جانب سے خالد کو ضامن ہوا کہ زید کے ذمے تیرا جو حساب ہے میں اس کا ضامن ہوں ،اور بکر غائب ہو گیا۔ خالد نے ایک ہزار روپے کا دعوی کیا (کہ میرے بکر کے ذمے ہیں اب تو اس کے ضامن ہو) تو یہ گواہی قبول نہیں جب تک بکر حاضر نہ ہو۔ اور اگر زید نے اپنے طرف سے ضمانت کیا تو اسی صورت میں زید پر حکم کیا جائیگا کہ واپس کر دے۔ (منیۃالمفتی فی الکفالہ)

مسئلہ نمبر 431: اگر بائع اور مشتری کسی مبیعہ کی قیمت اختلاف کرتے ہیں اور تحقیق کی ضرورت پیش آئی تو متعلقہ کسب سے کم از کم دو آدمیوں کا کسی قیمت پر متفق اور شاہد ہونا ضروری ہے جو کہ بائع اور مشتری کے حضور گواہی دیں۔ (بزاریہ)

مسئلہ نمبر 432: غلام نے گواہ پیش کئے اپنے مالک کے خلاف کہ تم نے کہا تھا کہ فلاں نے اگر اپنا غلام آزاد کر لیا تو میرا یہ غلام آزاد ہو جائیگا اب یہ شرط موجود ہو چکا ہے اور میں آزاد ہو چکا ہوں تو یہ گواہی قبول نہیں۔ اور اگر غلام آزاد کرانے کا شرط گھر میں داخل ہونے کا بتایا تو گواہی قبول ہے۔ ہمارے ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے اور اسی طرح حکم ہے ہر ایسی شرط کی ثبوت میں جس میں کسی اور کا نقصان ہو تو (اس قسم کی شرط سے گواہی قبول نہیں)۔

مسئلہ 430:

قال الاخر اضمن لفلان عنی ماقضی لہ بہ علی ونحوہ ففعل فغاب الامر، فاقام المکفول لہ بینۃ بمال علی الغائب لاتقبل القاضی حتی یحضرالغائب بخلاف مالوکفل عنہ بمال لہ علیہ فانہ یقضی بالبینۃ۔(1)

مسئلہ 431: (نوٹ) یہ مسئلہ تلاش بیسیار کے باوجود متعلقہ کتاب میں نہیں پایا گیا۔

مسئلہ 432: عبد اقام البینۃ علی مولاہ انہ قال ان اعتق فلان عبدہ فعبدی ھذا حر وقد اعتق فلان عبدہ لایقبل ھذ البینۃ ،ولوکان الشرط دخول الدار یقبل بالاجماع، وکذ افی اثبات کل شرط یتضرربہ الغیر۔(3)

1: منیۃ المفتی کتاب الکفالۃ، ص: 81

2:

3: خلاصۃ الفتاوی ج:4 ،ص 110

مسئلہ نمبر433:   کسی نے غلام خرید لیا پھر ثابت ہو گیا کہ وہ آزاد تھا اور قاضی نے بھی حکم کیا آزاد ہونے کا۔اب بائع اگر مشتری سے اپنا قیمت واپس کرنا چاہیں تو اس میں غلام کی حضور ضروری نہیں۔

(محتال لہ اور محتال علیہ کی حضور ضروری ہے۔)

مسئلہ نمبر434:   اگر بکر زید کا مقروض ہے اور بکر چاہتا ہے کہ کسی غائب بندے کو اس قرضے کا ضامن بنائے مثلا اس نے خالد کو ضامن بنایا جو کہ موجود نہیں ہے تو اسی صورت میں خالد کا موجود ہونا ضروری نہیں {1} اگر خالد نے (خبر ملنے کے بعد) اجازہ کیا تو حوالہ صحیح ہے۔اور اسی طرح حوالہ کو دینے والے کا حضور ضروری نہیں۔اگر خالد نے زید سے اس حوالے کا ذکر کیا کہ بکر کے اوپر جو آپ کا قرضہ ہے وہ میرے حوالے ہوا اور زید اس پر راضی ہوا اور اجازت دے دیا تو بھی یہ حوالہ صحیح ہے اس کے بعد رجوع نہیں کی جا سکتی۔

{1}: بدائع الصنائع اور بحر الرئق میں ذکر ہیں کہ جس پر حوالہ دیا جا رہا ہو تو طرفین کے نزدیک مجلس حوالہ میں اس کا موجود ہونا ضروری ہے، اور یہی صحیح ہے۔اسی طرح بدائع الصنائع اور بحر کے چھٹے جلد، اور مجمع الانہر میں بزازیہ سے نقل ہے کی اسی طرح حوالہ صحیح ہے۔۱۲مترجم

مسئلہ 433:   لوادعی وکیل العبد حریتہ یشترط حضرتہ ولوقضی القاضی بالحریۃ الاصلیۃ لایشترط حضرتہ عندالرجوع بالثمن علی البائع۔ (1)

مسئلہ 434:   ولایشترط حضرۃ المحتال علیہ لصحتہ الحوالۃ ، حتی لواحالہ علی رجل غائب ثم علم الغائب بھا فقبل صحت الحوالۃ ،وکذا لایشترط حضرۃ المحیل حتی لوقال الرجل لصاحب الدین علی رجل الف درھم فاحتل بھا علی فرضی الطالب بذالک واجاز صحت الحوالۃ ،ولیس الرجوع بعد ذالک۔(2)

1:   خلاصۃ الفتاوی ج 4 ص 110

2:   ابن الشحنۃ،ابراہیم بن ابی الیمین الحنفی المعروف "بابن الشحنۃ" لسان الحکام فی معرفۃ الاحکام، دار لفکر بیروت لبنان،1402ھ۔کتاب الحوالۃ، ص: 66

(قاضی کے خط کیلئے کیا شرط ہے)

مسئلہ نمبر 435: اگر حدود اور قصاص کے علاوہ نسب، زمین، قرض، نکاح یا طلاق وغیرہ کا کوئی مقدمہ ہو تو قاضی کے سامنے ملزم کا موجود ہونا لازمی ہے بصورت دیگر قاضی فیصلہ صادر نہیں کر سکتا۔

حالانکہ گواہ گواہی کر رہے ہو تو قاضی کو دوسرے قاضی کو خط لکھنا چاہیے۔(یعنی جہاں ملزم کا حاضر ہونا ممکن ہو)اواس خط پر سارے گواہوں کے نام لکھ کر، تاریخ اور ساتھ لے جانے والوں کے نام لکھ کر اپنی مجلس قضاء میں مہر لگا کر بھیجنا چاہئے۔اور دوسرے شہر کے قاضی بھی محض مہر دیکھ کر خط وصول نہیں کرے گا جب تک خصم حاضر نہ ہو اور اس کے اوپر ان حضرات کا گواہی موجود نہ ہو جن کے نام پہلے قاضی نے خط کے اوپر درج کئے ہیں اور وہ یہ بھی گواہی دیں کہ یہ خط فلاں قاضی نے اپنے مجلس قضاء میں ہمیں دیا اور سنایا ہے۔

(ملتقی الابحر)

مسئلہ 435:

وان شهدوا على غائب لايحكم بل يكتب بها الى ليحكم المكتوب اليه وهو كتاب القاضى الى القاضى ، ويقبل فى كل مالايسقط بالشبهة كالدين، والعقار والنكاح والنسب والغصب وغيره۔

ولابد ان يكون الى معلوم بان يقول من فلان الى فلان ويذكر نسبها فان شاء قال بعده ، والى كل من يصل اليه من قضاه المسلمين ويقراعلى من يشهدهم ويعلمهم بمافيه وتكون اسماء هم داخله ويختمه بحضرتهم ويحعظومافيه يسلمه اليهم،واذا وصل الى المكتوب اليه نظر الى ختمه ولا يقبله الا بحضرة الخصم وبشهادة رجلين او رجل وامرئتين انه كتاب فلان القاضى قراءه علينا وختمه وسلمه الينا فى مجلس حكمه (1)۔

1: ملتقی الابحر : ج:2 ص 74

مسئلہ نمبر436: کسی نے اپنی بیوی کو لونڈی ہبہ کیا سی حال میں کہ لونڈی موجود تھی لیکن عورت کے حضور میں نہ تھی تو بیوی قبول کیا تو یہ جائز نہیں جب تک لونڈی حاضر نہ ہو جائیں۔

مسئلہ نمبر437: کسی نے زید کیلئے بکر کے خلاف اپنے وکیل ہونے کا دعوی کیا تو اس اثبات کیلئے بکر کا موجود ہونا ضروری ہے ا(یعنی بکر کے حضور میں اپنے دعوی پر گواہ پیش کرے گا) اگر بکر کے حضور میں اپنا وکالت ثابت کیا اور بعد میں کوئی اور خصم پر دعوی کیا تو اپنی وکالت پر دوبارہ گواہ پیش کرے گا۔

نمبر438: ائمہ اور مجتھدین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی نے دو وکیل کئے تو ایک وکیل کو دوسرے وکیل کے غیر موجودگی میں کوئی مقدمہ یا تنازعہ بنانے کا حق نہیں۔ایسے کسی بھی مقدمہ یا تنازع میں دونوں وکیلوں کا متفق ہوتا ضروری ہے۔البتہ اگر کوئی ایک وکیل مدعاعلیہ کے ساتھ تنازعہ کرر رہاہے تو دوسرے وکیل کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں اسی بارے میں اکثر علماء کی رجحان نفی {1} کی طرف زیادہ ہے۔

{1} : کیونکہ اتفاق تورائے میں ہونا چاہیئے،اور یہ ضروری نہیں کہ خصومت کے دوران دونوں موجود ہو۔اسی طرح ہدایہ میں ذکر ہے۔۱۲مترجم

مسئلہ 436: وهب جارية لامراء ته والجارية فى الدار لابحضرة فقالت : قبلت لم يجز حتى يكون حضرتها۔(1)

مسئلہ 437:

ولوكان يدعى انہ وكلہ يطلب كل حق لہ قبل انسان بعينہ يشترط حضرة ذالک بعينہ، ولوثبت ذالک بمحضر من ذالک العين ثم جاء بخصم اخر يدى عليہ حقايقيم البينۃ على الوكالۃ مرة اخرى۔(2)

مسئلہ 438: واجزناه اى تفرد احدالوكيلين فى الخصومۃ ، وقال زفرؒ يجوز لانہ انما رضى باجتماعهما فى الخصومۃ لابانفراداحدهما، ولنا ان شروعهما فى الجواب يكون شعبا عندالقاضى فلينفردا احدهمافى الجواب ، ولوقال المصنف فى الخصومۃ مع راى الأخر لكان اولىٰ لانہ تفرد احدهما بلا راءى الأخر لايجوز اتفاقا ،وهل يشترط حضورالاخر عند خصومۃ صاحبہ ، عامۃ المشائخ على انہ لايشترط۔(3)

1: فتاوى بزاريہ ج 3 ص 121

2: دررالحكام فى شرح غررالاحكام۔ ج:2 ص: 338

3: شرح المجمع لابن الملک، ص 149

(مجور کی حضور ضرور ہے)

مسئلہ نمبر 439: مجور پر پابندی لگانے کی صحت کیلئے اس کی حضور ضروری نہیں (مثلاً کوئی بد چلن ہے، بے وقوف یا فضول خرچ ہے اس کے ولی قاضی سے حجر کی درخواست کریں تو اس حکم کے صحیح ہونے کیلئے اس مجور شخص کی حضور لازمی نہیں۔

(لڑکے کا حضور ضروری نہیں)

مسئلہ نمبر 440: علامہ رشید الدین صاحبؒ اپنے فتاوی میں نقل کیا ہے کہ جس وقت قاضی بچے کیلئے کوئی وصی مقرر کر رہا ہو تو بچے کی حاضر ہونا ضروری نہیں۔ البتہ قاضی کو بچے کی موجود ہونے کا علم ہو اور بچہ اسی کے تصرف اور ولایت میں ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دعوی اور قضاءئے کے وقت بچے کا حضور ضروری نہیں لیکن راجح قول یہ ہے کہ حضور ضروری ہے دعوی اور قضاء کے وقت۔ محیط اور ذخیرہ میں ذکر ہے کہ میت کے ورثاء اگر نابالغ ہو اور کوئی میت پر قرض کا دعوی کر رہا ہوں تو سب کا حضور لازمی نہیں بلکہ ایک بچے کا حضور بھی کافی ہے۔

مسئلہ نمبر 441: نابالغ لڑکا جس کو بیع وشراء کی اجازت ہوا اور غلام اگر کسی پر مال کا دعوی کرے تو بچے کی وصی اور غلام کے مالک کا حاضر ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ 439: ولایشترط لصحۃ الحجر حضرۃ الذی یرید ان یحجر علیہ فیصح حضرہ حاضراکان اوغائبا۔(1)

مسئلہ 440: وذکر رشیدالدین فی فتاواہ ان المختار انہ یشترط حضرۃ الصبی عندالدعاوی ، ولوادعی علی میت دینا و ورثتہ صغار، فان کان للمیت وصی ، لایشترط حضرۃ الورثۃ ، وان یکن للمیت وصی وللصغار وصی یشترط حضرۃ الورثۃ الصغار وحضرۃ الواحد یکفی۔(2)

مسئلہ 441: الصبی الماذون ادعی مال یشترط حضرۃ وصیہ وکذا اذا ادعی مالا یشترط حضرۃ مولاہ۔(3)

1: شرح المجمع لابن الملک ،ص 182

2: فتاوی قاضی خان ج: 2، ص 320

3: فتاوی قاضی خان ج: ،2 ص 321

(بچے کی حضور ولی کیساتھ ضروری ہے)

مسئلہ نمبر 442: کسی نابالغ لڑکے پر جو تصرف کرنے منع کیا گیا ہو کسی نے مال کی غصب کرنے یا ہلاک کرنے کا دعوی کیا (مثلاً دعوی کی اکہ اس نے میرا مال ہلاک کیا ہے یا مجھ سے زبردستی چھین لیا ہے) تو اگر مدعی نے گواہ پیش کئے تو اس کے دعوی کو سنا جائیگا اور دعوی کے وقت بچے کا حضور باپ یا وصی کے ساتھ لازمی ہے کیونکہ بچوں پر اپنے فعل کی وجہ سے مواخذہ کیا جاسکے گا اور اپنے قول کی وجہ سے مواخذہ نہیں کیا جاسکتا۔ حضور اس لیے ضروری ہے کہ اگر گواہ گواہی کے دوران اس کی طرف اشارہ کرے تو وہ حاضر ہو۔ اگر کسی چیز کا اثبات ہو گیا بچے کے خلاف تو بچے کے مال سے باپ یا وصی ادا کرنے کا پابند ہو گا۔

(بچے کا حضور ضروری ہے)

مسئلہ 443: اگر بچے کا باپ یا وصی نہ ہو اور مدعی نے قاضی سے وصی مقرر کرنے کا درخواست کیا تو قاضی یہ منظور کرنے کا پابند ہو گا۔ لیکن تقرر کے وقت بچے کا حضور ضروری ہے۔ اور بعض متاخرین علماء کا موقف ہے کہ بچے کا حضور ہر حال میں ضروری ہے خواہ بچہ مدعی ہو یا مدعا علیہ، لیکن راجح قول یہ ہے کہ نابالغ اور شیر خوار بچوں کے حضور لازمی نہیں۔

مسئلہ 442: لوادعی علی صبی محجورا مال بالاستھلاک اوبالغصب ، ان قال المدعی لی بینۃ حاضرۃ تسمع دعواہ ویشترط حضور الصغیر لان الصبی مواخذبافعالہ والشھودمحتاجون الی الاشارۃ لکن یحضر معہ ابوہ او وصیہ ، حتی اذا الزم الصغیر بشئی یؤدی عنہ ابوہ من مالہ یعنی من مال الصغیر۔(1)

مسئلہ نمبر 443:

وان لم یکن للصبی اب ولاوصی ،وطالب المدعی من القاضی ان ینصب وصیاللصغیر اجابہ القاضی الی ذالک، لکن یشترط حضرۃ الصغیر عند نصب الوصی ،وذکر بعض المتاخرین حضرۃ الصغیر عندالدعاوی شرط سواء کان الصغیر مدعیااومدعی علیہ واولصحیح انہ لایشترط حضرۃ الاطفال و الرضع عندالدعاوی ۔(2)

1: حاشیہ قرۃ عیون الاخیار، تکملہ ردالمختار علی الدرالمختار۔آفندی ،لسیدی محمد علاء الدین آفندی ، ،دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ج: 11 ص542

2: تکملہ ردالمختار جلد 11 ص 542

مسئلہ نمبر 444: کسی نے مبیعہ میں عیب پایا تو کسی کو وکیل کیا کہ مبیعہ کو اس عیب کی سبب مشتری کو واپس کرلو۔ اور خود غائب ہو گا۔ اب مشتری نے دعوی کیا کہ بائع اس عیب پر راضی ہو گا تھا تو وکیل واپس نہیں کر سکتا جب تک موکل حاضر نہ ہو۔

(مجموعہ قدوری آفندی)

(متولی کی حضور ضروری ہے)

مسئلہ 445: وقف کی زمین میں یا گھر کسی کے ساتھ عوض پر قبضے میں تھا (مثلاً کسی نے وقف کا گھر اجارہ پر لیا یا زمین مزارعت پر) کسی اور نے اس پر ایک جہت اپنی ملکیت کا دعوی کیا۔ تو اس دعوی کی وقت متولی یا متولی کی وکیل کا حضور ضروری ہے۔ اور اگر صاحب قبضے نے مدعی کیلئے اقرار کیا یا مدعی نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کئے اور قاضی نے متولی یا متولی کے وکیل کے غیر موجودگی میں مدعی کیلئے زمین یا گھر پر فیصلہ کیا تو یہ فیصلہ نافذ نہیں ہو گا اور اگر لکھا ہو سند دیا تو وہ بھی نافذ نہیں ہو گا اس بات پر روم کے علماء کے فتوی ہے۔ (یہ مضمون اپنے اختتام تک پہنچا)

مسئلہ نمبر 446 مشتری بائع کو غلام واپس کرتا ہے اس عیب کے سبب کہ یہ مجھ سے فرار ہو گیا تھا جبکہ غلام بالغ ہو یا صغیر ہو لیکن ہوشیار ہو اور اس سے اپنا قیمت واپس لے سکتا ہے اسی صورت میں اگر غلام فرار ہونے کے بعد واپس آیا ہو اور مشتری نے قبضے میں لیا ہو۔ اور اگر وہ فرار ہو گیا ہو تو پھر مشتری بائع کے ساتھ مقدمہ نہیں کر سکتا جب تک کہ غلام حاضر نہ ہو۔ (صرۃ الفتاوی)

مسئلہ نمبر 444: اذ اوکل وکیلا بردالمشتری بالعیب وغاب فادعی البائع ان المشتری قدرضی بالعیب فان الوکیل لایملک الردبل یتوقف الی ان یحضر الغائب۔(1)

مسئلہ نمبر 445:(نوٹ) یہ مسئلہ صرۃ الفتاوی میں تلاش بیسیار کے با وجود نہیں پایا گیا۔

مسئلہ نمبر 446: وان اثبت الاباق عندہ وعند البائع قبل البیع وقد کان العبد کبیرا او صغیرا یعقل فلہ ردہ علیہ الرجوع بالثمن ھذااذا اعاد العبد اواخذہ ، والا لاخصومۃ لہ مع البائع حتی یحضر العبد۔(3)

:1 مجموعہ قدوری افندی المعروف بہ واقعات المفتین افندی، عبدالقدر بن یوسف الحنفی دائرۃ المعارف الاسلامیہ بلوچستان پاکستان۔سن طباعت درج نہیں۔ ص: 147

:2 صرۃ الفتاوی، ص: 120

(قرض دینے والے کے حضور ضروری نہیں)

مسئلہ 447: مقروض قیدی کی غریب ہونے پر گواہی کے دوران قرض دینے والے کے حضور ضروری نہیں۔ لیکن اگر قرض دینے ولا یا اس کا وکیل ہو تو ان کے سامنے قید سے رہا کیا جائیگا بصورت دیگر کسی اور کے ضمانت پر رہا کیا جائیگا۔

(انفع الوسائل)

مسئلہ نمبر 448: اگر گواہی دی جا رہی ہو کسی کے غریب اور مفلس ہونے پر تو اس کے دوران اس کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔

(مجور کی حضور ضروری نہیں)

مسئلہ 449: (مثلاً زید بے وقوف اور کم عقل شخص ہے اس کا ولی چاہتا ہے کہ قاضی اسے تصرف سے منع کرے) کسی کو تصرف سے منع کرنے کیلئے قاضی کا حکم ضروری ہے لیکن اگر منع کرنے کے بعد وہ ہوشیار ہو گیا تو قاضی کے حکم کرنے تک مجر ختم نہیں ہو گا لیکن امام محمدؒ اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں اور جس وقت قاضی مجر کا حکم کر رہا ہو تو زید کے حضور ضروری نہیں۔ (الاشباہ)

مسئلہ نمبر 447: قرض دینے والے کی حضور ضروری نہیں۔

اس مسئلے کی تخریج تک رسائی نہیں ہوئی۔

مسئلہ نمبر 448 : شهدوا علیٰ افلاس رجل لا یشترط حضرتہ(2)

مسئلہ 449:

ولابد من حجرالقاضی ، ولایرتفع عنہ الحجر بالرشد ولا بد من اطلاق القاضی خلافا لمحمدؒ فیھما ولاتشترط حضرہ لصحۃ الحجر علیہ (3)۔

:1 ---

:2 بزازیہ، فی من یشترط حضرتہ فی الدعوی، ج:2 ص:228

:3 الاشباہ النظائر۔ان نجیم، زین العابدین بن ابراهیم .دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان 1999 ص 238

مسئلہ نمبر450: مجور {1} پر قاضی کے حکم کے دوران اس کا قاضی کے سامنے حاضر ہو ضروری نہیں۔ لیکن مجور اگر غائب ہو تو اس وقت مجور شمار ہو گا جب اسے مجور ہونے کا خبر ملے کہ مجھے فلاں قاضی نے مجور کیا ہے (اگر خبر ہونے سے پہلے کوئی معاملہ کیا تو ٹھیک ہے)

مسئلہ نمبر451: کسی پر اپنے اقرار سے یا قاضی کے سامنے گواہی سے قرضے کا ثبوت کیا گیا اور وہ قاضی کے حکم سے پہلے غائب ہو گیا۔ امام ابویوسفؒ کے ہاں قاضی اس کے طرف سے کسی وکیل کو مقرر کرے گا تو مدعی اگر مال کا تقاضا کرتا ہو ادا کیا جائیگا۔ اور اگر مدعی نے اس کو مجور کرنا چاہا تو طرفین (امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ) کے نزد حکم اور مجور نہیں کیا جائیگا جب تک وہ حاضر نہ ہو جائیں لیکن امام محمدؒ کا موقف ہے کہ حکم کرنے کے بعد مجور کیا جائیگا۔

{1}: یہ صاحبین کا قول ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں عاقل اور بالغ کو مجور نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن (اگر ضرر عام تو پھر کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے لوگ تین قسم کے ہیں، (1) جاہل طبیب جو لوگوں کو مہلک دوائی دے رہا ہوں۔ (2) دوسرا وہ جاہل مفتی جو لوگوں کو غلط فتوے دیتے ہوں۔ (3) تیسرا وہ شخص جو لوگوں سے کرایہ پر چیزیں لیتے ہوں اور پھر کرایہ واپس نہیں کر سکتا تو قاضی ان تینوں پر حجر لگا سکتا ہے۔ اسی طرح قاضی خان میں ذکر ہے۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ 450: ولایشترط لصحۃ الحجرحضرۃ الذی یرید ان یحجر علیہ، بل یصح حاضرا کان اوغائبا، الاان الغائب لاینحجر مالم یبلغہ الحجر ویعلم ان القاضی حجر علیہ۔(1)

مسئلہ 451: رجل علیہ دین ثبت باقرارہ اوبینۃ قامت علیہ عندا لقاضی ، فغاب المطلوب قبل الحکم وامتنع عن الحضو، قال ابویوسفؒ: ینصب القاضی عنہ وکیلاویحکم علیہ بالمال اذا سأل الخصم ذلک ،فان سأل الخصم ان یحجر علیہ عند ابی حنیفۃ ومحمدؒ : لایحکم ولایحجر حتی یحضر الغائب ثم یحکم علیہ ثم یحجر عند محمدؒلانہ انما یحجر بعد الحکم لاقبلہ۔(2)

1: فتاوی قاضی خان ج:3 ص 592

2: فتاوی قاضی خان ج: 3 ص 593

مسئلہ نمبر452:   زید نے بکر سے کوئی چیز بطور عاریت لی ہے اب خالد دعوی کرتا ہے اور گواہ پیش کر رہے کہ یہ میری ملکیت ہے تو اس گواہی کے دوران زید اور بکر کا حاضر ہونا ضروری ہے۔اور اگر وہ چیز بطور امانت دی جا چکی ہوں تو اس صورت میں کیا اس دونوں کا حضور ضروری ہے کہ نہیں اس باب میں بھی علماء اختلاف رکھتے ہیں۔

(مزارع کے حضور)

مسئلہ 453:   اس بارے میں علماء اختلاف رکھتے ہیں کہ زمینی دعووں میں مزارعین کا حضور ضروری ہے کہ نہیں۔ بعض علماء ضرور سمجھتے ہیں اور بعض نہیں اور بعض علماء کا مؤقف ہے کہ تخم اگر مزارع کا ہو تو ضروری ہے کیونکہ انہوں نے زمین اجر پر لی ہے اور تخم اگر مالک کا ہو تو ضروری نہیں کیونکہ وہ زمین کے مالکوں کے مزدور ہیں۔

ہاں اگر زمین مزارع کے قبضے میں ہوں اور کوئی اس پر غصب کا دعوی کر رہا ہوں تو مزارع (یعنی کسان) کا حضور ضروری نہیں۔

(فتاوی عمادی)

مسئلہ ن452: اعار زیدمن بکر شیئاثم ادعی علیہ الاخر بدعوی الملک المطلق واقام البینۃ یشترط حضرتھما وان اعاد شیئاھل یشترط حضرتھمااولافقیہ اختلاف الفقھاء۔(1)

مسئلہ 453::   واما حضرۃ المزارع ھل ھوشرط فی دعوی الضیاع قال بعضھم یشترط حضرتھم وقال بعضھم لا ان کان البذر من المزارع فھو کاالمستاجر یشترط حضرتہ وان لم یکن الزرع منہ لایشترط حضرتہ ، لانہ اجیز لرب الارض۔

واما اذا ادعی علی اخر غصب ضیعۃ وانھافی یدالمزراع لایشترط حضرۃ المزارع۔(2)

1: (فتاوی عمادی کتاب الدعوی ص 49)

2: (فتاو عمادی ۔العمادی عبدالرحمن بن محمد عمادالدین بن محب الدین العمادی الحنفی مفتی دمشق، مخطوط جامعۃ الملک سعود رقم 515665، کتاب الدعوی ص 49)

قسم کے متعلق احکام

(یعنی کس کس کو قسم دیا جائیگا اور کس کس کو)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فصل پنجم:

قسم کے متعلق احکام

کس کو قسم دینا ہے اور کس کو نہیں:

مسئلہ نمبر 454: یہ ظاہر بات ہے کہ امانت گزار کے پاس (یعنی اس شخص کے پاس سے جس کے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھی گئی تھی) سے بے اختیاری میں وہ چیز چوری ہوگئی یا ضائع ہوگئی یا گم ہوگئی توامانت گزار اس کا ذمے دار نہیں کیونکہ امانت میں ضمان یعنی ذمہ داری نہیں۔ لیکن اگر امانت گزار مر گیااور اس کے وارثوں کو اس امانت کا پتہ نہیں تھااور امانت گزار نے بھی امانت کا حال بیان نہیں کیا تھا کہ فلاں چیز یا اتنی رقم میرے پاس امانت ہے، تو اس صورت میں ضمان یعنی ذمے داری ہے یعنی اگر امانت رکھنے والے کی امانت ثابت ہوئی اور چیز کا پتہ نہیں تھا توامانت رکھنے والا دوسرے قرض خواہوں کی طرح اس کو امانت گزار کے ورثہ (میراث) سے لے گا۔ لیکن اتنی بات ہے کہ اگر اس کی امانت کی مثل بازار میں ملتی ہو توامانت کی مثل اس کو دی جائے گی اور اگر نہ ملتی ہو تو قیمت۔ اور پورا بیان یہ ہے کہ امانت گزار اگر مر گیا تو ہم یہ دیکھیں گے کہ اس نے اپنے مرض الموت میں اس امانت کی وصیت کی ہو اور اس کے بعد مرا ہو، پھر اس امانت کی چیز کا پتہ نہ چلتا ہو اکہ کیا ہوا توامانت دار کے ورثہ (میراث) میں اس کا ضمان نہیں۔ اور اگر اس نے وصیت نہ کی ہو تو پھر دو باتیں ہیں۔ اس کے وارثوں کو امانت کا علم ہو گا یا نہیں۔ اگر وارثوں کو معلوم تھا اور امانت کا مالک بھی کہتا ہو کہ انہیں معلوم ہے کہ میں نے امانت گزار کو امانت دی تھی۔ اور اس امانت کی کہیں پتہ نہ چلتا ہو تو بھی ورثہ (میراث) میں ضمان نہیں۔ اور اگر وارثوں کو معلوم نہ ہو اور شہادت سے ثابت ہو جائے یا وارث اقرار کریں کہ یہ امانت ہے تو مالک اپنی امانت لے لے گا، اور اگر امانت موجود نہ ہو تو پھر یہ قرض بن جائے گا اور امانت گزار کے ورثہ سے وصول ہو گا۔ اور اگر امانت کا کچھ حصہ موجود ہو اور کچھ موجود نہ ہو تو پھر اگر امانت گزار نے امانت کا ذکر نہ کیا ہو توامانت کا مالک موجود حصہ وصول کرے گا اور باقی ورثہ میں سے وصول کرے گا اور اگر امانت گزار نے امانت کا ذکر کیا ہو تو پھر امانت کا مالک صرف موجودہ حصہ وصول کرے گا۔ اس طرح مذکور ہے فتاوی تمرتاشی میں۔

مسئلہ 454: سئل عن االمودع اذ امت مجہلاولم توجدالودیعۃ فی ترکتہ ماحکمہ؟

حکمہ ان الضمان یکون فی ترکتہ ،مات المودع ولم تعرف الودیعۃ فھی دین فی ترکتہ ویساوی دین الصحۃ لان سببہ معلوم ،والذی تحرر من کلامھم ان المودع ان اوصی بالودیعۃ فی مرض موتہ ثم مات ولم توجد فلاضمان فی ترکتہ۔

وان لم یوص فلایخلواما ان یعرفھا الورثۃ او لا فان عرفوھا وصدقھم ،صاحبھا علی المعرف ولم توجد فلاضمان فی ترکتہ۔

وان لم یعرفوھا وقت موتہ فلایخلو اما ان تکعن موجعدۃ او لافان کانت موجودۃ وثبت انھا ودیعۃ اما ببینۃ اواقرارالورثۃ مات مجھلا فصارت فیشارک اصحاب الدیون صاحبھا لان ھذاعند عدم وجودھاواماعند قیامھافلاشک ان صاحبھا احق بھا۔

فان لم توجد فحینئذ ھی دین فی الترکتہ وصاحبھا کسائر غرماء الصحہ فان وجد بعضھا فان کان مات مجھلا اخذ صاحبھا الموجود ورجع بالمفقود فی الترکتہ والا اخذ الموجود فقط،ان مات وصارت دینا فان کان من ذوات الامثال وجب مثلھا والافقیمتھا فعلیک بحفظ ھذالتحریر۔(1)

1: فتاو التمرتاشی ۔الخطیب التمرتاشی ، محمد بن عبداللہ الفری الحنفی المتوفی 1007 دارلفتح عمان اردن الطبقۃ الاولی 1435۔2015 جلدنمبر 2 ص 182

(امانت میں ضمان آنا)

مسئلہ نمبر 455 : درالمنتقیٰ میں کہا گیا ہے کہ امانتوں میں ضمان آتا ہے جب امانت گزار فوت ہو گیا اور امانت کو مجہول چھوڑ گیا (یعنی یہ ذکر نہ کرے کہ فلاں چیز میرے پاس بطور امانت رکھی گئی ہے) جیسا کہ شریک ہوا اور مفاوضہ کرنے والا (یعنی ایک شخص نے دوسرے کے ساتھ مال میں مفاوضت یا عنان کی شراکت کی ہو، مال ایک شخص کے ہاتھ میں تھا وہ فوت ہوا اور بات کو مجہول چھوڑ گیا۔ یہ بات اس نے ظاہر نہ کی کہ میرے پاس فلاں شخص کی شراکت ہے تو زندہ شخص کا حصہ متوفی کے پاس بطور امانت تھا مگر اس میں ضمان آتا ہے کہ وہ متوفی کے ورثہ میں سے وصول کرے گا۔ جب کوئی فوت ہو جائے اور امانتیں مجہول چھوڑ جائے تو اس میں ضمان آتا ہے۔

مسئلہ نمبر 456: لیکن دس مسائل ایسے ہیں کہ جن میں (اس صورت میں بھی) ضمان نہیں آتا۔ جیسا کہ اشباہ کتاب میں مذکور ہے (ایک مسئلہ یہ ہے کہ) ایک وقف کا متولی وقف کا غلہ کسی کے پاس بطور امانت رکھ دے اور پھر فوت ہو جائے ، یتیموں کے حصے مجہول چھوڑ جائے اور پتہ نہ چلتا ہو کہ غلہ کس کے پاس رکھے ہیں تو اس میں ضمان نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 457: (دوسرا مسئلہ یہ ہے) بادشاہ نے اگر (مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے) کچھ مال غنیمت کسی غازی کے پاس بطور امانت رکھ دیا اس کے بعد بادشاہ فوت ہوا اور غنیمت کا کچھ ذکر نہ کیا کہ کس کے پاس امانت رکھی ہے تو بادشاہ پر ضمان نہیں۔

مسئلہ نمبر 458: یہ دو مسائل ہوئے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر قاضی نے یتیم کا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھ دیا اور اس کا حال کسی سے بیان نہ کیا بات مجہول رہ گئی اور قاضی فوات ہوا یعنی ایک بچے کا وصی تجہیل کی حالت میں فوت ہوا اور اس کے مال کا تذکرہ نہ کیا اور بات نامعلوم رہ گئی تو وصی کے میراث میں ضمان نہیں۔

مسئلہ 455: (الامانات بالموت عن تجہیل کشریک ومفاوض(1)

مسئلہ 456: "الافی عشر علی مافی الاشباہ منہاناظروقف اودع غلات الوقف ،ثم مات مجھلا لاموال الیتامی"۔(2)

مسئلہ 457: "وسلطان اودع بعض الغنیمۃ عند غاز ثم مات مجھلا"(3)

مسئلہ 458: "وقاض مات مجھلالاموال الیتامی۔(4)

1: الدرالمنتقی ج: 2 ص 557

2: الدرالمنتقی ج: 2 ص 557

3: الدرالمنتقی ج: 2 ص 557

4 الدر المنتقی ج: 2 ص 557

مسئلہ نمبر 459: پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ باپ اگر تجہیل کی حالت میں فوت ہوا اور بیٹا یا بیٹی کا اگر کوئی مال اس کے پاس تھا اس کوئی تذکرہ نہ کیا بت نامعلوم رہ گئی تو اس صورت میں بھی ضمان لازم نہیں لیکن جو میراث میں ان کا حصہ تھا وہ پائیں گے۔

مسئلہ نمبر 460: چھٹا مسئلہ یہ کے اگر زید کے پاس کسی کی امانت تھی زید نے موت کے وقت اپنے وارث بکر اس امانت کے بارے میں بتایا پھر فوت ہوا، بکر کو تو امانت کی بات معلوم تھی لیکن پھگر وہ بھی فوت ہوا لیکن اس نے بات ظاہر نہ کی تو امانت کا ضمان بکر پو ہو گا۔

مسئلہ نمبر 461: ساتواں اور آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً ہوا کوئی چیز اڑا کر زید کے گھر لائے یا مالک نے خود وہ چیز زید کے گھر میں رکھی ہو اور زید کو اس چیز کے بارے میں نہیں بتایا تھا یعنی زید کو اس چیز کا پتہ نہیں تھا کہ کس نے رکھی ہے پھر فرض کریں زید تجہیل کی حالت میں فوت ہوا تو اس چیز کا ضمان اس کے ورثہ میں نہیں ہو گا۔

مسئلہ نمبر 462: نواں مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ تصرف کرنے سے معن تھا اس کے پاس کسی نے کوئی چیز امانت کے طور پر رکھ دی پھر وہ لڑکا تجہیل کی حالت میں فوت ہوا تو اس پر ضمان نہیں۔

مسئلہ 459: "ومنهاالاب اذا مات مجهلا من مال ابنه"(1)

مسئلہ 460: "ومنهااذامات الوارث مجهلا مااودع عند مورثه۔ (2)

مسئلہ 461: "وكذااذامات مجهلالما القته الريح فى بيته، وكذ ااذا مات مجهلالما وضعه مالكه فى بيته بغيرعلمه"(3)

مسئلہ 462: "وكذااذامات الصبى مجهلالمااودع عنده محجور"۔(4)

1: تکملہ ردالمختار ج: 12 ص 465

2: تکملہ ردالمختار ج: 12 ص 465

3: الدرالمنتقی ج:3 ص 469

4: الدرمنتقی جلدنمبر3 ص 469

مسئلہ نمبر 463: دسواں مسئلہ مفاوض کا ہے یعنی ایک شخص نے دوسرے کے ساتھ مال میں مفاوضہ کی شراکت کی تھی اور مال اس کے پاس تھا پھر تجہیل کی حالت میں فوت ہوا تو اس پر ضمان نہیں۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس صورت میں ضمان ہوگا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے تو جن مسئل میں ضمان آتا ہے وہ یہ نہیں ہیں۔ دسواں اس میں سے ساقط ہوا۔

مسئلہ نمبر 464: ان مسائل پر میں (وھبانیہ اور تنویر کتاب) کی شرح میں نو مسائل کا اضافہ کیا ہے ان نو مسائل میں تجہیل کی صورت میں ضمان نہیں ہے۔ دادا/نانا اور اس کا وصی ہے۔ قاضی کا وصی اور چھ مھجورین (یعنی جن کو تصرف سے روکا گیا ہو اس لیے کہ ممانعت {1} بے وقوفی یا کم فہمی کی وجہ سے ہوتی ہے (تو بچے کا مسئلہ پہلے گزر چکا ہے) باقی جو چھ مھجورین ہیں تو یہ نو مسائل ہیں ان کی توضیح یہ ہے کہ دادا/نانا کے پاس پوتے/نواسے کا مال تھا یا دادا/نانا نے پوتے/نواسے کیلئے کسی کو وصی بنایا ہے اس کے پاس اس بچے کا مال تھا یا قاضی نے کسی کو وصی بنایا ہو پھر دادا/نانا یا وہ وصی وفات پا گیا تجہیل کی حالت میں تو دادا/نانا اور وصی کے مال میں ضمان نہیں۔ یا کوئی غلام یا پاگل تھا تصرف سے منع تھا یا کوئی بہت ہی غافل شخص تھا یا اس کے اوپر کسی کا قرض تھا یا بے وقوف اور فضول خرچ تھا یا بھولا تھا اور تصرف کرنے سے منع کیا گیا تھا اور کسی اس کے پاس امانت رکھ دی اور پھر یہ تجہیل کی حالت میں فوت ہوا تو اس پر ضمان نہیں۔ یہ انیس {1} مسائل ان ابیات میں بیان کئے گئے ہیں۔

{۱}: صغر، غلام ہونا اور جنون یہ تینوں حجر کے اسباب ہیں۔ اور امام صاحب کے نزدیک عاقل، بالغ اور آزاد شخص کو مجور نہیں کیا جا سکتا، مگر وہ جس کا ضرر عام ہو تو پھر یہ مسئلہ صاحبین کے قول پر بناء ہے۔ ۱۲ مترجم

{2} ان انیس مسائل میں تجہیل کی صورت میں امانتدار پر ضمان لازم نہیں۔ ۱۲ مترجم

مسئلہ 463: "واما احد المتفاوضین اذا کان المال عندہ ولم یلبین حال المال الذی کان عندہ فمات ، ذکربعض الفقھاء انہ لایضمن واحاکتہ الی شرکۃ الاصل وذلک غلط، بل الصحیح انہ یضمن"۔

مسئلہ 464: وزدت علیھافی شرحی علی التنویر والوھبانیہ تسعۃ اخری۔

الجد ووصیہ، ووصی القاضی ، وستۃ من المحجورین ، لانہ الحجر یشمل سبعۃ فانہ بصغر، ورق وجنون وغفلۃ ودین وسفہ وعتہ۔(1)

1: الدرالمنتقی، کتاب الشرکۃ، ج: 2 ص 557

2: ایضا ص: 557

مسئلہ نمبر 465:   ابیات کا ترجمہ: امین کے پاس امانت تھی اور اس کا انتقال ہوا مگر وہ مفاوض تھا یا وقف کا نگہبان تھا تو میراث میں سے امانت لازم ہوگی۔ یا سپہ سالار نے غنیمت سے کسی کے پاس کچھ بطور امانت رکھ دی۔ یا ہوا پرائی چیز اڑ آ کر گھر میں لائی ہو یا گھر میں کسی نے کوئی چیز رکھی ہو اور مالک کو خبر نہ ہو یا، دادا یا قاضی تھا یہ ان کے وصی تھے یہ انیس امانت دار ہیں ان میں اگر کوئی امانت کا ذکر کیے بغیر مر جائے۔ دوسرا وارث ہے اور باقی مہجورین ہیں تو ان کی میراث سالم او مسلم ہوگی بغیر ضمان کے۔(و جمع السعۃ عشر قولہ)

(امانت دار کی بات کا قبول ہونا ایک شرط کے ساتھ)

مسئلہ نمبر 466:   میں کہتا ہوں کہ مفاوض کے مسئلے کے بارے میں نے آپ کو پہلے بتایا ہے تو اس سے غافل نہ ہو۔ اور منظوم محبیہ کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہر وہ امانت دار جو امانت پہنچانے کا دعوی کرے (کہتا ہے کہ میں نے امانت اس کے ماک کو دے دی ہے) تو اس کی بات معتبر ہے، لیکن ہر حالت میں نہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ

ظاہر حالت اس کی تکذیب نہ کرے) یعنی ظاہر میں جھوٹا معلوم نہ ہو) جیسا کہ متولی اور وصی جو زیادہ خرچہ کرنے کا دعوی کرے اور خرچہ بیان کرے اور جس کی بات قبول ہوتی ہو اس پر قسم لازم ہوتی ہے۔ ان دس مسئلوں کے بغیر جو قنیہ کتاب میں ذکر ہوئے ہیں۔ ایک مسئلہ وصی کا ہے یعنی ایک یتیم لڑکے کا وصی دعوی کرتا ہو کہ میں نے اس یتیم پر اتنا مال خرچ کیا ہے تو اس پر اتفاق ہے کہ اس وصی پر قسم نہیں ہے۔

مسئلہ 465:

وکل امین مات والعین یُحصَر	وماوُجِدَت عیناً فدینًا تُصَیر
سوی متولی الوقف ثم مفاوض	ومودع مال الغُنمِ وھوالمؤَمَّر
وصاحب ذرالقت الریح مثل ما۔	لوالقاہ مُلّاکٌ بھا لیس یشعر
کذ والدجد وقاض و وصیھم	جمیعا ومحجور فوارث یسطر۔(1)

مسئلہ 466:   "قلت وقد نبھناک عن مسئلۃ المفاوض فلا تغفل، وفی المنظومۃ المجیبۃ کل امین ادعی ایصالا، امانۃ یقبل ماقدقالا: لامطلقا بل شرطوایاماھر، مالم یکذب مدعاہ الظاہر کالمتولی والوصی لو ذکر نفقۃ زائدۃ وفسرا، وکل من کان قولہ قبل، یلزمہ الیمن ھکذا نقل فیما عدا مسائلا محررہ، قدعدا فی القنیۃ تلک عشرۃ"۔(2)

1: تکملہ ردالمختار، کتاب الایداع، ج: 12 ص 468

2: الدرالمنتقی، کتاب الشرکۃ، ج: 2 ص 557

(کس کی بات بغیر قسم کے قبول ہوتی ہے)

مسئلہ نمبر 467: اوراگر چھوٹے بچے کے وصی نے اس لڑکے کے غلام پر کچھ خرچہ صرف کیا(پھر وصی نے کہا کہ میں نے اس پر اتنا مال خرچ کیا ہے) تو اس وصی کی بات بغیر قسم کی قبول ہو گی۔(یہ دوسرا مسئلہ ہوا اور تیسرا یہ ہے کہ) اگر قاضی نے ایک یتیم کی کوئی چیز بیچ دی ہو پھر جس نے وہ چیز مول لی تھی وہ کسی عیب کی وجہ سے اس چیز کو واپس کرنا چہتا ہو لیکن قاضی نے کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ عیب سے آزاد ہے اور ہر عیب کے ساتھ مجھے قبول ہے تو اس میں قاضی پر قسم نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 468: اور چھوتھا مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے قاضی پر دعوی کر دیا کہ آپ نے مجھے یتیم بچے کی یا وقف کی زمین یا گھر بطور اجارہ دیا تھا(تو میں مانگتا ہوں) اور قاضی انکار کر رہا تھا تو قاضی کو قسم نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر 469: اور پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ :ایک آدمی نے کسی پرائے آدمی کو ہبہ کیا تھا(یعنی اسے کوئی چیز بخشی تھی)اب یہ چاہ رہا تھا کہ میں اب پھر واپس لینا چاہتا ہوں، تو جس کو ہبہ کیا گیا تھا وہ کہے کہ وہ چیز مر گئی ہے یا ضائع ہو گئی ہے تو اس پر قسم نہیں۔

مسئلہ نمبر 470: چھٹا مسئلہ یہ ہے؛ کہ جس نے چیز بخشی تھی کہ اب مجھے بخشی ہوئی چیز کا عوض دیں گے اور جس کو ہبہ کیا گیا تھا وہ کہے کہ آپ نے بغیر عوض وہ چیز مجھے بخشی تھی تو اس کو قسم نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ 467: "منهاالوصی یدعی الانفاتا۔علی الیتیم فانهم الوفاقا،وان علی رقیق طفل انفقاوصیه بلایمین صدقا،او ادعی القاضی وکان باعا، مال الیتیم ان ذالمبتاعامن کل عیب شرط البرآءة ۔فیه فقالولایمین جآءه۔

مسئلہ 468: "وان علی القاضی یدعی الاجارة۔ لمال طفل قاصرالعبارة، اومال وقف لایمین یجب"۔

مسئلہ 469: "وکذااذاماالشخص اضحی یهب عینافقال: ذالک الموهوب له قد هلکت فلایمین قبل"۔

مسئلہ 470: "ومثله فی اشتراط العوضا یختلفا بلایمین قد قضی "

1: الدرالمنتقی ج 2 ص 557

2: الدرالمنتقی ج 2 ص 557

3: الدرالمنتقی ج 2 ص 557

4: الدرالمنتقی ج 2 ص 557

مسئلہ نمبر471: ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ وقف کا متصرف اگر کہے کہ میں نے اس وقف پر اتنا خرچہ صرف کیا ہے تو اس کو قسم نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر472: آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ ؛ایک شخص نے اپنے چھوٹے بیٹے کیلئے ایک گھر مول لیا تھا پھر شفع کرنے والے نے دعوی کر دیا پھر یہ دونوں گھر کی قیمت میں اختلاف کرتے تھے تو لڑکے کے باپ کی بات معتبر ہو گی اور اس کو قسم نہیں۔

مسئلہ نمبر473: نواں مسئلہ یہ ہے کہ ؛ایک غلام نے کسی سے کوئی چیز مول لے لی (خرید لی) پھر بیچنے والے نہ کہا کہ آپ کو مالک نے تصرف کرنے سے روکا ار غلام نے کہا کہ نہیں روکا تو غلام کی بات قبول ہو گی اور اس کو قسم نہیں۔

مسئلہ نمبر474: دسواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے چھوٹے لڑکے کیلئے کوئی زمین خرید لی۔ شفعے والے نے دعوی کر دیا لیکن شفعے اور اپنے آپ کیلئے خریدنے سے انکار کیا اور بیٹے کیلئے دعوی کر دیا تو اس شخص پر قسم نہیں۔

مسئلہ نمبر475: میں کہتا ہوں کہ میرے ان مسائل پر زیادہ ہوتے ہیں، خدا کی مہربانی سے کچھ اوپر پچاس مسائل میں یہاں پر ذکر کرنا پسند کرتا ہوں تا کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور صاحبان متون نے امام صاحبؒ کے بقول صرف نو چیزوں میں قسم کا نہ ہونا ذکر کیا ہے سنیے ! وہ نو چیزیں مترجم سے اان میں سے ایک نکاح ہے۔ اگر کسی نے عورت پر دعوی کر دیا نکاح کا اور وہ منکر تھی اور مدعی کے شاہد نہیں تھے تو منکر کو امام صاحبؒ کے ہاں قسم نہیں دیا جا سکتا اور صاحبین کے نزدیک اس کو قسم ہے۔

مسئلہ 471: "والمتولی یدعی الصرف علی وقف"۔(1)

مسئلہ 472: "وھکذاعلی مانقلا،لولابنہ الصغیردار اشتری وبعد ذالک اختلاف صدرا"(2)

مسئلہ 473: "مع الشفیع صاح فی قدر الثمن فالقول للاب ھنامن غیر ان یحلف"(3)

مسئلہ 474: "والعبد اذاقال انا فی بیع ھذالشئی لی قد اذنا والاب اضحی منکراشراءہ لنفسہ ولابنہ ادعاہ"(4)

مسئلہ 475: "وقدزدت علیھابعون اللہ تعالی نیفاوخمسین مسالۃ احببت الحاقھا تتمیماللفائدۃ، وقد اقتصر ارباب المتون فی عدم الاستحلاف عندہ علی الاشیاء التسعۃ

"ومالایستحلف فیہ النکاح لایمین فیہ عند ابی حنیفۃؒ سواء کانت الدعوی من الرجل اوالمرءۃ وعند صاحبیہ یستحلف المنکر۔(5)

1: الدرالمنتقی جلدنمبر2 ص 557

2: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 557

3: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 557

4: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 557

5: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 557

مسئلہ نمبر 476: دوسری رجعت ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی اور عدت گزرنے کے بعد دونوں میں اختلاف ہو گیا شوہر کہہ رہا تھا کہ میں نے عدت کے اندر رجوع کیا تھا اور عورت انکار کر رہی تھی یا عورت دعوی کر رہی تھی کہ تم نے رجوع کیا تھا عدت میں اور شوہر منکر تھا تو ان دونوں صورتوں میں بھی منکر کیلئے قسم نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 477: تیسرا ایلاء ہے جیسا کہ کسی نے ایلا کیا ہو یعنی قسم {1} اٹھایا تھا کہ وہ چار مہینے تک اپنی بیوی کے قریب نہیں جائے گا، پھر چار مہینے گزر گئے اور دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ شوہر دعوی کر رہا تھا کہ میں اس مدت کے اندر رجوع کیا تھا اپنی بات کو چھوڑ دیا تھا اور بیوی اس مدت میں یا اس کے بعد رجوع کا دعوی کر رہی تھی کہ تم نے رجوع کیا ہے اور اپنی بات سے منہ موڑ لیا تھا اور شوہر انکار کر رہا تھا تو شوہر پر قسم نہیں ہے۔

مسئلہ 478: چوتھا استیلاد ہے کہ لونڈی نے اپنے مالک پر دعوی کر دیا کہ میرا تم سے بچہ پیدا ہوا ہے وہ مر گیا ہے یا تم سے جو حمل ہوا تھا وہ گرا یا ہے ایسی حالت میں کہ اس کے اندام ٹھیک تھے تو اس لیے میں تمہارے بچے کی ماں بن گئی ہوں اور مالک انکار کر رہا تھا تو اس کو قسم نہیں۔

{1}: شریعت میں چار ماہ تک بیوی سے نہ ملنے کی قسم کھائے اس کو ایلاء کہتے ہیں۔ اگر چار ماہ تک نہ ملنے کی قسم کھائی اور نہیں ملا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی ور شوہر کو رجوع کا حق نہیں رہتا، اور اگر مل گیا تو قسم کا کفارہ دینا ہو گا۔ ۱۲ مترجم۔

مسئہ 476: "امرءة ادعت على زوجهاانه طلقهاطلاقارجعياوانقضت العدة فقال الزوج كنت راجعتهافى العدة وانكرت المرءة كان القول قول المرءة ولايمين عليهافى قول ابى حنيفةؒ وعند صاحبيه عليهااليمين ۔(1)

مسئلہ 477: "امرءة ادعت على زوجهاانه ألى منها،وانقضت اربعة اشهر من وقت الايلاء وانهابانت منه فقال الزوج فئت اليهاقبل مضى اربعة اشهر وانكرت المرءة الفئ عند ابى حنيفة لاتستحلف المرءة۔(2)

مسئلہ 478: "اذاادعت الامة على مولاها انهاولدت منه هذاالولد،اوادعت انهاولدت منه ولداومات الولد،او ادعت انهاسقطت منه سقطا استبان خلقه وانكرالمولى لايحلف فى قول ابى حنيفةؒ ۔(3)

:1 الدرالمنتقى ج 3،ص 350

:2 الدرالمنتقى ج3 ،ص 350

:3 الدرالمنتقى ج3، ص 350

مسئلہ نمبر479: پانچواں غلام ہونے کااور چھٹا رشتے کا ہے، یعنی کسی نے ایک مجہول نسب شخص پر دعوی کیا کہ تم میرے ہو یا یہ کہ میرے بیٹے ہو اور وہ انکاری تھا توان صورتوں میں منکر کیلئے قسم نہیں۔

مسئلہ نمبر480: ساتواں موالات {1} ہے یعنی ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کردیا کہ میں آپ کا آزاد کردہ غلام ہوں اور وہ انکاری تھا یا دعوی کیا کہ تو میرا آزاد کردہ غلام ہے یعنی میں نے تمہارے ساتھ موالات کا بندھن باندھا ہے یا یہ کہ تو نے میرے ساتھ موالات کی دوستی قائم کی ہے اور وہ انکاری تھا تو اس صورت میں منکر کے لیے قسم نہیں ہے۔ان سات مسائل میں امام صاحبؒ کے نزدیک قسم نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک قسم ہے اور مفتی صاحبین کے قول پر۔

مسئلہ نمبر481: آٹھواں حد ہے۔یعنی زید نے بکر پر دعوی کردیا کہ تو نے مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے اور تم پر قذف کا حد جارہ ہوگا یعنی اسی درے۔اور بکر نے انکار کیا کہ میں نے تہمت نہیں لگائی تو بکر کو قسم نہیں ہے۔یعنی اگر زید کے شاہد نہیں تھے بکر قسم نہیں اٹھائے گا اور اگر زید نے اپنی بات پر شاہد مہیا کردیئے اور بکر نے چار آدمی شاہد زید کی زناکارہ پر مہیا نہ کرسکے بکر کو اسی درے مارا جائے گا۔اس کو حد کہتے ہیں۔

مسئلہ نمبر482: نواں لعان ہے یعنی بیوی نے اپنے شوہر پر دعوی کردیا کہ تم نے مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے اس لیے تم پر لعان ہے اور شوہر انکاری تھا کہ میں نے تہمت نہیں لگائی تو شوہر کو قسم نہیں ہے یعنی اگر بیوی گواہ اپنے دعوی پر پیش نہ کرسکی تو شوہر کو قسم نہیں بات ختم ہو جائے گی۔اور اگر بیوی نے گواہ پیش کردیے تو پھر لعان کریں گے اور لعان کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر شوہر نے اپنی پر زنا کی تہمت لگائی یا اس کے بچے کے بارے میں کہا کہ یہ مجھ سے نہیں پتہ نہیں کس سے ہے، تو یہ حکم ہے کہ اگر بیوی نے قاضی کے سامنے یہ دعوی کردیا کہ میرے شوہر نے مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے تو قاضی دونوں کو قسم دے گا۔

{1}: اس ساتویں اور آٹھویں صورت میں صاحبینؒ، امام صاحبؒ کیساتھ متفق ہیں کہ ان میں منکر کیلئے قسم نہیں۔۱۲مترجم

مسئلہ 479: "ان ادعی علی مجہول النسب انہ قنہ او ابنہ وباالعکس"۔(1)

مسئلہ 480: "وولاء سواء کان ولاء العتاقۃ او ولاء الموالات بان یدعی احد من المعروف اوالمجھول عی الاخرانہ معتقہ اوءمولاہ فلایحلف عندالامام فی ھذہ الامور وعندھمایحلف وبہ یفتی۔(2)

مسئلہ 481: "وممالایستحلف فیہ الحدود ،اتفاقا فلوادعی احد علی احدانہ قذفہ بالزناء فانکرہ لم یحلف"۔(3)

مسئلہ 482: "ولافی لعان ،اذادعت المرءۃ علی زوجھا انہ قذفھایوجب اللعان فلایستحلف فی لعان "۔(4)

1: الدرلمنتقی،کتاب الدعوی، ج 3 ص 350

2: الدرالمنتقی ج 3 ص 351

3: الدرالمنتقی کتاب الدعوی ج 3 ص 351

4: الدرالمنتقی فی کتاب الدعوی ح: 3 ص 351

[1] پہلے شوہر اس طرح قسم اٹھائے گا؛ کہ خدا تعالیٰ گواہ ہے یا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کو حاضر جان کر کہ جو تہمت میں نے اپنی بیوی پر لگائی ہے میں اس میں سچا ہوں، شوہر چار بار اس طرح کہے گا۔ پھر پانچویں بار کہے گا میں نے جو تہمت اس عورت پر لگائی ہے اگر میں اس میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو، جب شوہر کہہ چکا ہے تو پھر بیوی چار بار اس طرح قسم اٹھائے گی، کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کے نام پر کہ جو تہمت اس نے مجھ پر لگائی ہے یہ اس میں جھوٹا ہے، اور پانچویں بار کہے گی کہ جو تہمت اس نے مجھ پر لگائی ہے اگر یہ اس میں سچا ہے تو مجھ پر خدا کی غضب ہو، جب بیوی اور شوہر اس طرح کے قسم اٹھاتے ہیں تو قاضی دونوں میں علیحدگی کرادیں گے۔ اور ایک بائن طلاق کے ساتھ عورت طلاق ہو جائے گی۔ یعنی ایسی طلاق جس میں شوہر رجوع نہیں کر سکے گا۔ اور وہ بچہ اب اس کا نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ماں کا بچہ ہے اور ماں کو دیا جائے گا۔ بیوی اور شوہر اس طرح قسم اٹھانے کو لعان کہتے ہیں۔

(وہ اکتیس مسائل جن میں منکر کیلئے قسم نہیں۔)

مسئلہ نمبر 483: بحر الرائق نے فتاوی قاضی خان سے نقل کیا ہے کہ اکتیس مسائل میں منکر کو قسم نہیں دیا جائے گا بعض میں تفاق ہے اور بعض میں اختلاف ہے تو وہ نو مسائل مختصر طور پر ذکر کیے گئے ہیں (جو قسم نہیں ان صورتوں میں)۔

مسئلہ نمبر 484: اور بیٹی دینے کی صورت میں چاہے چھوٹی ہو یا بڑی (یعنی ایک شخص دوسرے پر دعوی کرتا ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا ہے اور وہ انکار کرے میں چھوٹی ہو یا بڑی اس صورت میں باپ کو) امام صاحبؒ کے نزدیک قسم نہیں اور صاحبین کے نزدیک اگر بیٹی چھوٹی ہے تو اس صورت میں باپ کو قسم ہے اور اسی طرح مالک کا اپنی کنیز کا نکاح کرانے میں (یعنی کنیز کے مالک پر ایک شخص دعوی کرتا ہے کہ تم نے مجھ سے اپنی کنیز کا نکاح کیا ہے اور مالک انکار کرے تو اس صورت میں مالک کو قسم نہیں) اور صاحبین کے نزدیک اس کیلئے قسم ہے۔

---

[1] یہ تفصیل فتاوی ودودیہ کی مصنف نے لعان کی وضاحت کیلئے کی ہے۔ ۱۲ مترجم ۱۲

مسلہ 483: "وفی البحر عن الخانیۃ انہ لایحلف المنکر فی احدوثلاثین مسالۃ بعضھا متفق علیہ وبعضھامختلف فیہ فذکر سرداًاختصارا التسعۃ، (1)

مسئلہ484: " فی تزویج البنت صغیر ۃ اوکبیرۃ عندہ، وعندھما یستحلف الاب فی الصغیرۃ وکذا فی تزویج المولی امتہ خلافالھما۔(2)

1: الدالمنتقی ج: 2 ،ص 558

مسئلہ نمبر485:　　　　　　اور قرض خواہ کا وصی ہونے کا دعوی میں یعنی قرض خواہ کسی پر دعوی کرتا ہے کہ تم متوفی کے وصی ہو تو میرا اس متوفی پر جو قرضہ ہے تم اس کی میراث سے مجھے دے دو۔ اور وہ انکار کرتا ہے (کہ میں اس کا وصی نہیں ہوں تو انکار کرنے والے کیلئے قسم نہیں ہے۔ اور وصی پر قرضہ کا دعوی کرنے میں (یعنی متوفی کا ایک وصی ہے کوئی اس پر دعوی کرتا ہے کہ میرا متوفی کے ذمہ اتنا قرضہ ہے اور مدعی کے شاہد نہ ہوں اور وصی اس قرض سے انکار کرے تو وصی کے لیے قسم نہیں ہے)

مسئلہ نمبر486:　　اور وکیل پر دعوی کرنے کی صورت میں دونوں مسائل میں جیسا کہ وصی (یعنی قرض خواہ کسی پر دعوی کرتا ہو کہ آپ زید کے وکیل ہیں جو میرا مقروض ہے تو میرا قرض دے دو اور وہ کہتا ہو کہ میں زید کا وکیل نہیں ہوں، اور یا زید کا کوئی وکیل تھا جس کی وکالت ثابت، قرض خواہ اس پر دعوی کرتا ہو کہ زید میرا اتنے کا مقروض ہے اور وکیل قرض سے انکار کرے تو ان دونوں صورتوں میں منکر کیلئے قسم نہیں ہے جیسا کہ وصی کے دونوں گزشتہ مسائل میں قسم نہیں ہے۔

مسئلہ 487:　　　　اور اس صورت میں کہ کسی شخص کے قبضے میں کوئی چیز ہو دو آدمی اس پر دعوی کرتے ہیں ہر ایک کہتا ہے کہ یہ میں نے آپ سے خریدی ہے اور قابض ایک کے بارے میں اقرار اور دوسرے کے بارے میں انکار کر دے، تو جس کے بارے میں انکار کیا گیا ہے وہ مدعا علیہ کو قسم نہیں دے سکتا۔

مسئلہ 488:　　　　اور اس طرح حکم ہے کہ قابض نے اگر دونوں کے بارے میں انکار کر دیا (کہ نہ میں نے اس کو فروخت کی اور نہ اس کو) پھر قاضی اس کو ایک کے بارے میں قسم دیتا ہو (کہ تم قسم اٹھاؤ کہ میں نے اس مدعی کو یہ چیز نہیں بیچی) اور اس نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا، اس انکار کی وجہ سے قاضی نے اس پر یہ حکم لگایا کہ (یہ چیز اس مدعی کی ہو گی) تو اب اگر دوسرا مدعا علیہ قسم دینا چاہے تو نہیں دے سکتا۔

مسئلہ 485:　　"رجل مات فقال رجل لرجل، انہ مات وقداوصی الیک ولی علیہ دین فانکرالمدعی علیہ الایصاء "اواقربالایصاء وانکرالدین لایمین علیہ عندھم۔(1)

مسئلہ 486:　　"وفی الدعوی علی الوکیل فی المسالتین کالوصی وکذا لوادعی رجل علی رجل ان فلاناوکلک بطلب حقوقہ وکالۃ عامۃ ولی علی موکلک کذا فھو والوصی سوآء۔"(2)

مسئلہ 487:　　"وفیمااذاکان فی ید رجل شئی فادعاہ رجلان کل اشراء منہ فاقربہ لاحدھماوانکرہ الاخر لایحلفہ"(3)

مسئلہ 488:　　"وکذا لوانکرھمافحلف لاحدھما فنکل وقضی علیہ لم یحلف۔(4)

1:　فتاوی قاضی خان جلد نمبر 2 ص 392

2:　ایضا ج: 2 ص: 392

3:　ایضا ج: 2 ص : 392

4:　ایضا ج: 2،ص: 392

مسئلہ نمبر 489:   اوراس صورت میں جب دوآدمی دعوی کریں، کہ ہر ایک کہے کہ اس قبضے والے نے یہ چیز مجھے بخش دی ہے اور مجھے دی ہے اور قابض ایک کے بارے میں اقرار کرے (کہ میں نے اس کو بخشی اور دی ہے) تو اس دوسرے مدعی کیلئے قسم نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر 490:   اوراس طرح حکم ہے اگر ایک لیے قسم دی جاتی ہو کہ آپ قسم اٹھائیں کہ تم نے اس کو نہیں بخشی۔ اوراس نے قسم اٹھانے سے انکار کیا، تو چیز اسی مدعی کی ہوئی اب دوسرے مدعی کیلئے اس کو قسم نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر 491:   اوراس صورت میں جب دوآدمی دعوی کریں ہر ایک کہتا ہو کہ مالک (قابض نے یہ چیز میرے پاس گروی رکھی ہے۔ اور میں نے اس سے قبض کی ہے اور مالک ان میں سے ایک کیلئے اقرار کرے تو اس دوسرے کیلئے اب قسم نہیں دی جائے گی۔ اوراس طرح اگر مالک (قابض) دونوں کے دعوے کا انکار کردے اور پھر قاضی اس کو ایک کے بارے میں قسم دیتا ہو اور وہ انکار کرے (تو وہ چیز اس مدعی کی ہو گی رہن کے طور پر) اوراس دوسرے کے بارے میں اس کو قسم نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر 492:   اوراس صورت میں کہ دوآدمی دعوی کرتے ہوں قابض (مالک) پر ایک کہتا ہے کہ یہ چیز اس نے میرے پاس گروی رکھی ہے اور مجھے دی ہے اور دوسرا کہتا ہو کہ میں یہ چیز اس سے خریدی ہے اور مالک (قابض) اقرار کرے گروی رکھنے کے بارے اور بیچنے سے انکار کرے (اور کہے کہ میں نے نہیں بیچی) تو اب اس کو قسم نہیں دی جائے گی اس مدعی کے بارے میں جس نے خریدنے کا دعوی کیا تھا۔

مسئلہ 489: "وفیما اذا ادعیا الھبۃ مع التسلیم من ذی الید فاقر لاحدھما فنکل لایحلف للاخر۔(1)

مسئلہ 490: وفیما اذا ادعی کل منھما انہ رھنہ وقبضہ فاقربہ لاحدھما وحلف لاحدھما فنکل لایحلف للاخر۔(2)

مسئلہ 491: "وفیما اذا ادعی کل منھما انہ رھنہ وقبضہ فاقر بہ لاحدھما وحلف لاحدھما فنکل لایحلف للاخر"۔(3)

مسئلہ 492: "وفیما اذا ادعی احدھما الرھن والتسلیم، والاخر الشراء فاقر بالرھن وانکر البیع لایحلف للمشتری"۔(4)

1: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 558
2: (الدرالمنتقی جلد نمبر 2 ص 558
3: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 558
4: ایضا ج:2 ، ص : 558

مسئلہ نمبر 493:　اور اگر ان دو مدعیوں میں سے ایک اجاری کا دعوی کرے کہ یہ چیز مجھے مالک نے اجارے پر دی ہے اور دوسرا اخرینے کا دعوی کرتا ہو کہ مالک نے یہ چیز مجھے فروخت کی ہے اور مالک نے اجارے پر دینے کا اقرار کیا (کہ میں نے یہ چیز اس کو اجارے پر دی ہے) اور بیچنے سے انکار کر رہا تھا (تو اجارہ ثابت ہوا) اب اس مسئلے میں خریداری کے مدعی کو کہا جائے گا کہ آپ انتظار کریں اس مدت کے ختم ہونے تک جو اجارے کی مدت ہے اور یا خرید کو ختم کردے اور اگلے مسئلے میں اس سے کہا جائے گا کہ آپ رہن کی مدت ختم ہونے تک صبر کریں اور اگر نہیں کرتا تو خرید ختم کردیں۔

مسئلہ نمبر 494:　اور اس صورت میں کہ ایک دعوی کرے کہ مالک نے یہ چیز مجھے بخش دی ہے اور میں نے اس سے قبض کی ہے اور دوسرا دعوی کرے کہ مالک نے یہ چیز مجھے فروخت کی ہے اور مالک (قابض) دونوں میں سے ایک کے بارے میں اقرار کرے (جس کیلئے اقرار کیا گیا چیز اسی کی ہو جائے گی، اور اس دوسرے کیلئے مالک (قابض) کو قسم نہیں دی جائے گی۔ اس لیے کہ قسم دینے کا فائدہ یہ کہ اگر اس نے قسم اٹھائی تو مدعی کے دعوے سے چھوٹ جائے گا اور اگر انکار کر رہا قسم سے تو مدعی کے حق میں حکم دیا جائے گا۔ تو یہاں جب اقرار کی وجہ سے دعوے کی وہ چیز ایک مدعی کی ہوئی۔ اب اگر اس دوسرے کیلئے قسم دی جائے گی اور وہ انکار کرے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چیز اس دوسرے مدعی کی ہوئی۔

مسئلہ نمبر 495:　یہی وجہ ہے قسم نہ دینے کی اور یہی وجہ ان اکثر مسائل میں جاری ہے اور اس صورت میں کہ دو آدمی ایک شخص پر اجارے کا دعوی کرتے ہو، ہر ایک کہتا ہو مثلا یہ کہ یہ گھر اس نے مجھے اجارے پر دیا ہے اور مالک (قابض) ان میں سے ایک مدعی کے بارے میں اقرار کردے یا قسم اٹھانے سے انکار کردے کسی ایک مدعی کے ابارے میں تو اب اس دوسرے مدعی کے بارے میں قسم نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ 493:　"ولوادعی احد هذین الرجلین الاجارة،ولاخرالشراء فاقربهاوانکر ہ لایحلف لمدعیہ، ویقال لمدعیہ ان شئت فانتظر انقضاء المدة اوفک الرهن وان شئت فافسخ۔(1)

مسئلہ 494:　"وفیمااذادعی احدهماالصدقة،والقبض، والاخر الشراء فاقرلاحدهمالایحلف"۔(2)

مسئلہ 495:　"وفیمااذاادعی کل منهماالاجارة فاقرلاحدهمااونکل لایحلف"۔(3)

1:　الدرالمنتقی ج 2، ص 558

2:　الدرالمنتقی ج2، ص 558

3:　الدرالمنتقی ج2 ، ص 558

مسئلہ نمبر 496: برخلاف اس صورت کے کہ (مثلا زید اور بکر) دونوں دعوی کرتے ہیں قبضے کے مالک پر غصب کا (زید کہتا ہے کہ یہ چیز اس نے مجھ سے زبردستی لی ہے اور بکر کہتا ہے کہ مجھ سے زبردستی لی ہے اور قبضے کا مالک اقرار کرے ایک کیلئے (مثلا زید کیلئے) یا دونوں کے دعوے سے انکار کرے تو جس وقت قاضی ایک کی بابت قسم دے اور وہ انکار کرے قسم سے (مثلا زید کی بابت قسم قٹھانے انکار کیا) تو ان دونوں صورتوں میں قبضے کے مالک کو اس دوسرے کی بابت بھی قسم دی جائے گی۔ تو پھر جب بکر کی بابت قسم اٹھائی تو اس کے دعوے سے چھوٹ گیا اور اگر قسم اٹھانے سے انکار کیا تو اس پر ضمان لازم ہوگا یعنی وہ چیز تو زید کی ہو گئی ہے قبضے کا مالک بکر کو اس کی مثل یا قیمت دے گا۔

مسئلہ نمبر 497: اور اس طرح حکم ہے امانت کے دعوے کی صورت میں (مثلا زید کہتا ہو کہ یہ چیز میں نے قبضے کے مالک کے پاس بطور امانت رکھی ہے اور بکر کہتا ہو کہ میں نے بطور امانت رکھی ہے) اور اس طرح حکم ہے عاریت کے دعوے کی صورت میں (مثلا زید کہتا ہو کہ یہ چیز قبضے کے مالک نے مجھ سے عاریتا لی ہے اور بکر بھی اس طرح کا دعوی کرتا ہو تو امانت کے دعوے اور عاریت کے دعوے کی صورت میں وہ حکم ہے جو غصب کے بارے میں ابھی ابھی بیان ہوا۔ یعنی ان تینوں صورتوں میں قبضے کے مالک کو قسم دی جائے گی دوسرا ے مدعی کے بارے میں لیکن قسم اس طور پر دی جائے گی کہ قبضے کا مالک کہے گا کہ نہ میرے ذمے یہ چیز ہے اور نہ اس کی قیمت جو کہ اتنے روپے ہیں۔

مسئلہ نمبر 498: اور اس صورت میں جب بیچنے والا دعوی کرتا ہو وکیل کرنے پر کہ یہ عیب پر راضی تھا (مثلا زید نے بکر کو وکیل کیا تھا کہ فلاں چیز میرے لیے خریدیں۔ بکر نے چیز خریدی لیکن بکر نے پھر یہ چیز کسی عیب کی وجہ سے بیچنے والے کو واپس کرنی چاہی، تو بیچنے والا وکیل یعنی بکر پر دعوی کرے کہ زید اس عیب پر راضی تھا اگر بیچنے والے کے اس پر شاہد نہ ہو) تو وکیل کو یعنی بکر کو قسم نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ 496: "بخلاف ما اذا ادعی کل منہا علی ذی الید الغصب منہ فاقر لاحدھما او حلف لاحدھما فنکل یحلف للثانی"۔(1)

مسئلہ 497: "کما لو ادعی کل منہا الایداع ،فاقر لاحدھما یحلف للثانی،وکذا الاعارۃ،ویحلف مالت علیک کذ ا، ولا قیمۃ وھی کذ ا وکذا"۔(2)

مسئلہ 498: "وفیما اذا ادعی البائع رضی الموکل بالعیب لم یحلف وکیلہ"۔(3)

1: الدرالمنتقی ج2 ص558

2: الدرالمنتقی ج2 ص558

3: الدرالمنتقی ج2 ص558

مسئلہ نمبر 499:   اوراس صورت میں جب انکار کرے وکیل کرنے سے نکاح کی بابت (مثلاً زید کیلئے بکر نے ایک عورت کو بطور نکاح لیا تو اب زید بکر سے کہتا ہے کہ میں نے تو آپ وکیل نہیں مقرر کیا تھا اس نکاح میں اور بکر وکالت کا دعوی کرتا ہو تو اگر بکر کے شاہد نہ ہو، زید کو قسم نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر 500:   اوراس صورت میں جب کاریگر اور فرمائش کرنے والے فرمائش کی اس چیز میں (مثلاً زید نے ایک موچی سے فرمائش کی تھی بات اس کے ساتھ طے کر دی تھی تو موچی نے جوتے بنائے اب زید کہتا ہے کہ میں نے بوٹ کہے تھے اور موچھی کہتا ہے تم طلائی کہے تھے) تو دونوں صورتوں میں کسی کیلئے قسم نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 501:   اوراس صورت میں جب کاریگر دعوی کرتا ہو کسی شخص پر کہ آپ نے مجھ فلاں چیز کی فرمائش کی تھی (تو اب آپ خریدیں گے) اور وہ کہتا ہے کہ میں سرے سے فرمائش کے بارے میں جانتا نہیں تو اس کیلئے قسم نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 502:   اکتیسواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے مقروض پر دعوی کر دیا کہ میں قرض کے مالک کی طرف سے وکیل ہوں جو کہ غائب ہے اس نے مجھے وکیل کیا ہے قرض وصول کرنے کیلئے اور مقدمہ کرنے کیلئے اور مقروض انکار کرے (کہ تمہیں وکیل نہیں بنایا اس نے تو پھر اگر اس شخص کے اپنے دعوے پر شاہد نہ ہو) تو مقروض کو قسم نہیں دی جائے گی یہ قول امام صاحبؒ کا ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ اس صورت میں مقروض کے قسم ہے اس طرح ذکر کیا ہے بعض علماء اور شمس الائمہ حلوانی صاحبؒ نے کہا ہے کہ مقروض کو قسم دی جائے گی تمام آئمہ کے نزدیک۔ قاضی خان کے مسائل کا بیان یہاں ختم ہوا۔

مسئلہ 499:   "وفيما اذا انكر توكيله له بالنكاح"۔(1)

مسئلہ 500:   "وفيما اذا اختلف الصانع ،والمصنوع فی المأمور به لايمين علی واحدمنهما"۔(2)

مسئلہ 501"   وكذالوادعی الصانع علی رجل انه اسصنعه فی كذا فانكر لايحلف"۔(3)

مسئلہ 502:   "الحادية والثلاثون لوادعی انه وكيل عن الغائب بقبض دينه ،وبالخصومة فانكر لايستحلف المديون علی قول ابی حنيفة خلاف لهما وهكذاذكر بعضهم ،وقال الحلوانی يستحلف فی قولهم جميعاانتهی"۔(4)

1:    الدرالمنتقی ج2 ص 558

2:    الدرالمنتقی ج 2ص 558

3:    الدرالمنتقی ج 2 ص 558

4:    الدرالمنتقی ج 2 ص 558

مسئلہ نمبر 503: (اب صاحب بحر الرائق کہتا ہے کہ) گزشتہ بیان سے ثابت ہوا کہ جو بیان خلاصۃ الفتاوی کتاب میں ہے اس میں کوتاہی ہے اس لیے کہ صاحب خلاصہ نے کہا ہے کہ جو چیز اس طرح کہ وہ آدمی کے اقرار سے اس پر لازم ہوتی ہے اس کا یہ حکم ہے کہ اس کے انکار کرنے سے اس پر قسم ہوتی ہے۔

(تین مسائل ہیں جن میں بھی منکر کیلئے قسم نہیں)

مسئلہ نمبر 504: مگر تین مسائل میں یہ حکم نہیں۔ایک مسئلہ اس میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی کو وکیل بنایا تھا کہ تم میرے لیے فلاں چیز خرید لو،تو وکیل نے وہ چیز خرید لی، پھر وکیل نے کسی عیب کی وجہ سے اس چیز کو واپس کرنے کا ارادہ کیا اور بیچنے والا اس کو قسم دینا چاہے اور کہے کہ تم خدا کے نام کی قسم اٹھاؤ کہ مجھے معلوم کہ جس نے مجھے وکیل کیا ہے وہ اس عیب پر راضی ہوا تھا تو وکیل کیلئے قسم نہیں اور اگر وکیل نے اقرار کیا (کہ ہاں وہ اس پر راضی ہوا تھا) تو پھر یہ اس پر لازم ہوگا اور وہ چیز واپس نہیں کر سکتا، بیچنے والے کو۔(تو اس مسئلہ میں وکیل کے اقرار سے بات لازم ہوتی ہے اور اگر انکار کیا تو اس کیلئے قسم ہے۔

مسئلہ 505: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حکم کرنے والے پر دعوی کر دیا راضی ہونے کا تو اس کو قسم نہیں دی جائے گی۔اور اگر اس نے اقرار کر دیا تو اس پر لازم ہوگا۔مثلا زید نے بکر کو وکیل کیا تھا کہ آپ میرے لیے فلاں چیز خریدیں تو اس نے خریدی، پھر زید نے اس چیز میں کوئی عیب دیکھا، بیچنے والے کو واپس کرنے کا ارادہ کیا اور بیچنے والے نے دعوی کر دیا کہ حکم کرنے والے پر یعنی زید پر، اس بات کا کہ تم اس عیب پر راضی ہوئے تھے اور زید انکار کرتا تھا تو حکم کرنے والے یعنی زید کیلئے قسم نہیں اور اگر زید نے اقرار کیا کہ ہاں میں راضی ہوا تھا تو اس اقرار پر بات لازم ہوتی ہے (یعنی پھر چیز کو واپس نہیں کر سکتا)

مسئلہ503: "وبہ علم ان مافی الخلاصۃ تساھل و قصورحیث کان کل موضع لواقر لزمہ فاذاانکرہ یستحلف"

مسئلہ 504: الافی ثلاث مسائل منھاالوکیل بالشراء اذ اوجد المشتری عیبا فارادان یردہ بالعیب وارادالبائع ان یحلفہ باللہ مایعلم ان الموکل رضی بالعیب لایحلف فاذااقر الوکیل لزمہ ذالک ویبطل حق الرد"۔(1)

مسئلہ 505: "الثانیۃ لو ادعی علی الأمررضاہ لایحلف، وان اقر لزمہ"۔(2)

1: الدرالمنتقی جلد نمبر2 ص 558

2: الدرالمنتقی جلد نمبر2 ص 558

3: ایضا ج2،ص558

مسئلہ نمبر 506:　　تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص دوسرے کا وکیل ہو قرض کی وصولی میں، اگر مقروض نے اس پر دعوی کر دیا کہ جس شخص نے دوسرے کا وکیل بنایا ہے، اس نے مجھے قرضے اے آزاد کیا ہے (مجھے قرضہ معاف کیا ہے) اور مقروض یہ چاہتا تھا کہ وکیل کو قسم دے علم پر (یعنی وکیل سے کہہ رہا تھا کہ تم خدا کی قسم اٹھاؤ اور کہو کہ مجھے نہیں معلوم کہ اس نے تجھے قرض معاف کیا ہے) تو وکیل پر قسم نہیں اور اگر وکیل نے اقرار کر دیا کہ ہاں اس نے قرض تجھے معاف کیا تھا تو وکیل پر یہ اقرار لازم ہوتا ہے، (یعنی وکیل اس کے ساتھ اس قرض کی بابت جھگڑا نہیں کر سکے گا اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس نے وہ وکیل، وکیل بنایا ہے اس پر یہ اقرار لازم ہوتا ہے۔ اب آگے صاحب بحر رائق کا کہنا ہے کہ) میں نے ان گزشتہ اکتیس مسائل پر سات مسائل کا اضافہ کیا ہے۔

"سات مسائل ہیں جن میں منکر کیلئے قسم نہیں ہے"

مسئلہ نمبر 507:　　بیچنے والا اگر موجودہ عیب کا انکار کرے تو اس کو قسم نہیں دی جائے گی، امام صاحب کے نزدیک اور اگر اقرار کر دیا تو یہ اقرار اس پر لازم ہو جائے گا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے (بحر کے) مسائل خیار عیب میں (مثلاً زید نے بکر کو ایک غلام بیچا تھا، اب زید بکر پر دعوی کرتا ہو اس غلام کے بھاگ جانے کا کہ یہ مجھ سے بھاگیا ہے تو اسمیں بھاگنے کا عیب موجود ہے میں اس کو تجھے واپس کرنا چاہتا ہوں اور بکر انکار کرے تو بکر کو قسم نہیں ہے یعنی بکر اس بات کی قسم نہیں اٹھائے گا کہ وہ غلام زید سے نہیں بھاگا) ہاں اگر زید نے اپنی بات کے شاہد مہیا کر دیے تو پھر بکر اس طرح قسم اٹھائے گا کہ یہ غلام مجھ سے کبھی نہیں بھاگا اور اگر بکر نے اقرار کیا کہ یہ غلام زید سے بھاگ گیا تھا تو اس اقرار کا حکم اس پر لازم ہوا یعنی بکر خصم ہوا تو بکر کو اب قسم دی جائے گی کہ تم قسم اٹھاؤ اور کہو کہ یہ غلام مجھ سے نہیں بھاگا اس لیے کہ بھاگنے کا عیب اگر زید کے ساتھ ثابت ہوا تو بھی غلام کے واپس کرنے کا سبب نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ ثابت ہو جائے کہ بیچنے والے کے پاس بھی اس میں بھاگنے کا عیب موجود تھا۔

مسئلہ 506:　　"الثالثۃ:۔الوکیل بقبض الدین اذاادعی المدیون ان الموکل ابراء عن الدین ،وطلب یمین الوکیل علی العلم لایحلف وان اقر لزمہ انتھی۔وزدت علی الواحد الثلاثین السابقۃ سبعۃ اخری"۔(1)

مسلہ 507:　　"البائع اذاانکرقیام العیب للحال لایحلف عندالامامؒ، ولواقر لزمہ کمامر فی خیارالعیب ،والشاھد اذاانکر رجوعہ لایستحلف للقطع والواقر بہ ضمن ماتلف بھا"۔(2)

1:　　الدررالمنتقی ج2 ص 558

2:　　الدرالمنتقی ج2 ص 558

مسئلہ نمبر 508: چورا گرچوری کاانکار کرتاہواور دوسرااس پرچوری کادعوی کرتاتھا(تواگرمدعی کے شاہد ہوں توچوری کاثبوت ہوگیاہاتھ اس سے کاٹے جائیں گے تب جب وہ چوری ہاتھ کاٹنے کی موجب تھی اوراگرمدعی کے شاہد نہیں تھے)توچورکوقسم نہیں دی جائے گہ ہاتھ کاٹنے کیلئے(ہاں! مال ثابت کرنے کیلئے اس کوقسم دی جائے گی یعنی اگراس صورت میں اس نے قسم نہیں اٹھائی توچوری کامال اس پرثابت ہو جائے گا لیکن ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا)اوراگرچورنے اقرار کردیا کہ ہاں میں نے یہ چوری کی ہے توپھراس کاہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ نمبر509 : اوراس طرح ذکرکیاہے اسبیجابی صاحبؒ نے کہ باپ کوقسم نہیں دی جائے گی چھوٹے لڑکے کے مال میں اورنہ وصی کویتیم کے مال میں،اورنہ متولی اورمتصرف کومسجداوراوقاف کیلئے،لیکن اگران دعوی عقدکاہوتاتھاتوپھران کوقسم دی جائے گی(یعنی چھوٹے لڑکے نے کوئی جرم کیااوراس پردعوی کیاگیااورلڑکے کے باپ یاوصی نے اس دعوے کاانکارکیایاکسی نے مسجدکی دیوارپردعوی کیایاوقف کے کسی مکان یااس طرح کادعوی کردیاکہ میں نے پہلے متولی کے اذن سے وقف کے اس گھرمیں اتناخرچہ کیا،اورمتولی انکارکررہاتھاتوان سب میں جب دعوی کرنے کے شاہدنہ ہوں منکرکیلئے قسم نہیں۔

مگرہاں!اگرلڑکے کے باپ یاوصی پرکسی نے دعوی کردیاکہ آپ نے مجھے لڑکے کی فلاں زمین شلااجارے پردی ہے اوروہ انکارکرے یاکوئی وقف کے متولی پردوی کرے کہ تم نے مجھے وقف کامثلا فلاں گھراجارے پردیاہے اوروہ انکارکررہاتھاتومنکرکوقسم دیاجائے گا۔ختم ہوا۔(یعنی بحرکامضمون۔)

مسئلہ 508: "والسارق اذانکر لایستحلف للقطع ولواقر بہ قطع"۔(1)

مسئلہ 509: "وذکر الاسبیجانی،ولایستحلف الاب فی مال الصبی،ولا الوصی فی مال الیتیم،ولاالمتولی للمسجد،ولاناظر الاوقاف الا اذ اادعی علیھم العقد فیستحلفون حینئذ انتھی"۔(2)

1: الدرالمنتقی ج2 ص 558

2: الدرالمنتقی ج2 ص 558

میں کہتاہوں (یہ شیخ شرف الدین کاکلام ہے اس نے اپنے حاشیے پر ذکر کیا ہے جواشباہ والنظائر کتاب میں انہوں نے لکھا ہے اور س کانام تنویر البصائر ہے) جو اٹھتیس مسائل مذکور ہیں وہ (یعنی بحر کا مولف) اس پر میں نے چند ایک اور مسائل بڑھادیے ہیں۔

(اکیس مسائل ہیں جس میں بھی منکر کیلئے قسم نہیں)

مسئلہ نمبر 510: ایک مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر کسی چیز کا دعوی کردیا کہ یہ چیز میری ہے اور مدعاعلیہ کو قسم دینے کا کہااور مدعاعلیہ نے کہا کہ یہ میرے چھوٹے بیٹے کی ہے تو مدعاعلیہ کو قسم نہیں دی جائے گی۔اور فتاوی فضلی میں مذکور ہے کہ قسم کرے گا، تمام آئمہ کے نزدیک (لیکن سائجانی نے کہا ہے کہ یہ قول ظاہر کے خلاف ہے) توجب قاضی اس کو قسم دے گا اگر اس نے قسن اٹھانے سے انکار کیااور دعوی زمین کا تھاتو قاضی حکم کرے گا کہ زمین مدعی کی ہوگئی اور پھر انتظار کیاجائے گا لڑکے کے بڑے ہونے تک توجب بلوغت کو پہنچے گااور مدعی کی بات کی تصدیق کی تو بات پرانے حال پر رہ جائے گی اور اگر لڑکے نے بڑاہونے کے بعد اس مدعی کی تکذیب کی (یعنی کہہ دیا کہ یہ جھوٹاہے امین میری ہے) تولڑکے کا باپ زمین کی قیمت مدعی کو ادا کرے گااور مدعی سے زمین لی جائے گی اور لڑکے کو دی جائے گی۔تو یہ مسئلہ اس طرح ہوا جیسا (ایک شخص نے دوسرے پر کسی چیز کا دعوی کردیا" کہ یہ میری ہے" اور مدعاعلیہ اقرار کرے ایک دوسرے غائب شخص کے لیے (کہ یہ توفلاں غائب شخص کی ہے اور وہ غائب اس طرح ہو کہ نہ انکار ظاہر ہو اور نہ تصدیق (یعنی یہ معلون نہ ہوسکے کہ وہ اس مدعاعلیہ کو اقرار میں سچا جانتا ہے یا جھوٹا) تو مدعاعلیہ سے قسم ساقط نہیں ہوتی۔(قاضی مدعاعلیہ کو مدعی کیلئے قسم دے گا اگر قسم کرنے سے انکار کرے گا تو اس چیز پر حکم کیاجائے گااور مدعاعلیہ اس چیز کی قیمت دے گا مدعی کو۔

"قلت وزدت علی ماذکرہ من الثانیۃ والثلاثین مسائل "

مسئلہ 510: الاولیٰ : لوادعی علی رجل شیئاواراداستحلافہ فقال المدعی علیہ :ھولابنی الصغیر،فلا یحلف ،وفی فتاوی الفضلیؒ علیہ الیمین فی قولھم جمیعا۔

والمدعی ارض یقضی باالارض للمدعی ثم ینتظر بلوغ الصبی،ان صدقہ المدعی کان کماقال وان کذبہ ضمن الوالدقیمۃ الارض، وتؤخذ الارض من المدعی ،وتدفع الصبی وھذابمنزلۃ مالواقرلغائب لم یظھرجحورہ،ولاتصدیقہ لاتسقط عنہ الیمین فکذالک ھنا"۔

:1 الدرالمنتقی ج2 ص 559

مسئلہ نمبر 511: اب شیخ شرف الدین صاحب کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ (باپ نے اگر دعوی کر دیا کہ یہ چیز میرے بیٹے کی ہے تو اس میں دو اقوال بیان ہوئے ایک قسم نہ دینے کا اور دوسرا قسم دینے کا) پہلے قول کی بنیاد پر یہ مسئلہ راجع ہوا، کتاب اشباہ کے اس قول کو کہ باپ کو قسم نہیں دی جائے گی بیٹے کے مال میں (یہ بات پہلے گزر چکی ہے) اور راجع اس لیے ہوا کہ جس وقت باپ نے اقرار کر دیا کہ یہ زمین میرے بیٹے کی ہے تو معلوم ہوا (کہ یہ اس کے بیٹے کا مال ہے لیکن اس میں شبہ پڑتا ہے (شبہ یہ ہے کہ جو اشباہ کتاب والے نے کہا تھا وہ ایسے مال کے بارے میں تھا جو یقینی طور پر معلوم ہو کہ یہ اس کے بیٹے کا ہے۔ اور ہمارے اس مسئلے میں یقینی طور پر معلوم نہیں، ہو سکتا ہے کہ باپ نے مدعی کے دعوے سے چھوٹنے کیلئے یہ دعوی حیلے کے طور پر کیا ہو۔

مسئلہ نمبر 512: دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک گھر خریدا اور شفع کرنے والا آیا اور دعوی کر دیا تو خریدنے والے نے کہا کہ میں نے نہیں خریدا (اور اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے) تو نوازل کتاب میں کہا ہے کہ ایک شخص نے اگر گھر خریدا اور پھر شفع کرنے والا حاضر ہوا اور خریدنے والے نے مول لینے سے انکار کیا اور اقرار کیا کہ یہ میرے چھوٹے بیٹے کا ہے اور (شفع کرنے والا) کے شاہد نہیں تھے۔ (اس بات پر کے کہ یہ آپ نے خریدا ہے) تو خریدنے والے پر قسم نہیں ہے اس لیے کہ اس پر وہ اقرار لازم ہوا ہے جو اس نے بیٹے کیلئے کیا تھا تو اس کے بعد اب دوسرے کیلئے اقرار جائز نہیں۔ (تو اگر اس کیلئے قسم ہو اور وہ قسم سے انکار کرے تو قسم کرنے سے انکار کرنا جو ہے یہ مدعی کے حق میں اقرار ہے تو لازم ہوگا مدعی کے اقرار کے بعد اقرار کرنے کے بیٹے کیلئے، اور یہ جائز نہیں تو اس لیے ہم نے کہہ دیا کہ اس کے قسم نہیں اور اگر اس مسئلے میں شفع کرنے والے نے شاہد مہیا کر دیئے کہ تم نے خریدا ہے تو پھر اس لڑکے کا والد خصم بن جائے گا یعنی اس کے ساتھ مقدمہ کیا جائے گا اس لیے کہ وہ بیٹے کی جگہ کھڑا ہے۔

مسئلہ 511: "قلت:۔ وعلی الاول رجوع ھذہ الی قول المتین، ولایستحلف الاب فی مال الصبی لانہ لمااقربھاللصبی ظھر انھامن مالہ وفیہ تامل واللہ سبحانہ وتعالی اعلم"۔(1)

مسئلہ 512: "الثانیۃ: لواشتری دارا، فحضرالشفیع فانکر المشتری الشراء، قال فی النوازل: لوان رجلااشتری دار، فحضرا لشفیع فانکرالمشتری الشراء واقر ان الدار لابنہ الصغیر واقام البینۃ فلایمین علی المشتری۔لانہ قدلزمہ الاقرار لابنہ فلایجوزالاقرارلغیرہ بعد ذالک"۔(2)

1: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 559

2: الدرالمنتقی جلدنمبر 2 ص 559

مسئلہ 513: تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی کے قبضے میں اگر ایک غلام یا لونڈی تھی یا کوئی کپڑا تھا اور دو آدمی اس پر دعوی کرتے تھے (ہر ایک مدعی کہہ رہا ہو کہ یہ میرا ہے) یا یہ میں نے مالک کے قبضے سے خریدی ہے) اور مالک کو قاضی کے سامنے لایا گیا، پھر اس نے ان مدعیوں میں ایک کیلئے اقرار کیا یا ایک مدعی کے بارے میں قسم کرنے سے انکار کر دیا اور قاضی نے حکم دے دیا اس مدعی کیلئے تو وہ دوسرا مدعی اپنے بارے میں اس کو قسم نہیں دے سکتا اور اگر غصب کا دعوی کیا تھا (یہ مسئلہ بحر کے مسائل میں پہلے گزر چکا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ یہاں دعوی ملک مطلق یعنی یہ دعوی کہ یہ میرا ہے زیادہ کہتا ہو دیکھو) اس طرح مذکور ہے نوازل کتاب میں۔

مسئلہ 514: چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ باپ نے اگر اپنے چھوٹے بیٹے کیلئے گھر خرید لیا (پھر دوسرے نے اس پر شفع کا دعوی کر دیا) اور شفع کرنے والا روپوں کے انداز میں مختلف ہوا (یہ کہہ رہا ہو کہ میں نے اتنے کا خریدا ہے اور وہ کہہ رہا ہو کہ اتنے کا) تو بات باپ کی معتبر ہو گی۔ اور اس کیلئے قسم نہیں جیسا کہ ہمارے مذہب کی بہت ساری کتابوں میں اس طرح مذکور ہے۔

مسئلہ 513: "الثالثۃ: لوکان فی ید رجل غلام اوجاریۃ اوثوب ادعاہ رجلان فقدّماہ الی القاضی فحلفہ احدھمافنکل عن الیمین فقضی لہ القاضی ، ثم ارادالاخرتحلیفہ فان ادعی ملکامرسلااوشراء من جھۃ لم یکن لہ ان یحلف فان الدعی علیہ الغصب فلہ تحلیفہ لانہ لواقر باالغصب یجب علیہ الضمان کذ فی النوازل"۔(1)

مسئلہ 514: الرابعۃ: لواشتری الاب لابنہ الصغیر داراثم اختلف مع الشفیع فی مقدارالثمن فالقول للاب کذ اذکر فی کثیر من کتب المذاہب"۔(2)

:1 الدر المنتقی،کتاب الشہادات، ج2، ص 559

:2 درجہ بالا حوالہ

مسئلہ نمبر515:   پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ چور نے اگر دعوی کر دیا کہ میں نے چوری کے اس چیز کو ہلاک کیا یا ضائع کیا ہے اور جس سے چوری کی تھی اس نے کہا کہ نہیں وہ تمہارے پاس موجود ہے تو چور کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کو قسم نہیں اور ابو اللیث صاحب نے نوازل کتاب میں کہا ہے کہ ابو القاسم صاحبؒ سے سوال کیا گیا کہ اگر چور نے چوری کا مال ہاتھ کاٹنے کے بعد ضائع کر دیا تو اس پر ضمان ہے یا نہیں تو اس نے کہا کہ نہیں حکم ایک ہے ہے اگر ہاتھ کاٹنے سے پہلے ضائع کیا ہو (پھر اس کا ہاتھ کاٹا گیا ہو) اور یا بعد میں ضائع کیا گیا ہو (دونوں صورتوں میں اس پر ضمان نہیں اور اگر ہاتھ کاٹنے سے پہلے ضائع کیا گیا ہو اور پھر ہاتھ کو کاٹا نہ گیا تو اس پر ضمان ہے) پھر ابو القاسم کو کہا گیا کہ چور نے اگر کہہ دیا کہ میں نے وہ مال ضائع کیا ہے اور مال کے مالک نے کہا کہ نہیں وہ تمہارے پاس موجود ہے تم نے ضائع نہیں کی تو کیا چور کو قسم دی جائے گی تو اس نے کہا کہ ضروری بات یہ ہے کہ چور کی بات معتبر ہو اور اس پر قسم نہیں۔

مسئلہ نمبر516:   چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے دوسرے کہ ہبہ کیا تھا (یعنی کوئی چیز اس کو بخش دی تھی) پھر اس نے رجوع کرنے کا ارادہ کر لیا اور جس کو چیز بخشی تھی اس نے دعوی کر دیا کہ وہ چیز ضائع ہو گئی ہے تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور اس پر قسم نہیں جیسا کہ قاضی خان کی کتاب اور دوسروں میں یہ مسئلہ اکتیس مسائل میں گزر چکا ہے۔

مسئلہ نمبر517:   ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے دعوی کر دیا دوسرے شخص پر کہ تم فلاں کے وکیل ہو اور اس نے وکالت سے انکار کر دیا تو اس پر قسم نہیں۔ یہ دونوں مسائل ذکر ہیں بزاریہ کتاب میں۔

مسئلہ 515:   "الخامسۃ: الخامسۃ ،لوادعی السارق انہ استھلک المسروق ،ورب المسروق انہ قائم عندہ فالقول للسارق ولایمین علیہ ،قال ابواللیث فی النوازل:وسئل ابوالقاسمؒ عن السارق اذ استھلک المسروق بعد ماقطعت یدہ ھل یضمن،قال: لاویستوی حکمہ فیمااذاستھلک قبل القطع قیل؛ لہ فان قال السارق ،قداستھلکتہ ،وقال صاحب المال لم تستھلکاوھوعندکل قائم ھل یحّلف،قال یجب ان یکون القول قول السارق فلایمین علیہ انتھی"۔(1)

مسئلہ 516:   والسادسۃ: اذاوھب لرجل شیئا واراد الرجوع فادعی الموھوب لہ ھلاک الموھوب فالقول قولہ،ولایمین علیہ کمافی الخانیۃوغیرھا"۔(2)

مسئلہ 517:   "السابعۃ: ادعی علیہ انک وصی فلان المیت ،فانکرلایحلف"۔(3)

1:     الدرالمنتقی ج2 ص 559

2:     الدرالمنتقی ج2 ص 559

3:     الدرالمنتقی ج2 ص 559

مسئلہ نمبر518:   آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے دوسرے پر دعوی کر دیا کہ تم فلاں متوفی کے وصی ہو اور اس نے انکار کیا تو اس پر قسم نہیں (یہ مسئلہ بھی اکتیس مسائل میں آیا ہے۔

مسئلہ نمبر519:   نواں مسئلہ یہ ہے کہ میں یہ ہبہ عوض کی شرط پر کیا تھا (یعنی اس شرط پر کہ تم اس کا عوض دو گے) اور اس نے کہا کہ نیں تم نے کسی شرط کا ذکر نہیں کیا تھا تو جس کو ہبہ کیا گیا ہے اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور اس پر قسم نہیں"۔

مسئلہ نمبر520:   دسواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک غلام نے کوئی چیز خریدی تو بیچنے والے نے اس سے کہا کہ تم کو تصرف سے منع کیا گیا ہے اور غلام نے انکار کیا کہ مجھے نہیں منع کیا گیا تو غلام کی بات کا اقرار کیا جائے گا قسم کے بغیر۔

مسئلہ نمبر521:   گیارہواں مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی غلام نے دوسرے غلام سے کوئی چیز خریدی اور ان میں ایک نے کہا کہ مجھے تصرف سے منع کیا گیا ہے اور دوسرے نے کہا کہ مجھے اور تجھے یعنی ہم دونوں کو مالک کی طرف سے خریداری کا اذن ملا ہے تو بات اذن والے کی قسم کے بغیر معتبر ہے۔

مسئلہ 518:   "الثامنۃ: ادعی علیہ انک وکیل فلان ،فانکر لایحلف ،وھما فی البزازیۃ"۔(1)

مسئلہ 519:   "التاسعۃ: قال الواھب: اشترطت العوض،وقال الموھوب لہ ،لم تشترطہ فالقول لہ بلایمین"۔(2)

مسئلہ 520:   "العاشرۃ: اشتری العبد شیئافقال لہ البائع انت محجورفقال العبد: اناما ذون فالقول لہ بلایمین"۔(3)

مسئلہ 521:   "الحادیۃ عشرۃ: اذااشتری عبدمن عبد فقال احدھماانامحجوروقال الاخر انا وانت ماء ذون لنا،فالقول لہ بلایمین"۔(4)

1:   الدرالمنتقی ج2 ص 559

2:   الدرالمنتقی ج2 ص 559

3:   الدرالمنتقی ج2 ص 559

4:   الدرالمنتقی ج2 ص 559

مسئلہ نمبر522: بارھواں مسئلہ یہ ہے کہ قاضی نے کسی یتیم کا مال بیچا تھا تو جس نے خریدا تھا اب وہ کسی عیب کی سبب واپس کرنا چاہتا ہے تو قاضی اس سے کہتا ہے کہ تم نے مجھے اس عیب سے آزاد کیا ہے (یعنی تم نے کہا تھا کہ اس عیب کے ساتھ مجھے قبول ہے تو قاضی کی بات کا اعتبار کیا جائے گا بغیر قسم کے۔اور اس طرح اگر کسی نے قاضی پر دعوی کر دیا کہ تم نے مجھے یتیم کی فلاں زمین اجارے پر دی ہے (اور قاضی نے انکار کر دیا)اور مدعی چاہتا ہو کہ قاضی کو قسم دے تو قسم قاضی کو نہیں دی جائے گی اس لیے کہ اس کی بات بطور حکم سمجھی جاتی ہے۔اور اس طرح حکم ہے ہر اس چیز میں جس کا قاضی پر دعوی کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر523: تیرھواں مسئلہ یہ ہے کہ لڑکے کا باپ اگر لڑکی کے شوہر سے مہر کا مطالبہ کرتا ہو تو وہ یہ کر سکتا ہے چاہے لڑکی چھوٹی ہو یا بڑی لیکن کنواری ہو (یعنی پردہ بکارت اپنی جگہ پر ہو)اور اگر لڑکی کا باپ اور شوہر کے درمیان اختلاف ہو اس لڑکی کے کنوارے پن میں (تو شوہر پر دعوی کرتا ہو کہ کنواری نہیں ہے اور باپ کہہ رہا ہو کہ کنواری ہے)اور شوہر کے اپنے بات شاہد نہیں تھے اور قاضی سے چاہتا تھا کہ لڑکی کے والد کو قسم دلوائے کہ اس کو یہ نہیں معلوم کہ لڑکی ثیبہ ہے یعنی کنواری نہیں ہے تو امام ابو یوسفؒ نے کہا ہے کہ اس طرح قسم دی جائے گہ اور خصاف میں مزکور ہے کہ قسم نہیں دی جائے گی۔جیسا کی کوئی دوسرے شخص کو اس بات کا وکیل کرے کہ تم میرا قرض فلاں سے قبض کر لو،تو مقروض نے دعوی کیا کہ مجھے کے مالک نے آزاد کیا ہے (یعنی مجھے اپنا قرض معاف کیا ہے)اور وکیل انکار کرے کہ اس نے معاف نہیں کیا اور مقوض کے شاہد نہ ہو تو وہ یہ چاہتا ہے کہ وکیل کو قسم (دلوائے)تو وکیل کو قسم نہیں دی جائے گی اس طرح کا حکم لڑکی کے مسئلے میں ہے اس طرح مذکور ہے فتوی ظہیریہ میں۔

مسئلہ 522: "الثانیۃ عشر: باع القاضی مال الیتیم فردہ المشتری علیہ بعیب،فقال القاضی: ابراءتنی منہ ،فالقول لہ بلایمین وکذالوادعی رجل قبلہ اجارۃ ارض الیتیم،واراد تحلیفہ ،لم یحلفہ لان قولہ علی وجہ الحکم وکذافی کل شیئ یدعی علیہ"۔(1)

مسئلہ 523: "الثالثۃ عشر: لوابوالزوجۃ زوجہابالمھرفلہ ذلک لوصغیرۃ اوکبیرۃ بکرا،ولواختلف الاب والزوج فی بکارتھا،ولابینۃ للزوج، والتمس من القاضی تحلیفہ علی العلم بذالک ،عند ابی یوسفؒ انہ یحلف ،وذکر الخصاف انہ لایحلف کالوکیل بقبض الدین ،اذا ادعی المدیون ان صاحب الدین ابرأہ،وانکر الوکیل لایحلف الوکیل ،وکذالک ھنا کذ افی الظھیریۃ"۔(2)

1: الدرالمنتقی جلدنمبر2 ص 559

2: الدرالمنتقی جلدنمبر2 ص 559

مسئلہ نمبر 524: چودھواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی تھی پھر اس نے دعوی کیا کہ اس کا نکاح کا شوہر تو نہیں، تو بیچنے والے نے کہا کہ اس کا ایک شوہر تھا جو کہ میرا غلام تھا اس نے اس لونڈی کو طلاق دی ہے بیچنے سے پہلے (یعنی تجھے فروخت نہیں کی گئی تھی کہ اس نے طلاق دی تھی) یا یہ کہ وہ مر گیا ہے تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا بغیر قسم کے۔

اس طرح مذکور ہے فتاوی سراجیہ میں اور اللہ تعالی بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے اور یہ بیان اس کتاب کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ اور بہت سارے بیان بھی اس میں ایسے ہیں جو کہ دوسری کتاب میں نہیں۔اس طرح شیخ شرف الدین غزیؒ نے کہا ہے اپنے اشباہ کے حاشیے میں اب صاحب منتقی کہتا ہے کہ) میں کہتا ہوں کہ جو حاشیہ صالح نے اشباہ والنظائر کتاب پر لکھا تھا (اور اس کا نام الجوہر الزواہر ہے) اس میں اور زیادہ مسائل لائے ہیں (اور وہ آنے والے مسائل ہیں۔)

مسئلہ نمبر 525: تو ہم کہتے ہیں کہ پندرھواں مسئلہ یہ ہے کہ اگر مدعا علیہ نے مدعی کے ایک شاہد پر طعن کیا اور کہا کہ اس شاہد نے اس شہادت سے پہلے اپنے یے اس گھر کا دعوی کیا تھا تو اس کی شہادت قبول نہیں اور شاہد نے انکار کیا (کہ میں نے اس پر دعوی نہیں کیا) تو مدعا علیہ چاہتا تھا کہ اس کو قسم دے تو قسم نہیں دی جائے گی۔اس طرح مجمع الفتاوی میں مذکور ہے۔

مسئلہ 524: "والربعۃ عشر: اشتری امۃ فادعی ان لھازوجا،فقال البائع کان لھازوج عبدی،فطلقھاقبل البیع اومات ،فالقول لہ بلایمین"۔(1)

"کذ افی السراجیۃ واللہ اعلم،وھذا لتحریرمن خواص ھذالکتاب کذ افی حاشیۃ الاشباہ للشرف الغزی ایضا"۔

مسئلہ 525: قلت وفی حاشتھاایضاللشیخ صالح زادہ سبعۃ اخری فنقول الخامسۃ عشر۔(2)

"فمنھالوطعن المدعی علیہ فی الشاھدوقال ھوادعی ھذہ الدارلنفسہ قبل الشھادۃ فارادان یحلفہ لایحلفہ کذ افی مجمع الفتاوی۔(3)

1: الدرالمنتقی ج2 ص 560

2: الدرالمنتقی جلد2 ص 560

3: التمرتاشی،صالح بن محمد بن عبد اللہ الحنفی الغزی،زواھرالجواھرالنضائرعلی الاشباہ والنظائر الغزی ،مخطوط الازھریہ جلدنمبر 2 ص 184

مسئلہ نمبر 526: سولہواں یہ ہے کہ کسی متوفی کی میراث ایک خاص گروہ کے قرض میں ڈوبی تھی (مثلا دس آدمیوں کا قرض تھا اور میراث بھی اتنی ہی تھی کہ اس سے قرض پورا ہوتا تھا یا میراث قرض سے کم تھی۔ پھر ایک دوسرا قرض والا آیا اور دعوی کر دیا کہ اس متوفی کے اوپر میرا بھی قرض ہے تو جس کے ساتھ اس بارے میں مقدمہ کرتا ہے وہ متوفی کا وارث ہے لیکن اسے قسم نہیں دی جائے گی اس لیے کہ اس نے اس کیلئے اقرار کیا تو یہ اقرار قبول نہیں ہوتا اس لیے کہ میراث ڈوبی ہوئی ہے) تو اس کو قسم نہیں دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر 527: سترہواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کے دوسرے کے ذمے ہزار روپے تھے تو اس نے اقرار کیا (یعنی مالک نے دعوی کیا کہ اس نے اقرر کیا ہے ان ہزار روپوں کا پھر اس نے اقرار سے انکار کر دیا (کہ میں نے اقرار نہیں کیا) تو کیا اس انکار کرنے والے کو خدا تعالی کی قسم دی جائے گی اس بات پر کہ اس نے انکار نہیں کیا) یا نہیں دی جائے گی۔ تو صاحب دبوسی نے کہا ہے کہ "ہاں" اور صغار صاحب نے کہا ہے کہ نہیں بلکہ حق کیلئے اس کو قسم دی جائے گی۔ (یعنی اس بات کی قسم اٹھائے گا کہ میرے ذمے اس کا کوئی حق نہیں)۔

مسئلہ نمبر 528: اٹھارواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو کچھ روپے دیئے تھے پھر دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ جس نے لیے تھے وہ دعوی کرتا ہو کہ میں نے امانت کے طور پر لیے تھے (اب جب ضائع ہو گئے میں ان کا ضامن نہیں) اور جس نے دیئے تھے وہ کہتا ہو کہ نہیں تم نے اپنے لیے، لیے تھے (یعنی قرض تھے یا تم نے مجھ سے زبردستی چھینے تھے اس لئے تم اس کے ضامن ہو) تو مدعا علیہ کو قسم نہیں دی جائے گی، قاضی کہے گا روپوں کے مالک کی بات معتبر ہے اس لیے کہ دوسرے نے ایک سبب سے ضمان کا اقرار کیا ہے اور وہ دوسرے کا مال قبض کرنا ہے۔

مسئلہ 526: "ومنهااذاكانت التركة مستغرقة بديون جماعة باعيانهم فجآء غريماخر وادعى دينالنفسه على الميت فالخصم هوالوارث لكن لايحلف الوارث لان فائدة التحليف النكول الذى هو اقرارولواقر بالدين لغريم اخر والحالة هذه لايصح الاقرارفلهذالايحلف كذ فى مجمع الفتاوى"۔(1)

مسئلہ 527: "ومنهارجل على رجل الف درهم فاقربهاثم انكراقراره هل يحلف على اقراره بالله تعالى ماقررت له بهذاالمال، اختلف المشائخ فيه قال ابونصيرالمقددى الدبوسى له ذالک ،وقال ابوالقاسم الصغار ليس له ذالک وانمايحلف على نفس الحق"۔(2)

مسئلہ 528: "ومنهادفع الى اخر مالاثم اختلفافقال القابض قبضته وديعة وقال الدافع لابل قبضة لنفسک لايحلف المدعى عليه،وقال القاضى الامام القول قول صاحب المال انه اقر سبب الضمان وهو قبض مال الغير"۔(3)

1: الدر المنتقى كتاب الشہادات، ج2 ص: 560

2: ايضا ج2، ص: 560

3: الجواهرالزواہر ص 186۔مخطوط الازهريه

مسئلہ نمبر529: انیسواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو قاضی کے سامنے لایااور دعوی کیا کہ فلاں ابن فلاں فوت ہوا ہے اور اس کا میر اعلاوہ اور کوئی وارث نہیں اور اس کا اس شخص کے ذمے اتنامال ہے اور مدعاعلیہ نے اس دعوی سے انکار کر دیاتو قاضی سے کہابیٹے نے (جو کہ متوفی کا وارث ہے) کہ آپ اسے اس بات کا قسم دیں کہا سے یہ نہیں معلوم کہ مُں اس کا بیٹاہوں اووہ مر گیا ہے تو اس کو قسم نہیں دی جائے گی بلکہ بیٹاان دونوں باتوں کے شاہد کو مہیا کرے گا کہ میں اس کا بیٹاہوں اور وہ مر گیا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں پہلا قول امام صاحبؒ کا ہے اور دوسرا صاحبین کا۔ اور حلوانی صاحبؒ نے کہاہے کہ دوسرا قول صحیح ہے یعنی کہ مدعاعلیہ کو علم پر قسم دی جائے گی۔

مسئلہ نمبر530: بیسواں مسئلہ یہ ہے کہ مدعی نے کسی پر ہزار روپے کا دعوی کر دیا(کہ اس کے ذمے میرے ہزار روپے ہیں)اور مدعاعلیہ نے قاضی سے کہا کہ اس مدعی نے مجھ پر فلاں جگہ کے قاضی صاحب کے حضور دعوی کیا تھااور پھر اپنے اس دعوے سے پھر گیا تھا(یعنی مجھے دعوے سے آزاد کیا ہے)توآپ اسے قسم دلائیں کہ مجھے ازاد کیا ہے دعوے سے۔ تواگر اس نے قسم اٹھائی تو میں اس بات کا قسم اٹھاؤں گا کہ اس کا میرے ذمے کچھ نہیں۔ تو اس مسئلے کے حکم میں علماء کے درمیان اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ قسم دی جائے گی اس کے دعوی پر(یعنی مال کے مدعی کو قسم دی جائے گی، مدعاعلیہ کے اس دعوے پر کہ اس نے مجھے کوابرا کیا ہے تو مدعی اس طرح قسم اٹھائے گا، کہ میں نے اس مدعاعلیہ کو اس دعوے ابرا نہیں کیا، یعنی دعوی نہیں چھوڑا۔

مسئلہ 529: "ومنھارجل قدم رجلاالی القاضی،وقال ان فلانا ابن فلان توفی ولم یترک وارثاغیر،ولہ علی ھذ اکذاوکذامن المال فانکرالمدعی علیہ دعواہ فقال الابن استحلفہ علی مایعلم انی فلان بن فلان ولایعلم ان فلانامات روی عن اصحابنا انہ لایستحلف ولکن یقال للابن اقم البینۃ علی وفاۃ ابیک وانک ولدہ ثم تحلفہ بعد ذالک ،قال الشیخ الاما م شمس الائمۃ الرخسی الاول قول ابی حنیفۃؒ والثانی قولھما۔وقال شمس الائمۃ الحلوانیؒ الصحیح ھو قول الثانی"۔(1)

مسئلہ 530: "ومنھالوادعی الف درھم فقال المدعی علیہ للقاضی قدکان ادعی علی ھذ الدعوی عنہ قاضی بلدکذ وکذثم خرج من دعواہ ذلک فابراء نی من ھذالدعوی فحلفہ انہ لم یبرنی منھافان حلف علی ذالک حلفت لہ مالہ علی ھذالالف الذی ادعاگاولاشیئ منھا،واختلف المشائخ فیہ منھم من قال یستحلف علی دعو البرآء ۃ من المدعی وھوالصحیح والیہ ذھب الشیخ الامام شمس الائمۃ الحلوانی لانہ ادعی علیہ یعنی لواقر بہ لزمہ فاذاانکر لہ ان یحلف"۔(2)

1: الجواہرالزواہرالنظائرعلی الاشباہ والنظائرص 187۔مخطوط الازھریہ

2: الجواہرالزواہر النظائرص 187

مسئلہ نمبر 531: اکیسواں مسئلہ یہ ہے کہ ایک نے مثلاً زید پر دعوی کر دیا کہ زید نے میرا یہ کپڑا پھاڑا ہے اور کپڑا اپنے ستھ قاضی کے حضور لے آیا اور ارادہ کیا کہ زید کو قسم دی جائے سبب پر تو اس کو قسم نہیں دی جائے گی سبب پر (مطلب یہ ہے کہ زید پر پھاڑنے چیرنے کی وجہ سے ضمان آئے گا تو چیرنے کے بارے میں اس کو قسم نہیں دی جائے گی۔ کہ گو یا ایسی قسم اٹھائیں کہ میں نے کپڑا نہیں پھاڑا اس لیے ہو سکتا ہے وہ مالک کی اجازت سے چیرا ہو۔ یا بیچنے سے پہلے چیرا ہو۔ اور اس پھاڑا ہوا بیچا ہو۔ اور اس صورت میں مدعی کے تو شاہد نہیں تو زید کو ضمان کے سبب یعنی چیرنے کی قسم نہیں دی جائے گی لیکن قاضی اسے کہے کہ اپ قسم اٹھائیں کہ اس چیرنے کی وجہ سے اس کیلئے مجھ پر ضمان نہیں۔ اب صاحب منتقی کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ یہ مسائل جب پہلے والے مسائل سے ملائے جائیں تو ٹوٹل باون[52] بنتے ہیں۔ تو ان مسائل کو یاد رکھنا چاہیے۔ (مترجم کہتا ہے کہ جب ان سب مسائل کو یکجا کیا جائے تو انسٹھ بنتے ہیں۔ اس لیے کہ اکتیس قاضی خان کتاب کے اور سات کا اضافہ بحر کتاب نے کیا ہے اور چودہ تنویر الابصار کے اور سات زواہر کے اور جب خلاصے کے تین مذکور مسائل میں سے دو ان کے ساتھ ملائے جائیں تو یہ سب اکسٹھ 61 بنتے ہیں۔ اور ایک مسئلہ یہ آگے آنے والا ہے تو تمام {1} باسٹھ ہوئے۔

{۱}: تکملہ ردالمحتار میں ان مسائل کی تعدادا کسٹھ بتائی گئی ہیں، لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ بحر کے ان سات مسائل میں متولئی مسجد اور ناظم او قاف کی مسئلہ کو ایکساتھ ذکر کیا ہے۔ ۱۲مترجم

مسئلہ 531: "ومنهالوان رجلاادعى على رجل انه خرق ثوبه واحضرالثوب الى القاضى معه واراد استحلافه على السبب فان القاضى لايحلفه على السبب بالله تعالى،ماخرق ثوبه لانه يجوز انه خرق ثوبه ولاشيئى عليه بان ابراء ة عن ضمان النقصان"۔(1)

(قلت)فهذه مع ماقبلهانيف وخمسون مسئاله فليحفظ ۔(2)

وبلغت هناک اثنين وستين مسالة مسائل الخانية احدى وثلاثون ومسائل الخلاصة ثلاث ومسائل البحر سبعة،وزياده تنويرالبصائر اربعة عشر وزيادة زواهراالجواهرسبعة فصارت اثنين وستين مسالة ۔(3)

1: الجواهرالزواهرالنظائرشرح الاشباه والنظائرص 184۔مخطوطة الازهريه

2: الدرالمنتقى فى شرح الملتقى ج2 ص 560

3: تكمله ردالمختارج1 ص 346

مسئلہ نمبر532: اورایک مسئلہ یہ آگے آنے والا ہے تو تمام باسٹھ ہوئے اور امام حلوانی صاحبؒ نے کہا ہے کہ مجہول ہونا جس طرح شہادت کو روکتا ہے اس طرح قسم کو بھی روکتا ہے (یعنی اگر کوئی کسی نامعلوم چیز کا دعوی کسی پر کرتا تھا جیسا کہ ایک شراکت دار دوسرے پر خیانت کا دعوی کرتا ہو، مجمل طریقے سے کہ اس سے کوئی خیانت کی ہے اور اس کا ذکر نہ کیا اور اس پر شاہد مہیا کرنا چاہتا تھا تو یہ شاہد قبول نہیں اور اگر مدعا علیہ کو قسم دینا چاہتا تھا تو اس کیلئے قسم نہیں) لیکن اگر قاضی {1} کسی یتیم کے وصی یا وقف کے منتظم کے اوپر شک گزرتا تھا اور کسی خاص چیز کا دعوی اس پر نہیں کرتا تھا تو وقف اور یتیم کے خیال رکھنے کی غرض سے اس کو قسم دے سکتا ہے۔

{1} الاشباہ والنظائر میں ذکر ہے کہ مجہول چیز پر کسی کو قسم نہیں دیا جاسکتا، سوائے کچھ مسائل کے، ایک یہ کہ یتیم کی وصی پر قاضی کا شک وشبہ ہو، دوسرا یہ کی اگر اقف کی متولی پر قاضی کا شک تو وقف اور یتیم کی خاطر قسم دیا جاسکتا ہے، تیسرا یہ کہ اگر امانت رکھنے والے نے مودّع پر مجمل خیانت کا دعوی کیا، چھو تھا مسئلہ یہ ہے کہ مجہول رہن کا دعوی کریں مثلا مدعی نے دعوی کیا کہ میں زید کیساتھ ایک کپڑا بطور ودیعت رکھا تھا، اور کپڑا معین نہ کریں، پانچواں یہ کہ اگر مجہول غصب کا دعوی کیا، اور چھٹا یہ کہ مجمل چوری کا دعوی کریں، توان سب مسائل میں مدعا علیہ کیلئے قسم ہے۔ ۱۲مترجم

مسئلہ 532: قال شمس الائمۃ الحلوانی الْجَهَالَةُ كَمَا تَمْنَعُ قبول البینۃ تمنع الاستحلاف ایضا، الا اذا اتهم القاضی وصی الیتیم اوقسم الوقف ولایدعی علیہ شیئا معلوما فانہ یحلف نظام الوقف والیتیم۔واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔(1)

1: الدر المنتقی، کتاب الشهادات، ج2 ص: 560

خاتمہ

خلاصۃ البحث

خلاصہ تحقیق:

فتاوی وددویہ کی دوسری جلد تین مختلف عربی کتابوں کا ترجمہ ہے، مقالہ ہذا اس میں موجود دوسری کتاب "

الطریقۃ الواضحۃ الی البینۃ الراجحہ " کے غصب کے مسائل سے لیکر اس کتاب کی آخر تک، اور تیسری کتاب "بینۃ من لہ الرجحان عند تعارض البرہان" تمام کتاب اور اس کی علاوہ کتاب کی آخر میں پشتو کا رسالہ ہے "کا ترجمہ اور تحقیق و تخریج ہے مؤلف نے تمام مسائل کو بغیر باب اور فصل کے الگ الگ عنوانات کے ساتھ ذکر کئے ہیں، جبکہ مقالہ ہذا میں ان تمام مسائل کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلی باب میں غصب، اجارہ، مردود الشہادہ، تہاتر اور تواتر اور مدعی مدعا علیہ کی پہچان سے مے متعلق مسائل ذکر ہیں۔ دوسری باب میں تیسری کتاب "بینۃ من لہ الرجحان عند تعارض البرہان" کی شروع ہو رہا ہے جو کہ چہار ابواب مشتمل ہے۔ پہلی باب میں نکاح، مہر، طلاق، نفقہ اور رضاعت سے متعلق مسائل ہیں۔ دوسری باب بیوع، عتاق، وقف، سلم، اجارہ، ہبہ، عاریت اور امانت کے مسائل پر مشتمل ہے۔ تیسری باب غصب، جنایت، اقرار، صلح اور رہن کے مسائل پر مشتمل ہے اور چوتھا باب مزارعت، مضاربت، شرکت، قسمت اور شہادت وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔ کتام کی آخر میں پشتو کا رسالہ ہے جس کیلئے الگ باب قائم کیا گیا ہے جو کہ قسم کے مسائل پر مشتمل ہے، کس کس کو قسم دینا ہے اور کس کس کو نہیں۔

خلاصہ باب اول:

اس باب میں پانچ فصول ہیں:

پہلی فصل میں غصب اور دوسری فصل میں اجارہ کے مسائل ہیں۔

تیسری فصل میں مردود الشہادۃ (یعنی جس کی گواہی قابل قبول نہیں) کی بارے میں ہے۔

چوتھی فصل تہاتر اور تواتر کی بیان میں ہے۔

پانچویں فصل مدعی اور مدعا علیہ کی پہچان کی بارے میں ہے،

خلاصہ باب دوم:

اس باب میں بھی پانچ فصول ہیں، پہلی فصل ان مسائل کا ذکر ہے جو نکاح کیساتھ متعلق ہیں۔

دوسری فصل میں ان مسائل کا ذکر ہے جو مہر کیساتھ متعلق ہیں۔

تیسری فصل میں ان مسائل کا ذکر ہے جو طلاق سے متعلق ہیں۔

چوتھی فصل میں ان مسائل کا ذکر ہے جو نفقہ کیساتھ متعلق ہیں۔

پانچویں فصل میں ان مسائل کا ذکر ہے جو رضاعت سے متعلق ہیں۔

خلاصہ باب سوم:

اس باب میں سات فصول ہیں

پہلی فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو غلام آزاد کرنے کیساتھ متعلق ہیں۔

دوسری فصل میں ان مسائل کا ذکر ہے جو وقف کے ساتھ متعلق ہیں۔

تیسری فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو بیع کیساتھ متعلق ہیں۔

چوتھی فصل میں ان مسائل کا ذکر ہے جو بیع سلم کیساتھ متعلق ہیں۔

پانچویں فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو اجارہ سے متعلق ہیں۔

چھٹی فصل ان مسائل کا بیان ہے جو ہبہ کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

ساتویں فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو عاریت اور ودیعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

خلاصہ باب چہارم:

اس باب میں چہار فصول ہیں:

پہلی فصل میں ان مسائل کا ذکر ہے جو غصب سے تعلق رکھتے ہیں۔

دوسری فصل نیں ان مسائل کا بیان ہے جو جنایت سے تعلق رکھتے ہیں۔

تیسری فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو اقرار کیساتھ متعلق ہیں۔

چوتھی فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو رہن اور صلح کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

خلاصہ باب پنجم:

اس باب میں چھ فصول ہیں:

پہلی فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو مزارعت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

دوسری فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو مضاربت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

تیسری فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو شرکت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

چوتھی فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو قسمت اور دعوی کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

پانچویں فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو شہادت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

چھٹی فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو سرقہ کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

خلاصہ باب ششم:

اس باب سے کتاب کی آخر میں "پشتو کا رسالہ" کی شروع ہو رہا ہے جو کہ چھ فصول پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل اس بیان میں ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ کے علاوہ کس کس کی حضور مقدمہ کی وقت ضروری ہے۔

دوسری فصل میں ان صورتوں کا بیان ہے جن میں نکاح کے متعلق کس کس کی حضور ضروری ہے۔

تیسری فصل میں ان صورتوں کا بیان ہے جن میں سزا اور جنایت کے متعلق کس کس کی حضور ضروری ہے۔

چوتھی فصل میں ان صورتوں کا بیان ہے جن میں بیع اور اس کے مشابہ معاملات کے متعلق کس کس کی حضور ضروری ہے۔

پانچویں فصل میں ان صورتوں کا بیان ہے جن میں غصب اور وکیل کرنے کے متعلق کس کس کی حضور ضروری ہے۔

چھٹی فصل میں ان مسائل کا بیان ہے جو قسم کیساتھ تعلق رکھتے ہیں کہ کس کو قسم دیا جائیگا اور کس کو نہیں۔

نتائج البحث

۔ فتاوی ودودیہ میں موجود دوسری کتاب "الطریقۃ الواضحۃ الی البینۃ الراجحۃ" کی غصب کے مسائل سے لیکر آخر تک، اور تیسری کتاب "بینۃ من لہ لرجحان عند تعارض البرھان" مکمل کتاب، اور آخر میں "پشتو کا رسالہ" کا مکمل تحقیقی مطالعہ اور اردو ترجمہ کیا گیا۔

۲۔ جہاں ضرورت محسوس کی مفید حواشی قائم کئے گئے۔

۳۔ فتاوی ودودیہ کتے مروجہ متن کے اصل نسخہ سے موازنہ کیا گیا اور جہاں کمی بیشی پائی گئی اس کی تصحیح کر دی گئی۔

۴۔ تخریج میں ان سب مصادر کا ذکر کیا گیا جن کو مؤلفؒ نے کتاب کے مقدمہ میں اجمالا اور پھر ہر مسئلہ کے نیچے حواشی میں بطور نام ذکر کیا ہے مثلاً ہندیہ، قاضی خان، بزازیہ، کنز وغیرہ تاہم بوقت ضرورت مسئلہ کی زیادہ وضاحت کیلئے بعض جگہ دوسرے مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۵۔ اکثر مسائل میں مؤلفؒ نے ایک یا دو مصادر سے حوالہ دیا ہے، انتہائی کوشش سے متعلقہ مصادر تک پہنچ کر ان سے تخریج کر کے لکھی گئی۔

۶۔ بعض مسائل ایسے ہیں کہ مصنفؒ نے ان کا حوالہ دیا ہے لیکن باوجود کوشش کے وہ مسائل ان مصادر میں نہیں پائے گئے جیسا کہ مسئلہ 206,207,222,239,249,265,295,396,397,398,409,410,413 وغیرہ، لیکن وہ مسائل "الطریقۃ الواضحۃ، قاضی خان، ترجیح البینات، مبسوط" وغیرہ سے لئے گئے ہیں۔

۷۔ بعض مقام پر مؤلفؒ نے عبارت میں تساہل سے کام لیا ہے جس سے مسئلہ صحیح نہیں ہوتا۔ اس کی تصحیح کی گئی جیسا مسئلہ 399 اور مسئلہ نمبر، 225۔

تجاویزاور سفارشات

ا۔ مرتبہ مقالوں سے حوالہ جاتی کتب کا ایک اشارہ مرتب کیا جائے۔تاکہ ایک ہی نوعیت کا تحقیقی کام سامنے آجائے۔

۲۔ جن مقالہ نگاروں نے اس پراجیکٹ پر اچھا کام کیا ہے، ان کو اس کتاب کی تدوین و ترتیب اور تہذیب و تصویب کے منصوبہ میں شامل کرنا چاہیئے تاکہ اردو خواں طبقہ تک نہایت عمدہ اور اچھا کام پہنچے۔

۳۔اس پراجیکٹ کے مقالہ نگاروں سے ہارڈ ور سافٹ کاپی لی جائے تاکہ طباعت کا کام جلد مکمل ہو سکے۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کو میرے لئے، میرے والدین اور اساتذہ کیلئے توشۂ آخرت بنائے اور اس سے ہر تشنہ علم کو فیضیاب فرمائے۔آمین یارب العلمین۔

ﭑوصلی اللہ علی النبی الکریم و علی آلہ و اصحابہ و ذریتہ و عترتہ اجمعین و علی من اتبعھم الی یوم الدین۔ ﭒ

فہرست اماکن/بلاد

فہرست اعلام

21	فخر الاسلام بزدوی	170
22	قاضی خان	42،40،44
23	محمد	13،17،19،21،31،38،40،41،43،44،57،80،81،97،105،148،1 55،168،169،182،186،203،204،206،208
24	نجم الدین النسفی	21،28

مصادر و مراجع

فهرست المخطوطات

1: انفع الوسائل الی تحریر المسائل،ابراهیم بن علي بن احمد (الطرسوسي)مخطوط الازهریه ؛الرقم العام ٢٦٩٢٦، الرقم الخاص:٢٠٧٣-

2: ادب الاوصیاء ؛فضیل افندي الحنفي: مخطوط الازهریہ:شبکه الالوکه:الرقم العام 2684؛الرقم الخاص 65852-

3: بینة من له الرجحان عند تعارض البرهان؛ عبد الرحمن بن سلیمان الخصالي؛ مکتبة المصطفی الإلکترونیة: الرقم العام 5992

4: تنویر البصائرشرح الاشباه والنظائر:شرف الدین بن عبدالقادرابن برکات (ابن حبیب الغزي):،مخطوط المکتبة الازهریه؛ بدون الرقم وبدون التاریخ-

5: جامع الفتاوی،محمد بن یوسف السمرقندي المتوفی ٥٥٦ھ،مخطوط ،جامع الملك سعود؛ الرقم العام ١٨٢٧-

6: الجامع لاحکام الصغار؛محمد بن حسین الاستروشني السمرقندي؛ مخطوط الازهریه، الشبکه الالوکه، الرقم العام ٣٩١١-

7: الحاوي للامام الحصیري و حاوي القدسي؛محمودبن ابراهیمبن انوش الحصیري البخاري؛مخطوط الازهریه،الرقم ٥٤٩-

8: الذخیره؛ برهان الدین محمد بن احمد بن عبد العزیز ابن مازه: مخطوط مکتبه دار الکتب الظاهریه،الشبکه الالوکه بدون الرقم وبدون التاریخ-

9: زواهر الجواهرالنضائرعلی الشباه والنظائر؛صالح بن محمد بن عبدالله (التمرتاشي الغزي)،الشبکه الالوکه الرقم ٩٤٥-

10: شرح مجمع البحرین؛ عبداللطیف الشهیرباین فرشتا، مخطوط الازهریه الرقم ٧٩٧٢-

11: شرح مختصر الوقایه لابی المکارم،مخطوط الازهریه بدون رقم-

12: صرة الفتاوی؛ محمد بن علی الساقزي؛ مخطوط الرقم العام ١٩٦٤-

13: فتاوي التمرتاشي؛محمد بن عبدالله بن احمد الخطیب التمرتاشي المتوفی ١٠٠٤ھ،مخطوط الازهریه الرقم العام ٤٢٩٧٠، الرقم الخاص ٢٧١٣-

14: فتاوی ابو سعود، شیخ الاسلام علي آفندي، مخطوط جامعه الملك سعود المکتبة المصطفی الالکترونیه،الرقم ٣٧٩٠ھ-

15: فتاوی العمادي عبد الرحیم بن محمد عماد الدین بن محب الدین العمادي الحنفي المتوفی ١١٧١ھ، مخطوط جامعه الملك سعود مکتبه المصطفی الالکترونیه الرقم ١٧١٢-

:17 الفتاوى الظهيّريةُّ: لظهيرٌالدينٌ, ابي بكر محمد بن احمد القأضي المحتسب ببخارى, البخاري الحنفي المتوفي ٦١٩ھ مخطوط فی دار الكتب الظاهرة برقم/ ٢٤٨٨-

:18 الفتاوي البزازيه: محمد بن محمد بن شهاب الكردري المتوفی سن ٨٢٧ھ، مخطوط جامعه مشيعان الشبكه لالوكه بدون الرقم-

:19 فصول العماديه؛ محمد بن محمد بن مصطفی (ابو سعود العمادي) المتوفی ٩٨٢ھ؛مخطوط الازهريه، الرقم العام ٤٤٣٤٧، الرقم الخاص ٣٠٠٢-

:20 قنية المنية لتتميم الغنية: مختار بن محمود الزاهدي الغرميني المتوفي ٦٥٨ھ؛مخطوط جامع الملك سعود ؛المكتبه المصطفی الالكترونيه بدون الرقم-

:21 مجمع الفتاوى: احمد بن محمد بن ابي بكرالحنفي المتوفی ٦٢٢ھ؛ مخطوط جامعه الملك سعود، مكتبة المصطفی الالكترونيه بدون الرقم-

:22 منح الغفار شرح تنويرالابصار؛ محمد بن عبد الله بن احمد الخطيب التمرتاشي المتوفی ١٠٠٤ھ، جامع الملك السعود .الرقم ١٢٣٠-

:23 منظومة ابن وهبان في الفقه على مذ هب ابي حنيفة النعمان؛ عبد الله ابن احمد (ابن وهبان)؛ مخطوط الازهريه ،الشبكه الالوكه الرقم العام ٢٢٣٧٧، الرقم الخاص ٧٢٩٦-

:24 "مُنْيَةُ المفْتِي في فُرُوع الحنفيَّة"؛ للشيخ الإمام يوسف بن أبي سعيد بن أحمد السِّجِسْتاني توفّي بعد(٦٣٨ھ) المكتبة الازهريه الرقم العام ٢٨٥ھ، الرقم الخاص ٧٥٨٧-

فهرست المطبوعات

1: الاشباه و النظائر: زين الدين بن ابراهيم بن الشهير بابن نجيم المتوفى ٩٧٠ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان،الطبعة الاولی ١٤١٩ھ-١٩٩٩-

2: الاصل،والمعروف بالمبسوط،محمد بن الحسن الشیبانی المتوفی ١٨٩ھ، دار ابن حزم بیروت لبنان، الطبوۃ الاولی ١٤٣٣ھ-٢٠١٢م-

3: البحر الرائق شرح كنز الدقائق، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، ٣٠المعروف بابن نجيم المصري المتوفی ٩٨٠ھ، ومعه تكملة البحر الرائق؛لمحمد بن حسين بن علي الطوري الحنفي القادري، المتوفی بعد ١١٣٨ھ،وبحاشيته: منحة الخالق؛ لمحمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي المتوفی ١٢٥٢ھ،دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعة الاولی، ١٤١٨ء-١٩٩٨م-

4: جامع الفصولينٌ: لبدرالد ينٌ محمود بن إسرايئلٌ, الشهيرٌ بابن قاضي سماونة الحنفيً "المتوفی ٨٣٣ھ, المطبعة الكبرى الأميرٌيةٌ, بولاق مصر,١٣٠٠ھ-

5: حاشية الطحطاوي على الدرالمختار شرح تنوير الابصار

6: حاشیہ قرة عیون الاخیار تکملہ ردالمحتار علی الدرالمحتار،محمد امین الشھیر بابن عابدین المیوفی،دارعالم الکتب الریاض المملکة السعودیة العربیة طبعة خاصة ١٤٢٣ھ-٢٠٠٣م-

7: خلاصة الفتاوی؛ طاھر بن عبد الرشید البخاري المتوفي ٥٤٢ھ، مکتبہ رشیدیہ، سرکي رود کوئٹہ، بدون التاريخ فھرست المخطوطات

10: الدرر الحکام في شرح غررالاحکام؛المعروف "درر ملا خسرو" لمنلا خسرو او(المولی خسرو)؛ محمد بن فراموز بن علي الرومي الحنفي، المتوفي ٨٨٥ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراتشي، بدون رقم-

11: الدرالمنتقی في شرح الملتقی،محمد بن علي بن محمد الحصني المعروف باالعلاء الحصکفي المتوفي ١٠٨٨ھ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعة الاولی ١٤١٩-١٩٩٨م-

12: رد المحتار علی الدرالمختار شرح تنویرالابصار،محمد امین الشھیر بابن عابدین،دار عالم الکتب الریاض،١٤٢٣ھ-٢٠٠٣م-

13: شرح ادب القاضي للخصاف المتوفی ٢٦١ھ؛عمر بن عبد العزیز بن مازة البخاري المعروف باالصدرالشھید المتوفی٥٣٦ھ؛مکتبة الارشاد بغداد ١٣٩٧ھ-١٩٧٧م-

14: شرح التلويح على التوضيح لمتن التنقيح في اصول فقه،سعد الدين، مسعود بن عمر التفتازاني الشافعي،المتوفی ٧٩٢ھ، قدیمي کتب خانہ آرام باغ کراتشي، بدون التاريخ-

15: شرح منظومه عقود رسم المفتي، محمد امين ابن عابدين المتوفى ١٢٥٢ھ؛سهيل اكاديمي لاهور١٣٩٦ھ-١٩٨٦م-

:16 شرح منار الانوار في اصول الفقه،للمولى عبد اللطيف الشهير بابن الملك،دار الكتب العلميه بيروت لبنان،بدون التاريخ-

17: الطريقة الواضحة الى البينة الراجحة،محمود بن حمزه،المكتبة السلفية شام-

18؛ الفتاوى الانقرويه، محمد بن الحسين المتوفى ١٠٩٨ھ، مكتبة الفقه الحنفي، مطبعه الاميريه بولاق مصر،١٢٨١ھ-

19: الفتاوى البزازيه او الجامع الوجيز،محمد بن محمد بن شهاب المعروف بابن البزاز الكردري الحنفي المتوفى، ٨٦٧ھ؛مطبعة الكبرى الاميريه بولاق مصر، الطبعة الثانية ١٣١٩ھ-

20: الفتاوى الخيريه لنفع البرية،خير الدين الرملي، مطبعه الاميريه بولاق مصر، بدون التاريخ-

21: الفتاوى التاتارخانيه،عالم بن العلاء الاندربتي الهندي المتوفى ٨٧٦ھ، مكتبه زكريا ديوبند الهند،الطبعة الاولى ١٤٣١ھ-٢٠١٠م-

22: فتاوى علي آفندي، (في اللغة التركية) علي آفندي،بدون الرقم و بدون التاريخ-

23: فتاوى قاضي خان،فخر الدين حسن بن منصور المعروف بقاضي خان الاوزجندي الفرغاني،المتوفى ٥٩٢ھ-،دالكتب العلميه بيروت لبنان ٢٠٠٩م-

24: الفتاوى الهنديه،و بهامشه فتاوى قاضي خان و الفتاوى البزازيه، الشيخ نظام الدين و جماعة من علماء الهند،دارالفكر لطباعة و النشر، ١٣١٠ھ-

25: الفتاوى الطرسوسيه او انفع الوسائل الى تحرير المسائل،ابراهيم بن علي بن احمدالطرسوسي المتوفى،٧٥٨ھ،مطبع الشرق، ١٣٤٤ھ- ١٩٢٦م-

26: فتاوى النوازل،ابو الليث نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي الحنفي المتوفى ٣٧٥ھ، دارالكتب العلميه بيروت لبنان،الطبعة الاولى ١٤٢٥ھ-٢٠٠٤م-

27: فصول البدائع في اصول الشرائع،شمس الدين محمد بن حمزة بن محمد الفناري الرومي،المتوفى ٨٣٤ھ- دارالكتب العلمية بيروت لبنان،الطبعة الاولى ١٤٢٧ھ-٢٠٠٦م-

28: الفقه النافع، محمد بن يوسف الحسني السمرقندي المتوفى ٥٥٦ھ، مكتبة العبيكان،الرياض،الطبعة الاولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠م.

29: القاموس المحيط، محمد بن يعقوب الفيروزآبادي المتوفى ٨١٧ھ؛ مؤسسة الرسالة، الطبعة الثامنة ١٤٢٦ھ-٢٠٠٥م.

30: كنزالدقائق، عبد الله بن احمد النسفي المتوفى ٧١٠ھ، دار البشائرالاسلامية لنشر والتوزيع بيروت لبنان؛الطبعة الاولى ١٤٣٢ھ-٢٠١١م.

31: لسان الحكام في معرفة الاحكام؛ابراهيم بن محمد المعروف بابن الشحنة الحنفي الحلبي المتوفى ٨٨٢ھ- القاهره، الطبعة الثانية ١٣٩٣ھ-١٩٧٣م-

32:	مجمع الانہر في شرح ملتقى الابحر،عبد الرحمان بن محمد بن سليمان المدعو بشيخى زاده المعروف بداماد آفندي المتوفى ١٠٧٨ھ؛ دارالکتب العلمية بيروت لبنان؛ الطبعة الاولى ١٤١٩ھ -١٩٩٨م.

33:	المحيط البرهاني في الفقه النعماني،برهان الدين محمود بن احند بن عبد العزيز ابن مازة الحنفي البخاري المتوفى ٦١٦ھ، دار الکتب العلميه بيروت لبنان،الطبعة الاولى ١٤٢٤ھ-٢٠٠٤م-.

34:	المصباح المنير في غريب الشرح الكبير للرافعي، احمد بن محمد بن علي المقري الفيومي المتوفى ٧٧٠ھ،دار المعارف القاهره، الطبعة الثانية بدون التاريخ.

35:	المغرب في ترتيب المعرب،للابي الفتح ناصرالدين المطرزي، المتوفى ٦١٠ھ، مكتبه اسامة بن زيد حلب سورية،الطبعة الاولى ١٣٩٩ھ-١٩٧٩م-.

36:	ملتقى الابحر،ابراهيم بن محمد بن ابراهيم الحلبي المتوفى ٩٥٦ھ؛ دارالبيروتي دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢٦ھ-٢٠٠٥م.

37:	المستصفى شرح الفقه النافع،للامام عبد الله ابن احمد النسفي المتوفي ٧١٠ھ، جامعة ام القرى مكة المكرمة السعودية، ١٤٣٢ھ-٢٠١١م.

38:	الهداية شرح بداية المبتدي، برهان الدين علي بن ابي بكر الفرغاني المرغيناني، المتوفى ٥٩٣ھ، مكتبه رحمانية لاهور، بدون التاريخ.

39:	واقعات المفتين،عبد القادر بن يوسف الشهير بقدوري آفندي الحنفي، الطبعة الاميرية بولامصر، الطبعة الاولى ١٣٠٠ھ-.